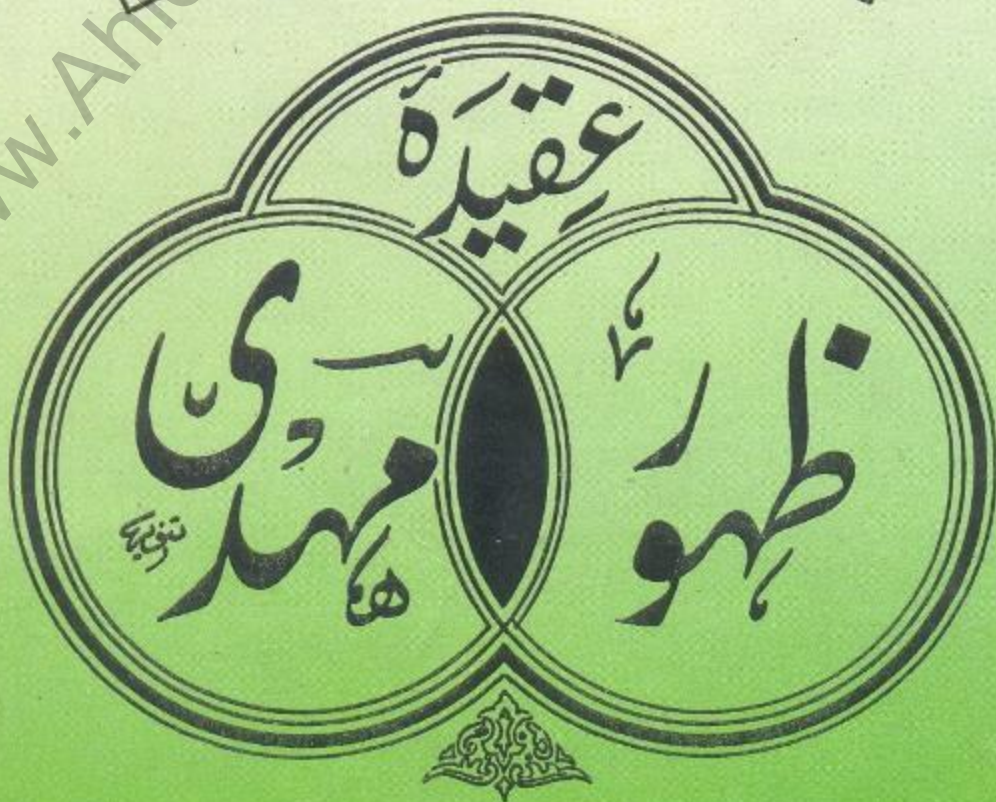


عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَيَّجُونَ وَالْمُهَيَّجَاتُ



أَحَادِيثُ كِي رَوَيْتَنِي فِي

تَالِيفِ

خَيْرِيتُ لَنَا ذَاكِرُ مَفْتِي نِظَامِ الدِّينِ شَامِرِي ظَلُّ

خَلِيفَةُ مَجَاز

فَقِيهِ الْأَمْرِ خَيْرِيتُ لَنَا مُحَمَّدُ يُونُسُ بْنُ هَيَا نُؤْمِي دَدَلُّ

إِدَارَةُ دَعْوَةِ إِسْلَامٍ جَامِعَةُ يُونُسُ بْنُ هَيَا نُؤْمِي كَرَّاجِي ٤٣٨٠٠
شَرْفِ آبَادِ سَوَسَانِي

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامُ مَعْنَى



أَحَادِيثُ كِي رَوَيْتَنِي مِيں

تالیفے

حَضْرَتِ لَنَا ذَاكِرِ مَفْتٰی نِظَامِ الدِّیْنِ شَامِزِی ظِلّٰہ

خليفة مجاز

فَقِيْهَ الْاَمَةِ حَضْرَتِ لَنَا مُحَمَّدِیُوسُفَ لِنَهْضِیَا نَوْمِی مَدْظَلَه

اِدَارَه دَعْوَتِ اِسْلَامِ جَامِعَہ یوسفیہ بنوریہ کراچی ۲۸۰۰
شرف آباد سوسائٹی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب _____ عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں

مؤلف _____ مولانا نظام الدین شانمئی

صفحات _____ ۱۹۲

سال اشاعت _____ ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲ء

تعداد _____ ۱۰۰۰

ناشر _____ ادارہ دعوت اسلام کراچی

_____ ملنے کے لئے _____

(۱) ادارہ دعوت اسلام، جامعہ یوسفیہ بنوریہ، شرف آباد

کراچی ۷۴۸۰۰

(۲) مکتبہ بنوریہ - علامہ بنوری ٹاؤن - کراچی نمبر ۷۴۸۰۰

گزارشات

- ۱ آئندہ اوراق میں جو مضمون آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے، اس کا تعلق عقیدہ ظہور مہدی کے ساتھ ہے۔ اس مضمون میں، میں نے یہ کوشش کی ہے کہ صحیح احادیث، محدثین اور متکلمین کے اقوال کی روشنی میں اُمت کا چودہ سو سالہ پرانا عقیدہ، جس کا تعلق امام مہدی کے ظہور کے ساتھ ہے پیش کروں۔ اور اس مسئلے کے متعلق حتی الامکان جتنا بھی منتشر مواد ہے، اس کو جمع کر دوں۔ اپنی اس کوشش میں، میں کہاں تک کامیاب رہا، اس کا فیصلہ تو پڑھنے والے کریں گے۔ میں نے اپنے طور پر پوری کوشش کی ہے کہ اس مسئلے کا کوئی بھی پہلو تشنہ نہ رہے۔
- ۲ اس مضمون کا شانِ ورود کچھ یوں ہے کہ جنوری ۱۹۸۱ء کے ”اردو ڈائجسٹ“ میں اختر کاشمیری صاحب کا ایک مضمون آیا تھا جس کے متعلق اس وقت جامعہ روقیہ کے دارالافتاء میں متعدد سوالات آئے جن کے مختصر جوابات دیئے گئے۔ لیکن اپنے طور پر اس مسئلے کی تحقیق صحیح احادیث کی روشنی میں شروع کی کہ اس مسئلے کی پوری حقیقت واضح ہو جائے۔ چنانچہ متعدد احادیث

جن کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے، مل گئیں جن کو میں نے ایک مضمون کی شکل میں جمع کرنا شروع کیا۔ کچھ کام کرنے کے بعد مضمون کی ایک قسط بتوریج ڈائجسٹ ہی میں اشاعت کے لئے بھیجی گئی لیکن شائع نہ ہو سکی۔ اس کے بعد کچھ مہربان دوستوں کی طرف سے ایسے واقعات پیش آئے جن کی وجہ سے مضمون کی تکمیل کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس کی تکمیل کی توفیق بخشی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

۳ زیر نظر مضمون میں زبان و بیان کی بہت سی غلطیاں آپ کی نظر سے گذریں گی، لیکن امید ہے کہ آپ اس قسم کی غلطیوں سے درگزر اور صرف نظر کریں گے۔ کیوں کہ میری مادری زبان اردو نہیں۔

الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا
غواص کو مطالبہ صبر سے کہ گہر سے

وَالسَّلَامُ

نظام الدین شامزئی

دارُ الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الِامَامِ الْمَهْدِیِّ

حضرت امام مہدی سے متعلق احادیث مطالعہ
فرمائیے قبل ان کا مختصر تذکرہ ضروری
معلوم ہوتا ہے۔

شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

حضرت امام مہدی سید
اور اولادِ فاطمہ زہرا میں
سے ہیں اور آپ کا

حضرت امام مہدی کا نام اور
نسب اور ان کا حلیہ شریف

قد و قامت قدرے دراز، بدن چیت، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے مشابہ ہوگا۔ نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری مشابہت رکھتے ہوں گے۔ آپ کا اسم شریف
محمد والد کا نام عبدالشہید، والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا۔ زبان میں قدرے
لکنت ہوگی۔ جس کی وجہ سے تنگدل ہو کر کبھی کبھی ران پر ہاتھ ماریں گے۔

۱۔ یہ مضمون بلفظ مولانا محمد بدر عالم صاحب کی کتاب
ترجمان السنۃ جلد نمبر ۳۷۲ تا ۳۷۶ سے ماخوذ ہے۔

آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا۔ سید برزنجی اپنے رسالہ الاشاعت میں تحریر کرتے ہیں کہ تلاش کے باوجود مجھ کو آپ کی والدہ کا نام روایات میں کہیں نہیں ملا۔

آپ کے ظہور سے قبل سفیانی کا خروج
شاہ روم اور مسلمانوں میں جنگ
اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا۔
آپ کے ظہور سے قبل ملک عرب
اور شام میں

ابوسفیانؑ کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کریگا۔ اس کا حکم ملک شام و مصر کے اطراف میں چلے گا۔ اس درمیان میں بادشاہ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی۔ رٹنے والا فریق قسطنطنیہ پر قبضہ کریگا۔ بادشاہ روم دارالخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں پہنچ جائے گا اور عیسائیوں کے دوسرے فریق کی اعانت سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کے بعد فریق مخالف پر فتح پائے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد موافق فریق میں سے ایک شخص نعرہ لگائے گا کہ صلیب غالب ہوگئی اور اس کے نام سے یہ فتح ہوتی یہ سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کریگا۔ اور کہے گا کہ نہیں دین اسلام غالب ہوا اور اس کی وجہ سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ یہ دونوں

بے حسب بیان سید برزنجی! خالد بن یزید بن ابی سفیان کی نسل سے

ہوگا۔ امام قرطبی نے اپنے تذکرہ میں اس کا نام عروہ تحریر فرمایا ہے۔ سید برزنجی نے اپنے رسالہ الاشاعت میں اس کا حلیہ اور اس کے دور کی پوری تاریخ تحریر فرمائی ہے مگر اس کا اکثر حصہ موقوف روایات سے ماخوذ ہے۔ اس لئے ہم نے شاہ صاحب کے رسالہ سے اس کا مختصر تذکرہ نقل کیا ہے امام قرطبی نے بھی امام مہدی کے دور کی پوری تاریخ نقل بقیہ حاشیہ ص ۱۰ پر

اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے پکاریں گے۔ جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

بادشاہ اسلام شہید ہو جائیگا، عیسائی ملک شام پر قبضہ کر لیں گے۔ اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائیگی۔ باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے۔ عیسائیوں کی حکومت خیبر (جو مدینہ منورہ سے قریب تک پھیل جاتے گی) اس وقت مسلمان اس منکر میں ہوں گے کہ امام مہدی کو تلاش کرنا چاہیے تاکہ ان کے ذریعے یہ مصیبتیں دور ہوں اور دشمن کے پنجہ سے نجات مل جائے۔

امام مہدی کی تلاش و رُآن سے بیعت کرنا | امام مہدی

اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس ڈر سے کہ مبادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کی تکلیف دیں، مکہ معظمہ چلے جائیں گے۔ اس زمانہ کے اولیاء کرام اور ابدالِ عظام آپ کو تلاش کریں گے۔ بعض آدمی مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے بھی کریں گے۔ حضرت مہدی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی۔

بقیہ حاشیہ: فرمائی ہے۔ تذکرہ قطبی گو اس وقت دستیاب نہیں۔ مگر اس کا مختصر مؤلفہ امام شہرانی عام طور پر ملتا ہے۔ قابل ملاحظہ ہے۔ سید بر رنجی کے رسالہ میں امام مہدی کے زمانہ کی مفصل اور مرتب تاریخ کے علاوہ اس باب کی مختصر حدیثوں میں جمع و تطبیق کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ لیکن چونکہ اس باب کی اکثر روایات ضعیف تھیں، اس لیے ہم نے ان کی تطبیق نقل کرنے کی چند اہمیت محسوس نہیں کی۔

اور آپ کو مجبور کر کے آپ سے بیعت کر لے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گہرے لگ چکے گا۔ اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاستمعولہ واطیعوا۔ اس آواز کو اس جگہ کے تمام عام و خاص مسلمانیں گے بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال ہوگی۔ خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کے فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ تمام عراق اور یمن کے اولیاء کرام و ابدال عظام آپ کی محبت میں اور ملک عرب کے تمام لوگ آپ کے لشکر میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون یا (جس کو رتاج الکعبہ) کہتے ہیں نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔

خراسانی سردار کا امام مہدی کی اعانت کے لیے | جب یہ خبر فوج روانہ کرنا اور سفیانی کے لشکر کو ہلاک و تباہ کرنا اسلامی دنیا میں پھیلے گی۔ تو خراسان کا ایک شخص ایک بہت بڑی فوج لیکر آپ کی مدد کے لیے روانہ ہوگا جو راستے میں بہت سے عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کر دے گا۔ اس لشکر کے مقدمۃ الجیش کی کمان منصور نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ سفیانی (جس کا ذکر اوپر گزر چکا) اہل بیت کا دشمن ہوگا۔ اس کی ننھاں قوم بنو کلاب ہوگی۔ حضرت امام مہدی کے مقابلے کے واسطے اپنی فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ مدینہ کے درمیان ایک میدان میں پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی۔ تو اسی جگہ اس فوج کے نیک و بد سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیقہ اور عمل کے مطابق ہوگا۔ ان میں سے صرف دو آدمی بچیں گے۔ ایک حضرت امام مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع دے گا۔ اور دوسرا سفیانی کو

عسکر کی فوجوں کے اجتماع کا حال سن کر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کو جمع کرنے کی کوشش میں لگ جائیں گے اور اپنے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر لے کر امام مہدیؑ کے مقابلے کے لیے شام میں جمع ہو جائیں گے۔

مقابلہ کے لیے اجتماع اور امام مہدیؑ کیساتھ خونریز جنگ اور آخر میں امام مہدیؑ کی فتح مبینہ فوج کے

اس وقت ستر جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہ ہوگی (جس کی تعداد ۴۰۰۰۰) ہوگی حضرت امام مہدیؑ مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب روانہ ہوں گے۔ دمشق کے پاس آکر عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔

اس وقت امام مہدیؑ کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا۔ خداوند کریم ان کی توبہ سرگرفتہ قبول نہ فرمائے گا۔ باقی فوج میں سے کچھ تو شہید ہو کر بدر اور احد کے شہداء کے مراتب کو پہنچیں گے اور کچھ بتوفیق ایزدی فتحیاب ہو کر ہمیشہ کے لیے گمراہی اور انجام بد سے چھٹکارا پائیں گے۔ حضرت امام مہدیؑ دوسرے روز پھر نصاریٰ کے مقابلے کے لیے نکلیں گے۔ اس روز مسلمانوں کی ایک جماعت یہ عہد کر کے نکلی گی۔ یا میدان جنگ فتح کریں گے یا مرجاتیں گے یہ جماعت سب کی سب شہید ہو جائے گی۔

حضرت امام مہدیؑ باقی ماندہ قلیل جماعت کیساتھ لشکر میں واپس آئیں گے۔ دوسرے دن پھر ایک بڑی جماعت یہ عہد کرے گی کہ فتح کے بغیر میدان جنگ سے واپس نہیں آئیں گے، یا پھر مرجاتیں گے۔ اور حضرت امام

مہدی کے ہمراہ بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کریں گے اور آخر یہ بھی ہمام شہادت
نوش کریں گے۔ شام کے وقت امام مہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اپنی قیام
گاہ پر واپس تشریف لے آئیں گے چوتھے روز حضرت امام مہدی رسد گاہ
کی محافظ جماعت کو لے کر دشمن سے پھر نبرد آزما ہوں گے۔ یہ جماعت بغداد
میں بہت کم ہوگی مگر خداوند کریم ان کو فتح مبین عطا فرمائے گا۔ عیسائی اسلحہ
قدر قتل ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی بونہل جھٹکاگی اور بے
سروسامان ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ مسلمان
ان کا تعاقب کر کے بہتوں کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد امام مہدی بے
انتہا انعام و اکرام اس میدان کے جانبازوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس
مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہرت سے
خاندان و قبیلے ایسے ہوں گے۔ جس میں فیصد صرف ایک ہی آدمی بچا ہوگا۔
اس کے بعد امام مہدی بلاد اسلام کے نظم و نسق اور فرائض اور حقوق العباد
کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے۔ چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے
اور ان ہمات سے فارغ ہو کر فتح قسطنطنیہ کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔

ستر ہزار فوج کے ساتھ امام مہدی کی فتح
قسطنطنیہ کے لیے روانگی اور ایک لغزہ تکبیر سے
شہد کا فتح ہو جانا۔

تبید بنو اسحاق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس
شہر کی خلاصی کے لیے جس کو آجکل استنبول کہتے ہیں، مقرر فرمائیں گے۔ جب
یہ فصیل شہر کے قریب پہنچے کہ لغزہ تکبیر بلند کریں گے تو اس کی فصیل نام خدا کی
برکت سے یکایک گر جائے گی مسلمان ہلا کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے۔

شورشوں کو ختم کر کے ملک کا انتظام نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے۔ ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گزرے گا۔ امام مہدی ملک کے بند و بست ہی میں مصروف ہوں گے کہ افواہ اڑیگی کہ دجال نکل آیا۔

امام مہدی کا دجال کی تحقیق کے لیے ایک مختصر دستے کا روانہ فرمانا اور ان کی افضلیت کا حال

اس خبر ہی حضرت امام مہدی ملک شام کی طرف واپس ہوں گے۔ اور اس خبر کی تحقیق کے لیے پانچ یا نو سوارجن کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ان کے ماں باپ قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں۔ اور اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔ شکر کے آگے بطور طلیعہ روانہ ہو کر معلوم کر س گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ پس امام مہدی غلبت کو چھوڑ کر ملک کی خبر گیری کے غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے۔ اس میں کچھ عرصہ نہ گزرے گا کہ دجال ظاہر ہو جائے گا۔ اور قبیل اس کے کہ وہ دمشق پہنچے حضرت امام مہدی دمشق آچکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری و ترتیب فوج کر چکے ہوں گے۔ اور اسباب حرب و ضرب تقسیم کرتے ہوں گے کہ مؤذن عصر کی اذان دے گا۔ لوگ نماز کے لیے تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ لگاتے ہوئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے کہ سیڑھی لاؤ۔ سیڑھی حاضر کر دی جائے گی۔

حضرت عیسیٰ کا اترنا اور اس وقت کی نماز آپ اس سیڑھی کے امام مہدی کی امامت میں ادا کرنا

ذریعہ سے نازل ہو کر امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع و خوش خلقی سے آپ کے ساتھ پیش آئیں گے اور فرمائیں گے کہ یا بنی اللہ امامت

کیجئے۔ حضرت عیسیٰؑ ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو۔ کیونکہ تمہارے بعض بعض کے لیے امام ہیں۔ اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے۔ پس امام مہدیؑ نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام اقتداء کریں گے۔ نماز کے فارغ ہو کر امام مہدیؑ پھر حضرت عیسیٰؑ سے کہیں گے کہ یا بنی اللہ اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے۔ جس طرح چاہیں انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ کے تحت رہے گا۔ میں توصفۃ قتل و جال کے واسطے آیا ہوں۔ جس کام کے لیے ہی ہاتھ سے مارا جانا مقدر ہے۔

امام مہدی کے عہد خلافت کی خوشحالی
اور اس کی مدت اور ان کی وفات

تمام زمین امام مہدیؑ علیہ السلام کے عدل و انصاف سے (بھر جائیگی) منور اور روشن ہو جائیگی۔ ظلم و انصاف کی بنج کنی ہوگی۔ تمام لوگ عبادت و اطاعت الہی میں سرگرمی سے مشغول ہوں گے آپ کی خلافت کی مبادیات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنے اور ملک کے انتظام میں آٹھواں سال و جال کے ساتھ جنگ و جدال میں اور نوواں سال حضرت عیسیٰؑ کی معیت میں گزرے گا۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۴۹ سال کی ہوگی بعد از ان امام مہدیؑ کی وفات ہو جائیگی۔ حضرت عیسیٰؑ آپ کے جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے۔ اس کے بعد تمام چھوٹے اور بڑے انتظارات حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ میں آجائیں گے۔

لے اس موقع پر یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ شاہ صاحب نے گو تمام یہ سرگزشت حدیثوں کی روشنی ہی میں مرتب فرمائی ہے۔ جیسا کہ احادیث کے مطالعہ سے واضح ہے۔ مگر مگر واقعات کی ترتیب اور بعض جگہ ان کا تعین یہ دونوں باتیں خود حضرت موصوف ہوں کی جانب سے ہیں حقیقت یہ ہے کہ حدیث و قرآن میں جو قصص و واقعات بیان کئے گئے ہیں بقیہ حاشیہ ملے پر

بقیہ حاشیہ ص ۱۳ - خواہ وہ گذشتہ زمانے سے متعلق ہوں یا آئندہ سے ان کا اسنو
 بیان تاریخی کتبوں کا سا نہیں۔ بلکہ سبب مناسبت مقام ان کا ایک ایک ٹکڑا متفرق طور
 پر ذکر میں آگیا ہے۔ پھر حجب ان سب ٹکڑوں کو جوڑا جاتا ہے۔ تو بعض مقامات پر کبھی ان کی
 درمیانی کڑی نہیں ملتی۔ کہیں ان کی ترتیب میں شک و شبہ رہ جاتا ہے۔ ان وجوہات
 کی بنا پر بعض خام طبائع تو اصل واقعہ کے ثبوت ہی سے دستبردار ہو جاتی ہے حالانکہ غور و فکر
 چاہیے کہ جب قرآن و حدیث کا اسلوب بیان ہی وہ نہیں جو آج ہماری تصانیف کا ہے۔ تو پھر
 حدیثوں میں اس کو تلاش ہی کیوں کیا جائے۔ نیز حجب ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب خود حسب
 شریعت نے بیان ہی نہیں فرمائی۔ تو اس کو صاحب شریعت کے سر کیوں رکھ دیا جائے۔ لہذا
 اگر اپنی جانب سے کوئی ترتیب قائم کر لی گئی ہے۔ تو اس پر جرم کیوں کیا جائے۔ ہو سکتا ہے
 کہ جو ترتیب ہم نے اپنے ذہن میں قائم رکھی ہے حقیقت اس کے خلاف ہے۔ اس قسم کے
 اور بھی بہت سے امور ہیں جو قرآن اور حدیثی قصص میں تشنہ نظر آتے ہیں۔ اس لئے یہاں
 جو قدم اپنی رائے سے اٹھالیا جائے اس کو کتاب و سنت کے سر رکھ دینا ایک خطرناک اقدام
 ہے اور اس ابہام کی وجہ سے اصل واقعہ کا ہی انکار کر دینا یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے
 یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ واقعات کی پوری تفصیل اور اس کے اجزاء کی پوری پوری ترتیب
 بیان کرنی رسول کا وظیفہ نہیں بلکہ مورخ کا وظیفہ ہے۔ رسول آئندہ واقعات کی طرف
 یقیناً ضرورت اطلاع دیتا ہے۔ پھر حجب ان کے ظہور کا وقت آتا ہے تو وہ خود اپنی تفصیل
 کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور اس وقت یہ ایک کرشمہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنے
 بڑے واقعات کے لیے جتنی اطلاع حدیثوں میں آچکی ہے وہ بہت کافی تھی اور قبل از وقت
 اس سے زیادہ تفصیلات و ماغوں کے لیے غنیر ضروری بلکہ شاید اور زیادہ الجھاؤ کا موجب
 تھیں۔ علاوہ ازیں جس کو ازل سے ابد تک کا علم ہے۔ وہ یہ خوب جانتا تھا کہ کم وقت میں
 دین روایت اور اسانید کے ذریعہ پھیلے گا۔ اور اس تقدیر پر راویوں کے اختلافات سے

روایتوں کا اختلاف بھی لازم ہوگا۔ پس اگر غیر ضروری تفصیلات کو بیان کر دیا جاتا تو رعیتینا ان میں بھی اختلاف پیدا ہونے کا امکان تھا اور ہو سکتا تھا کہ اہلک اس اجمالی حصہ جتنا فائدہ اٹھا سکتی تھی، تفصیلات بیان کرنے سے وہ بھی فوت ہو جاتا۔ لہذا امام مہدی کی حدیثوں کے سلسلے میں نہ تو ہر گوشہ کی پوری تاریخ معلوم کرنے کی سعی کرنی صحیح ہے اور نہ صحت کے تھانے منقول شدہ منتشر ٹکڑوں میں جزم کے ساتھ ترتیب دینی صحیح اور نہ اس وجہ سے اہل پیشگوئی میں تردید پیدا کرنا علم کی بات ہے۔ یہاں جملہ پیشگوئیوں میں صحیح راہ صرف ایک ہے وہ یہ کہ جتنی بات حدیثوں میں صحت کے ساتھ آچکی ہے اس کو اس حد تک تسلیم کر لیا جائے اور زیادہ تفصیلات کے درپے نہ ہوا جائے اور اگر مختلف حدیثوں میں کوئی ترتیب اپنے ذہن سے قائم کر لی گئی ہے تو اس کو حدیثی بیان کی حیثیت ہرگز نہ دی جائے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس سلسلہ کی حدیثیں مختلف اوقات میں مختلف لحاظ سے روایت ہوتی ہیں اور ہر مجلس میں آپنے اس وقت کے مناسب اور حسب ضرورت تفصیلات بیان فرماتی ہیں۔ یہاں یہ امر بھی یقینی نہیں کہ ان تفصیلات کے براہ راست سننے والوں کو ان سب کا علم حاصل ہو۔ بہت ممکن ہے کہ جس صحابی نے امام مہدی کی پیشین گوئی کا ایک حصہ ایک مجلس میں سنا ہو اس کو اس کے دوسرے حصے کے سننے کی نوبت ہی نہ آئی ہے جو دوسرے صحابی نے دوسری مجلس میں سنا ہے اور اس لئے یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ واقعہ کے الفاظ بیان کرنے میں ان تفصیلات کی کوئی رعایت نہ کرے جو دوسرے صحابی کے بیان میں موجود ہیں۔ یہاں بعد کی آنے والی امت کے سامنے چونکہ یہ ہر دو بیانات موجود ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ فرض اس کا ہے کہ اگر وہ ان تفصیلات میں کوئی لفظی بے ارتباطی دیکھتی ہے۔ تو اپنی جانب سے کوئی تطبیق کی راہ نکال لے اس سے بسا اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ یہ تو جبرہ راویوں کے بیانات پر پوری پوری راس نہیں آتی اب راویوں کے الفاظ کی یہ کشاکش اور تاویلات کی ناسازگاری کا یہ رنگ دیکھ کر بعض دماغ اس طرف چلے جاتے ہیں کہ ان تمام دشواریوں کے تسلیم کرنے کی بجائے اصل واقعہ کا ہی انکار کر دینا آسان ہے مگر کاش وہ اس پر بھی نظر کر لیتے کہ یہ تاویلات خود صاحب شریعت

کی جانب سے نہیں بلکہ واقعہ کے خود راویوں کی جانب سے بھی نہیں۔ یہ مفسران و ماعنوں کی کاوش ہے جن کے سامنے اصل واقعہ کے وہ سب متفرق ٹکڑے جمع ہو کر آگئے ہیں جن کو مختلف صحابہ نے مختلف زمانوں میں روایت کیا ہے۔ اور اس لئے سرائیکے اپنے الفاظ میں دوسرے کی تفسیر کی کوئی رعایت نہیں کی اور نہ وہ کر سکتا ہے تو پھر نہ تو ان راویوں کے الفاظ کی اس بے ارتباطی کا کوئی اثر پڑتا۔ اور نہ ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار مفسر تفسیر سے بات پران کو آسان نظر آتا۔

Www.Ahlehaq.Com

علمِ اصولِ حدیث کی بعض اصطلاحیں

اصول حدیث کی تعریف

علمِ اصول حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعہ حدیث کے احوال معلوم کئے جائیں۔

اصول حدیث کی غایت

علمِ اصول حدیث کی غایت یہ ہے کہ حدیث کے احوال معلوم کر کے مقبول پر عمل کیا جائے اور غیر مقبول سے بچا جائے۔

اصول حدیث کا موضوع

علمِ اصول حدیث کا موضوع حدیث ہے۔

حدیث کی تعریف

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام و تابعین کے قول و فعل و تقریر کو حدیث کہتے ہیں اور کبھی اس کو خبر و اثر بھی کہتے ہیں

حدیث کی تقسیم

حدیث دو قسم پر ہے خبر متواتر و خبر واحد۔

خبر متواتر: وہ حدیث ہے جس کے روایت کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان سب کے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو عقلِ سلیم محال سمجھے۔

عہ تقریر رسولؐ یہ ہے کہ کسی مسلمان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی آپؐ نے جاننے کے باوجود اسے منع نہ فرمایا بلکہ خاموشی اختیار فرما کر اسے برقرار رکھا اور اس طرح اس کی تصویب و تثبیت مندرجہ ذیل (کذا فی مقدمۃ فتح الملہم ص ۱۸)

اور خبر واحد: وہ حدیث ہے جس کے راوی اس قدر کثیر نہ ہوں۔ پھر خبر واحد مختلف اعتباروں سے کئی قسم پر ہے۔

خبر واحد کی پہلی تقسیم

خبر واحد اپنے منتہی کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔ مرفوع، موقوف، مقطوع۔ مرفوع وہ حدیث ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو اور موقوف وہ حدیث ہے جس میں صحابی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔ اور مقطوع وہ حدیث ہے جس میں تابعی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

خبر واحد کی دوسری تقسیم

خبر واحد عددِ رواۃ کے اعتبار سے بھی تین قسم پر ہے۔ مشہور، معجز، غریب۔ مشہور: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر زمانے میں تین سے کم کہیں نہ ہوں۔ معجز: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر زمانے میں دو سے کم کہیں نہ ہوں۔ غریب: وہ حدیث ہے جس کا راوی کہیں نہ کہیں ایک نہ ہو۔

خبر واحد کی تیسری تقسیم

خبر واحد اپنے راویوں کی صفات کے اعتبار سے سولہ قسم پر ہے:

صحیح لذاتہ۔ حسن لذاتہ۔ ضعیف۔ صحیح لغيرہ۔ حسن لغيرہ۔ موضوع۔ متروک۔ شاذ۔ محفوظ۔ منکر۔ معروف۔ معتل۔ مضطرب۔ مقلوب۔ مصحّف۔ مُدرّج۔

صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے کل راوی عادل کامل الضبط ہوں اور اس کی سند متصل ہو۔ معتل و شاذ ہونے محفوظ ہو۔

حسن لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے راوی میں صرف ضبط ناقص ہو باقی سب شرائط صحیح لذاتہ کے اس میں موجود ہوں۔

ضعیف: وہ حدیث ہے جس کے راوی میں حدیث صحیح و حسن کے شرائط نہ پائے جاتیں۔

صحیح لغیرہ اس حدیث حسن لذاتہ کو کہا جاتا ہے جس کی سندیں متعدد ہوں
 حسن لغیرہ اس حدیث ضعیف کو کہا جاتا ہے جس کی سندیں متعدد ہوں۔
 موضوع وہ حدیث ہے جس کے راوی پر حدیث نبوی میں جھوٹ بولنے کا طعن موجود ہو
 منزوک وہ حدیث ہے جس کا راوی شتم بالکذب ہو یا وہ روایت قواعد معلومہ فی الدین کے
 مخالف ہو۔

مُتَّاذ وہ حدیث ہے جس کا راوی خود ثقہ ہو مگر ایک ایسی جماعت کثیر کی مخالفت
 کرتا ہو جو اس سے زیادہ ثقہ ہیں۔

مَحْفُوظ وہ حدیث ہے جو تاذ کے مقابل ہو
 منکر وہ حدیث ہے جس کا راوی باوجود ضعیف ہونے کے جماعت ثقات
 کے مخالف روایت کرے۔

مَعْرُوف وہ حدیث ہے جو منکر کے مقابل ہو
 مُعَلَّل وہ حدیث ہے جس میں کوئی ایسی علت خفیہ ہو جو صحت حدیث میں
 نقصان دیتی ہے اس کو معلوم کرنا ماہرین ہی کا کام ہے ہر شخص کا نہیں۔
 مضطرب وہ حدیث ہے جس کی سند یا متن میں ایسا اختلاف واقع ہو کہ
 اس میں ترجیح یا تطبیق نہ ہو سکے۔

مَقْلُوب وہ حدیث ہے جس میں بھول سے متن یا سند کے اندر تقدیم و
 تاخیر واقع ہو گئی ہو یعنی لفظ مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کیا گیا ہو۔ یا
 بھول کر ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

مُصَحَّف وہ حدیث ہے جس میں باوجود صورت خطی باقی رہنے کے لفظوں
 حرکتوں و سکونوں کے تغیر کی وجہ سے تلفظ میں غلطی واقع ہو جائے۔

مہ بعض اوقات مُصَحَّف کو مُحَرَّف بھی کہتے ہیں (مقدمہ فتح الملہم ص ۱۲)

مُدْرَج وہ حدیث ہے جس میں کسی جگہ راوی اپنا کلام درج کر دے۔

خبر واحد کی چوتھی تقسیم

خبر واحد سقوط عدم سقوط راوی کے اعتبار سے سات قسم ہے متصل
مُسْنَدٌ مُنْقَطِعٌ مُعَلَّقٌ مُعْضَلٌ مُرْسَلٌ مُدَلَّسٌ

متصل وہ حدیث ہے کہ اس کی سندیں راوی پورے مذکور ہوں
مُسْنَدٌ وہ حدیث ہے کہ اس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔
منقطع وہ حدیث ہے کہ اس کی سند متصل نہ ہو بلکہ کہیں نہ کہیں سے راوی
گرا ہوا ہو۔

معلق وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع میں ایک راوی یا کثیر گھرے
ہوئے ہوں

مُعْضَلٌ وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان میں سے کوئی راوی گرا ہوا ہو یا
اس کی سند میں ایک سے زائد راوی پے پے گھرے ہوئے ہوں۔

مُرْسَلٌ وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے کوئی راوی گرا ہوا ہو۔
مُدَلَّسٌ وہ حدیث ہے جس کے راوی کی یہ عادت ہو کہ وہ اپنے شیخ یا
شیخ کے شیخ کا نام چھپا لیتا ہو۔

خبر واحد کی پانچویں تقسیم

خبر واحد صبیغ کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ مُعْتَنَعٌ مسلسل۔

مُعْتَنَعٌ وہ حدیث ہے جس کی سند میں لفظ عَنْ ہو اور اس کو عَنْ بھی کہا جاتا ہے۔
مُسَلَّسٌ وہ حدیث ہے جس کی سند میں صبیغ ادا کے یا راویوں کے
صفات یا حالات ایک ہی طرح کے ہوں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب اول

عقیدہ ظہورِ مہدی احادیث کی روشنی میں

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على محمد المصطفى
وعلى آله واصحابه الاتقياء۔ اما بعد

فقد قال الله تبارك و تعالى فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي
شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (الایۃ)

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی مسئلے کے متعلق اختلاف
رائے ہو تو خدا کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کو
لوٹاؤ۔ یعنی اس کا حکم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
میں تلاش کرو۔ اس قاعدے کے مطابق جس مسئلے میں مسلمانوں میں اختلاف
رائے ہو تو بجائے اس کے کہ اپنی رائے پر زور دیا جائے اور اسے حتمی و

آخری سمجھا جاتے، چاہتے کہ اس کو اللہ کی کتاب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تلاش کیا جائے۔ کیونکہ دین کے یہی دو ایسے سرچشمے ہیں جن ہدایت کے پیاسے سیراب ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاعقلوا ایہا الناس قولی فانی قد بلغت وقد ترکت فیکم ایہا الناس ما ان اعتصمتمو بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ و سنتہ نبیہ (کتاب السنۃ لمحمد بن نصر المروزی ص ۱)

یعنی اے لوگو! میری بات کو سمجھو میں نے تمہیں دین کی باتیں پہنچادی ہیں اور ایسی چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑو گے تو گمراہ نہیں ہو گے، ایک کتاب اللہ اور دوسری اللہ کے رسول کی سنت۔

اسی طرح حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی یہ مضمون مختلف الفاظ سے

مروی ہے۔

جنوری ۱۹۷۷ء کے قومی ڈائجسٹ میں جناب اختر کاشمیری صاحب کا ایک مضمون خروج مہدی کے متعلق چھپا تھا، جس میں انہوں نے تحقیقی اور سنجیدہ طریقے پر ظہور مہدی کے مسئلے پر کلام فرمایا ہے انہوں نے اس پر زور دیا ہے کہ ظہور مہدی کے متعلق جتنی احادیث مروی ہیں وہ قابل اعتبار نہیں ہیں اور ثبوت کے درجے تک نہیں پہنچتی ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ظہور مہدی کا عقیدہ جو مسلمانوں میں چودہ سو سال سے منتقل ہوتا آیا ہے، بے بنیاد ہے۔ چونکہ خود صاحب مضمون نے اس کی فرمائش کی ہے کہ دوسرے علماء اس موضوع پر قلم اٹھائیں۔ اور یہ کہ اگر صحیح احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو جائے تو صاحب مضمون اپنا خیال بدل سکتا ہے۔

اسی طرح رسالہ کی مجلس ادارت کی طرف سے بھی اس موضوع پر لکھنے

کی دعوت دی گئی تھی اور رسالت ساتھ ساتھ یہ خطرہ تھا کہ اگر سکوت اختیار کیا جائے تو عام مسلمان شکوک و شبہات میں مبتلا ہوں گے۔ نیز اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ سلف صالحین کے خلق بدگمانی پیدا ہوگی کہ انہوں نے ایک ایسے مسئلے کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے جس کی کوئی صحیح بنیاد موجود نہیں یہی وہ محرکات تھے کہ بندہ کو اس پر قلم اٹھانے کی جرأت ہوئی البتہ کہ دو سکے علماء حضرات بھی اس موضوع پر اپنے گراں قدر خیالات اور تحقیقات کا اظہار فرمائیں گے جس سے عام مسلمان مستفید ہوں گے۔

اس طویل تمہید کے بعد اب میں اصل مدعا پر آتا ہوں۔

ظہور نہدی کا عقیدہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور چودہ سو سال سے مسلمانوں میں مسلم اور مشہور ہے۔ اب میں تفصیل سے ان احادیث کو مع حوالہ درج کرتا ہوں کہ جن پر اس عقیدہ کی بنیاد ہے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلٹ و الیہ انیب

① جمع الفوائد میں محمد بن محمد بن سلیمان الفاسی المغربی المتوفی ۱۲۹ھ نے کتاب الملاحم و اشراط الساعة میں یہ حدیث نقل کی ہے :

ابن مسعود رفعہ لو لم یبق	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
من الدنیا الا یوم واحد	مرفوع روایت ہے کہ اگر دنیا کا صرف
لطول اللہ ذلک الیوم حتی	ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ
یبعث اللہ فیہ رجلاً منی	تبارک و تعالیٰ اس دن کو طویل کر دینگے
او من اهل بیتی یواطئ اسمہ	یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں
اسمی واسم ابیہ اسم ابی	ایک آدمی کو مبعوث فرمائیں گے جو میرے
یملا الارض قسطاً وعدلاً	اہل بیت سے ہوگا، اس کا نام میرے

کما ملئت ظلماً وجوراً
ابی داؤد والترمذی ص ۲۵۵ -

حدیث نمبر ۹۹۱۳

بھردے گا جیسے کہ وہ ظلم و زیادتی سے بھر چکی ہوگی

(۲) امّ سلمة رفعتہ

المہدی من عتوق من
ولد فاطمة -

ابی داؤد۔ جمع الفوائد ص ۲۵۵ ج ۲ -

حدیث نمبر ۹۹۱۴

(۳) ابوسعید رفعہ

المہدی منی اجلی الجیہۃ
اقنی الالف یملا الارض
قسطاً وعدلاً کما ملئت
جوراً و ظلماً یملک سبع
سین - للترمذی و ابی داؤد بلفظہ
ص ۲۵۵ ج ۲ جمع الفوائد

حدیث نمبر ۹۹۱۵

(۴) علی و نظر الی ابنہ

الحسن فقال ان ابنی هذا
بیتہ کما سماہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

نام پر ہوگا اس کے باپ کا نام میرے
باپ کے نام پر ہوگا یعنی محمد بن عبد اللہ
وہ زمین کو انصاف اور عدل سے

حضرت ام سلمہ فرماتی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی
میری آل سے ہوگا۔ یعنی فاطمہؓ کی
اولاد سے ہوگا۔

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ مہدی مجھ سے ہوگا
کھلی پیشانی والا اور طویل و باریک
ناک والا، وہ زمین کو انصاف و عدل
سے بھردے گا جیسے کہ وہ ظلم و زیادتی
سے بھر چکی ہوگی سات سال تک
اس کی حکومت ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے
بیٹے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف
دیکھا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہوگا
جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

و سیخرج من صلبه رجل
یستی باسم نبیکم یشبه
فی الخلق ولا یشبه فی
الخلق۔ لابی داؤد
جمع الفوائد ص ۱۵ حدیث نمبر ۹۹۱۶

نے فرمایا اور ان کی پشت سے
ایک آدمی پیدا ہوگا جن کا نام تمہارا
نبی کے نام پر ہوگا وہ نبی کے ساتھ
اخلاق میں مشابہ ہوگا اور جسم میں مشابہ
نہیں ہوگا۔

جمع الفوائد کی یہ حدیثیں جو کہ صحیح یا حسن درجہ کی ہیں خروج مہدی
پر صراحتہ دلالت کرتی ہیں۔

جمع الفوائد کے مصنف نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ
وان لم اذکر شیئاً بعد عز و حدیث
غیر الجامع فذلک الحدیث مقبول
حسن او صحیح برجال الصحیح
او غیرہم۔ جمع الفوائد ص ۱

نوٹ: حدیث صحیح اور حسن وغیرہ کی تعریفات ہم نے اس لئے نہیں
لکھیں کہ ان اصطلاحات کی پوری تفصیل جناب اختر کاشمیری صاحب کے مضمون
میں موجود ہے۔ جزاء اللہ تعالیٰ۔

مصنف کی اس صراحت کے بعد اب اس کی ضرورت نہیں رہی کہ ان
احادیث کے راویوں پر ہم پروردافردا کلام کریں۔
(۵) اب دوسری کتابوں سے احادیث ملاحظہ ہو۔

ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت ان الفاظ

سے مروی ہے۔

حملاً ثنائاً عثمان بن ابی شیبہ قال
یعنی حضرت علی نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دَكِينٍ قَالَ
 حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنِ الْقَاسِمِ
 بْنِ الْحَجِّ بْنِ بَزَّةٍ عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ
 عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَمْ
 يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ
 لَبِثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي
 يَمْلَأُهَا عَدْلًا كَمَا مَلَأْتُ جَوْثًا

ابوداؤد مص ۲۳ ج ۲ کتاب المہدی

اس روایت پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سکوت کیا ہے اور محدثین
 کے ہاں وہ روایت جس پر امام ابوداؤد نے سکوت کیا ہو کم از کم درجہ حسن کی
 ہوتی ہے جیسے کہ مولانا محمد تقی صاحب عثمانی کی املائی تقریر درس ترمذی میں ہے
 کہ ان کی کتاب (ابوداؤد) میں حسن اور ضعیف احادیث بھی آگئی ہیں۔
 البتہ وہ ضعیف اور مضطرب احادیث پر کلام کرنے کے بھی عادی ہے بشرطیکہ
 ضعف زیادہ ہو چنانچہ جس حدیث پر وہ سکوت کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ
 وہ حدیث اُن کے نزدیک قابل استدلال ہے۔ البتہ بعض مرتبہ اگر ضعف ضعیف ہو
 تو وہ اسے نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس پر کلام نہیں کرتے ہیں۔

(درس ترمذی ص ۱۲ ج ۱)

اور خود امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا قول بھی کتابوں میں منقول ہے جیسے کہ حافظ
 ابن صلاح کا قول شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مقدمہ رفتح الملمہ میں نقل کیا ہے
 وَمِنْ مِظَانِهِ سَنَنْ أَبِي دَاوُدَ یعنی امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ

فقد روينا انه قال ذكرت
فيه الصحيح وما يشبهه
وما يقاربه وروينا عنه ايضا
ما معناه انه يذكر في
كل باب اصح ما عرفه في
ذلك الباب وقال ما كان في
كتابي حديث فيه وهرج
شديد فقد بيتته و ما لم
اذكر فيه شيئا فهو صالح
وبعضها اصح من بعض .

(مقدمۃ فتح الملہم ص ۲۹ ج ۱)

میں نے اپنی کتاب میں صحیح اور اس
کے مشابہ اور صحیح کے قریب روایتیں
نقل کی ہیں اور حافظ ابن صلاح
فرماتے ہیں کہ ہم نے امام ابو داؤد
سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ وہ ہر
باب میں اس باب کی صحیح روایتیں نقل
کرتے ہیں اور فرمایا کہ میری کتاب
میں اگر ایسی روایت ہو کہ جس میں
شدید قسم کا ضعف ہو تو میں اس کو
بیان کر دیتا ہوں اور جس حدیث کے
متعلق میں سکوت کروں تو وہ صالح ہوتی

ہے یعنی یا صحیح یا حسن اور اگر ضعف ہو بھی تو ادنیٰ درجے کا ہوتا ہے جس کا
جبرہ ممکن ہوتا ہے ۔

حافظ ابن صلاح فرماتے ہیں کہ امام ابو داؤد کے اس قول کی بنا پر
اگر کوئی روایت مطلقاً یعنی بغیر کسی کلام کے منقول ہو جبکہ وہ روایت بخاری
و مسلم میں موجود نہ ہو اور نہ کسی محدث نے اس کی صحت و حسن پر حکم لگایا ہو تو
وہ روایت امام ابو داؤد کے نزدیک درجہ حسن کی ضرور ہوتی ہے ۔ اور امام
ابو داؤد کا یہ قول ان الفاظ کے ساتھ بھی منقول ہے کہ و ما سکت عنہ
فہو صالح (مقدمۃ فتح الملہم ص ۲۹ ج ۱) یعنی جس حدیث کے متعلق میں سکوت
کروں تو وہ صالح ہوتی ہے اور صالح حدیث صحیح بھی ہو سکتی ہے اور حسن بھی ۔
تو احتیاط یہ ہے کہ حسن ہی کا حکم اس پر لگایا جائے

اور امام ابو داؤد کا یہ قول بھی کتابوں میں منقول ہے کہ
 ما ذکرْتُ فی کتابی حدیثاً اجمع یعنی میں نے کوئی ایسی حدیث نقل
 الناس علیٰ ترکہ (مقدمہ ابو داؤد ص ۱) نہیں کی ہے کہ جس کے ترک
 مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی - اور ضعف پر محدثین کا اتفاق ہو

اور شاہ عبدالغفر نے محدث دہلوی نے بتانے کا محدثین میں فرمایا کہ
 دروے التزام نمودہ انت کہ حدیث یعنی اس کتاب میں اس کا التزام ہے
 صحیح باشد یا حسن ص ۲۸۵ کہ حدیث صحیح ہو یا حسن

باقی تحقیق مقدمہ ابو داؤد مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ص ۱
 و ص ۱۱، اور مقدمہ فتح الملہم ص ۲۹ ج ۱ میں ملاحظہ ہو۔

اس پوری تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام ابو داؤد جس
 حدیث پر سکوت کریں وہ حدیث کم از کم حسن کے درجہ کی ہوتی ہے۔
 جیسے کہ خروج مہدی کے مذکورہ حدیث پر انہوں نے سکوت کیا ہے۔ لہذا
 یہ حدیث کم از کم حسن کے درجہ کی ہے۔

⑥ ابو داؤد نے حضرت ام سلمہ کی وہ روایت جو ہم نے نمبر میں نقل
 کی ہے اس سند کے ساتھ نقل کی ہے اور اس پر سکوت فرمایا ہے۔ صرف
 علی بن نفیل کی توثیق کا قول ابو الملیح سے نقل کیا ہے

حدثنا احمد بن ابراہیم قال حدثني عبد الله بن
 جعفر الرقي قال حدثنا ابو الملیح الحسن بن عمر عن زياد بن
 بيان عن علي بن نفيل عن سعيد بن المسيب عن امرئمة
 قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المهدى
 من عترتي من ولد فاطمة (ابو داؤد ص ۲۳ ج ۲)

اس روایت کا ترجمہ نمبر پر گزر چکا ہے

④ حضرت ام سلمہ کی ایک اور تفصیلی روایت جو ابو داؤد میں مندرجہ ذیل

سند سے مروی ہے

حدثنا محمد بن المثنیٰ حدثنا
معاذ بن هشام حدثني أبي عن
قتادة عن صالح أبي الخليل عن
صاحب له عن أم سلمة زوج النبي
صلى الله عليه وسلم عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال يكون
اختلاف عند موت خليفة
فيخرج رجل من أهل المدينة
هارباً إلى مكة فيأتيه ناس
من أهل مكة فيخرجونه
وهو كاره فيباعدونه ويبعث
إليه بعث من الشام فيخسف
بهم يالبيداء بين مكة
والمدينة فاذا رأى الناس
ذلك أتاه أبدال الشام
وعصائب أهل العراق
فيباعدونه ثم ينشأ رجل
مقرش أخواله كلب

حضرت ام سلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ ایک غلیفہ
کے انتقال کے وقت اختلاف
ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک آدمی
بھاگ کر مکہ چلا جائے گا، اہل مکہ
اس کے پاس آکر اس کو زور سے
نکال کر اس کی بیعت کریں گے
اہل شام اس کے پاس اپنا
شکر بھیجیں گے تو اسکا شکر
مکہ اور مدینہ کے درمیان
بیدار کے مقام پر زمین میں
دھنسا دیا جائے گا پھر اس کے بعد
قریش کا ایک آدمی جس کے
ماموں کلب قبیلے کے ہوں گے
اس کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجیں گے
تو ہمدی کا لشکر قریش کے
شکر پر غالب آجائے گا۔
خسارہ ہو اس آدمی کے لیے کہ جو

فَيَبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثًا فَيُظْهِرُونَ
 عَلَيْهِمْ وَذَلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ
 وَالْخَيْبَةِ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ
 غَنِيمَةَ كَلْبٍ فَيُقَسَّمُ النَّالُ وَ
 يُعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ
 نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَيُلْقَى الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ إِلَى
 الْأَرْضِ فَيَلْبِثُ سَبْعَ سِنِينَ
 ثُمَّ يَتَوَفَّى وَيُصَلَّى عَلَيْهِ
 الْمُسْلِمُونَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ
 بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ تَسْعَ
 سِنِينَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ سَبْعَ

سنین - ابوداؤد ص ۲۳ ج ۲ کتاب المہدی

اس روایت میں اگرچہ ایک وی مہول ہے لیکن یہی روایت مستدرک حاکم میں
 متصل سند سے مذکور ہے اگرچہ اس کے الفاظ کچھ مختلف ہیں
 مستدرک حاکم ص ۲۲ ج ۴ - اس طرح علامہ ذہبی نے تلخیص المستدرک
 میں اس کی تصحیح کی ہے - ملاحظہ ہو تلخیص المستدرک للذہبی ص ۲۲۹ ج ۴ بذیل
 المستدرک -

اسی طرح اس روایت کی تائید حضرت ابو ہریرہ کی اس روایت سے بھی ہوتی
 ہے جس کی صحت پر ابو عبد اللہ حاکم اور علامہ ذہبی دونوں متفق ہیں اور روایت
 بخاری و مسلم کی بشرط پر ہے جس کو ہم آگے نقل کریں گے -

مستدرک حاکم ص ۵۲ ج ۴

قبیلہ کلب کے مال غنیمت میں
 حاضر نہیں ہوا
 مہدی مال تقسیم کریں گے اور نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر
 عمل کریں گے - اسلام اپنی گرت
 زمین پر ڈال دیگا یعنی پھیل جائیگا
 سات سال تک رہیں گے - اس کے بعد
 وفات پائیں گے اور مسلمان ان پر
 نماز جنازہ پڑھیں گے

(۸) حضرت ام سلمہ کی ایک اور روایت جو ابوداؤد میں ان ہی الفاظ سے مروی ہے ص ۲۳۳ ج ۲

(۹) حضرت ام سلمہ کی ایک اور روایت جو ابوداؤد میں ص ۲۳۳ ج ۲ پر مروی ہے

(۱۰) اسی طرح سنن ترمذی میں امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت نقل کی ہے جس کو ہم پہلے جمع الفوائد کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں، اور اس کے آخر میں امام ترمذی نے فرمایا ہے ہذا حدیث حسن صحیح ص ۲۶۲ ج ۲ باب خروج المہدی یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ روایت صحیح ہے۔ مذکورہ روایت میں ایک راوی ہے جس کا نام اسباط بن محمد ہے وہ خود اگرچہ ثقہ ہے لیکن سفیان ثوری سے جو روایت وہ نقل کرتے ہیں اس کے بارے میں محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے جیسے کہ تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ اسباط بن محمد بن عبد الرحمن بن خالد بن میسرہ القرشی مولا ہم ابو محمد ثقہ فی الثوری۔ تقریب ص ۲۶۲

لیکن ایک تو یہ کہ خود امام ترمذی نے اس کی روایت کی توثیق کی ہے اور محدثین جب کسی ایسے راوی سے حدیث نقل کرتے ہیں جس کی جرح یرواقف ہوں تو وہ روایت ان کے نزدیک قابل اعتماد ہوتی ہے اس لئے کہ وہ ہر راوی کی صدق اور کذب اور صحیح و ضعیف روایتیں پہنچانتے ہیں جیسے کہ امام ترمذی نے کتاب العلل میں سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے کہ حد ثنا ابراہیم بن عبد اللہ بن المنذر الباہلی حد ثنا یعلیٰ بن عبید قال قال لنا سفیان الثوری اتقوا الکلبی فتیل له فانتک تروی عنه قال انا اعرف صدقه من کذبه۔ (ص ۲۳۳ ج ۲ کتاب العلل) یعنی سفیان ثوری نے کہا کہ کلبی سے بچو کسی نے ان سے کہا کہ آپ جو کلبی سے نقل کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس کے سچ اور جھوٹ کو پہچانتا ہوں۔

اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔ عبید بن اسباط کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں فرمایا ہے کہ صدوق ^{۱۵۸} سفیان ثوریؒ تو مشہور امام اور متفق علیہ ثقہ ہیں۔ ایک راوی عاصم بن بہدلہ ہے جس کی توثیق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب ^{۱۵۹} میں کی ہے۔ نیز یہ طبع سادہ کے راویوں میں سے ہے جن کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے ولم یثبت فیہ ما یتروک حدیثہ من اجلہ والیہ الاشارة بلفظ مقبول۔ (تقریب التہذیب ص ۱۵۹)

نیز یہ صحیحین کے بھی راوی ہیں۔ تقریب التہذیب ص ۱۵۹ نیز ان پر حافظ ابن حجرؒ نے صفحہ مذکورہ میں ع کی علامت لگائی ہے تو یہ صحاح ستہ کے متفق علیہ راوی ہیں۔ بکاموث بہ الحافظ فی التقریب ص ۱۵۹ ایک راوی اس میں زر ہے جس کی توثیق حافظ ابن حجرؒ نے ثقہ جلیل کے الفاظ سے کی ہے اور اس پر بھی ع کی علامت بنائی ہے

(۱۱) امام ترمذیؒ نے عاصم بن بہدلہ کی سند سے ایک دوسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے۔ یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن حدیث کے ہاں یہ قاعدہ مشہور ہے کہ موقوف روایت بھی ایسے مسئلے میں جو مدرک بالقیاس نہ ہو مرفوع کے حکم میں ہے۔ روایت یہ ہے :

عن ابی ہریرۃ قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطقول اللہ ذلک الیوم حتی یلی، ہذا حدیث حسن

یعنی اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دیں گے یہاں تک مہدی والی بنے

صحیح - ترمذی ص ۲۷۲ باب خروج المہدی

اس حدیث کو بھی امام ترمذیؒ نے حسن اور صحیح کہا ہے۔

(۱۲) ترمذی میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی تفصیلی روایت ہے

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ
زَيْدَ الْعَمِيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الصَّدِيقِ
النَّاجِيَّ يَحْدُثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخَدْرِيِّ قَالَ خَشِينَا أَنْ يَكُونَ
بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَّثَ فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ فِي
أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا
أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا زَيْدُ الشَّائِكِ
قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَلِكَ قَالَ سَنِينَ
قَالَ فَيَجْعَلُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ يَا
مَهْدِيُّ اعْطِنِي اعْطِنِي قَالَ فَيَحْثِي

یعنی ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ
ہمیں ڈر محسوس ہوا کہ ہمارے پیغمبر
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد
کوئی فتنہ ہو تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اہمت
میں مہدی پیدا.... ہوگا اور
پانچ یا سات یا نو سال تک رہیگا
ان کے پاس آدمی آئیگا، کہے گا کہ
اے مہدی مجھے مال دیدے تو
وہ کپڑا بھر کر اس کو اتنا دے گا
جتنا کہ وہ اٹھا سکے گا۔

لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى مِنْ
غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو الصَّدِيقِ
النَّاجِيَّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو يُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ. (ترمذی ج ۲ باب خروج المہدی)
اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اس کی
مختلف اسناد ہیں جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ حدیث ضعیف نہیں ہے۔
نیز یہ کہ ابو سعید خدریؓ کی مہدی کے متعلق روایت امام ابوداؤدؒ نے بھی نقل
کی ہے اور اس پر سکوت فرمایا ہے جو صحت و حسن کی دلیل ہے۔ ملاحظہ ہو
ابوداؤد ص ۲۳ ج ۲ کتاب المہدی -

اور حاکم نے مستدرک میں بھی ابوسعید کی روایت کی تخریج کی ہے۔ حاکم اور
ذہبی اس کی صحت پر متفق ہیں۔ ملاحظہ ہو مستدرک حاکم مع تلخیص الذہبی ص ۵۵
(۱۳) ابن ماجہ میں امام ابن ماجہ قزوینیؒ نے بھی خروج مہدی کے لئے مستقل
باب قائم کیا ہے۔ اور حدیثیں نقل کی ہیں۔

ان میں سب سے پہلے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے
حدثنا عثمان بن ابي
شيبه حدثنا معاوية
بن هشام حدثنا علي
بن صالح عن يزيد بن
ابي زياد عن ابراهيم
عن علقمة عن عبد الله
قال بينما نحن عند
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذ اقبل فتية من بني هاشم فلما
راهم النبي صلى الله عليه وسلم
اغروا رقت عيناه وتغير لونه قال
فقلت ما نزال نرى في وجهك شيئاً
نكرهه فقال انا اهل بيت اختار
الله لنا الآخرة على الدنيا وان
اهل بيتي سيلقون بعدى بلاءً
وتشريعاً وتطريدًا حتى ياتي قوم

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ
ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ تھے کہ اتنے میں بنی ہاشم
کے کچھ لڑکے سامنے آئے جب بنی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا
تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آئے
اور رنگ متغیر ہو گیا میں نے عرض کیا
کہ ہم آپ کے چہرے پر غم کے آثار
دیکھتے ہیں جو ہمیں پسند نہیں فرمایا کہ ہم ایسے گھرانے
کے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے
لئے آخرت کو اختیار فرمایا ہے
اور میرے اہل بیت پر میرے بعد مصیبت
آئے گی یہاں تک کہ مشرق کی طرف
سے ایک قوم آئیگی ان کے ساتھ
کالے بھنڈے ہوں گے، وہ مال
مانگیں گے لوگ نہیں دیں گے تو وہ

من قبل المشرق معهم رايات سود فيسلون
الخير فلا يعطونه فيقاتلون فينصرون فيعطون
ما سئلوا فلا يقبلونه حتى يدفعونها الى رجل من
اهل بيتي فيملاها قسطاً وعدلاً كما ملؤها
جوراً فمن ادرك ذلك منهم قلياتهم ولو جوا
على الثلج (سنن ابن ماجه ص ۱۹)

یہ روایت بھی قابل استدلال ہے اس لئے کہ کسی نے بھی اس روایت پر موضوع ہونیکا حکم نہیں لگایا۔
”ما تمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه“ میں علامہ عبدالرشید نعمانی
نے ان سب احادیث کو جمع کیا ہے کہ جن پر موضوع ہونے کا حکم کسی نے بھی لگایا ہے ان میں یہ روایت
نہیں ہے۔ اب اس کے بعد اس روایت کے راویوں پر ہم افراد ابھرح و تعیل کے اقوال نقل کرتے ہیں
① عثمان بن ابی شیبہ : ان کا نام عثمان بن محمد بن ابراہیم ہے۔

تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے ثقہ حافظ شہید۔
(تقریب التہذیب ص ۳۳ و ۳۴)

اور ان کے نام پر حافظ نے خ م د س ق کی علامتیں بنائی ہیں۔

یعنی بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔

② معاویہ ابن ہشام : ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں فرمایا ہے کہ صدوق
اور ان کے نام پر خ م د س ق کی علامتیں بنائی ہیں۔ (تقریب ص ۳۲) یعنی امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں اور امام
مسلم نے صحیح مسلم میں اور ابن ماجہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی میں، ان محدثین نے انکی روایتیں نقل کی ہیں
جس سے ان کا قابل اعتبار ہونا معلوم ہوتا ہے۔

③ علی ابن صالح بن صالح کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ثقہ عابد (تقریب ص ۳۲) اور ان کے نام پر
بھی م د س ق کے نشانی بنائی ہے۔ یعنی یہ مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔

④ یزید بن ابی زیاد : ان کے متعلق حافظ نے تقریب میں فرمایا ثقہ (تقریب ص ۳۲) اور ان کے نام پر خ م د س ق کی علامتیں بھی ہیں یعنی ادب المفرد ترمذی اور موطا مالک کے راوی ہیں۔

اس کے بعد ابراہیم نخعیؒ اور علقمہ جو مشہور ائمہ حدیث اور ثقہ ہیں

(۱۴) ابو سعید خدریؓ کی روایت جو پہلے ابو داؤد، ترمذی اور جمع الفوائد

کے حوالے سے نقل ہو چکی ہے۔ ابن ماجہ میں بھی مندرجہ ذیل سند کیساتھ

مروی ہے :

حدّ ثنا نصر بن علی الجھضمی حدّ ثنا محمد بن یحییٰ بن کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مروان العقیلی حدّ ثنا عمارہ بن ابی کریم مسمی امت میں مہدی ہوں

حفصۃ عن زید العجمی عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید الخدری ان النبی

صلی اللہ علیہ وسلم قال یكون فی امتی المہدی۔ الحدیث (ابن ماجہ ص ۲۳۲)

یہ روایت بھی کم از کم یہ کہ موضوع نہیں ہے جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے

کہ یہ حدیث بھی ان احادیث میں مذکور نہیں ہے کہ جن پر وضع کا قول کیا گیا ہے۔

اور ساتھ یہ کہ ترمذی، ابو داؤد اور مستدرک حاکم میں اس کے متابعات منقول

ہیں۔ کما تر۔ (ترمذی ص ۴۲ ج ۲ ابو داؤد ص ۱۳۲ ج ۲)

اور اب اس کے رواۃ پر انفراداً بحث کی جاتی ہے۔

(۱) نصر بن علی الجھضمی : ان کے متعلق حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب

میں فرمایا ہے ثقہ ثبت ص ۳۵ نیز ان پر ع کی علامت بنائی ہے یعنی

یہ صحاح ستہ کے راوی ہیں یعنی سب کے نزدیک قابل اعتبار ہیں۔

(۲) محمد بن مروان العقیلی : ان کے متعلق حافظ ابن حجر نے

فرمایا ہے کہ صدوق ص ۳۱ اور ان پر ق کی علامت بنائی ہے یعنی ابن ماجہ کے راوی ہے۔

(۳) عمارہ بن ابی حفصۃ : ان کے متعلق حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ

ثقف (تقریب التہذیب ص ۲۵) یعنی ثقہ ہے۔

نیز ان پر خ اور ع کی علامتیں بنائی ہیں۔ یعنی بخاری، ترمذی،

نسائی، ابن ماجہ اور ابو داؤد کے راوی ہیں۔

④ زید العسی : ان کے متعلق اگرچہ حافظ نے ضعیف لکھا ہے لیکن طبقہ خامسہ کے راوی ہیں جن کی احادیث مقبول ہیں نیز یہ کہ متابعت کی وجہ سے ضعف منجبر ہو گیا ہے۔ نیز ان پر حافظ ابن حجر نے ع کی علامت بنائی ہے جو اس کی علامت ہے کہ یہ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور سب کے نزدیک قابل اعتبار ہیں

⑤ ابو الصدیق الناجی : ان کا نام بکر بن عمرو ہے اور حافظ ابن حجر نے ان کے متعلق تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ ثقہ ص ۴۷ نیز ان کے نام پر ع کی علامت لکھی ہے یعنی صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی قابل اعتبار ہے روایت کے راویوں کے ثقہ ہونے کی وجہ سے اگرچہ ہم اس روایت کی صحت کا جزم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بقول محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری ہم اس منصب کے اہل نہیں کما قال فی تقریظہ علی ولایت علی للعلی شاہ بخاری۔ لیکن کم از کم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ روایت بہر حال موضوع یا ضعیف نہیں بلکہ محدثین کے نزدیک قابل اعتبار ہے

①۵ ابن ماجہ میں حضرت ثوبان کی حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے

حد ثنا محمد بن یحیی و احمد	حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بن یوسف قال حدثنا عبد الرزاق	فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
عن سفیان الثوری عن خالد الحذاء	نے فرمایا کہ تمہارے خزانے کے
عن ابی قلابہ عن ابی اسماء الرجبی	پاس تین آدمی لڑیں گے ان میں سے
عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل عند کنزکم ثلاثہ	ہر ایک خلیفہ کا لڑکا ہوگا لیکن وہ خزانہ
	ان تینوں میں سے ایک کا بھی نہیں ہوگا

كلهما ابن خليفة ثم لا يصير الى
واحد منهم ثم تطلع الرايات
السود من قبل المشرق فيقتلونكم
قتلاً لم يقتله قومٌ ثم ذكر
شيئاً لا احفظه فقال فاذا رايتموه
فبايعوه ولو حبواً على الثلج فانه
خليفة الله المهدي -
(سنن ابن ماجه ۳۷)

پھر مشرق کی طرف سے کالے جھنڈے
آئیں گے وہ تم سے ایسی لڑائی لڑیں گے
کہ اس سے پہلے کسی قوم نے تم سے ایسی
لڑائی نہیں لڑی ہوگی، پھر کچھ بات کی جو کہ
راوی کو یاد نہیں رہی۔ پھر فرمایا کہ جب تم اس
کو دیکھ لو تو اس کی بیعت کرو اگرچہ تمہیں
برف پر گھسٹ کر ان کے پاس آنا پڑے
اس لئے کہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

یہ روایت بھی موضوع اور ضعیف نہیں ہے۔

کیونکہ اس کو کسی نے بھی ابن ماجہ کے موضوعات میں شمار نہیں کیا ہے۔

ملاحظہ ہو ”ما تمس الیہ الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجہ“۔

نیز یہ کہ اس کے متابعات ابوداؤد میں کتاب المہدی ص ۳۳ ج ۲ میں موجود
ہیں۔ نیز مستدرک حاکم میں ص ۵۲ ج ۴ پر اس کا متابہ موجود ہے اور دو سہ صحابہ
کی احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس روایت کے رواۃ کی تفصیل حسب ذیل ہے :

① محمد بن یحییٰ : جو کہ ابن ماجہ وغیرہ کے راوی ہیں۔

محمد بن یحییٰ کے نام سے اگرچہ تقریب التہذیب میں کئی راوی ہیں لیکن ابن ماجہ
کی علامت جس پر بنی ہے ان کا نام محمد بن یحییٰ بن ابی عمر العدنی ہے۔ حافظ نے
ان کے متعلق لکھا ہے صدوق ص ۳۲ اگرچہ ابوحاتم کا قول بھی حافظ نے نقل
کیا ہے۔ قال ابوحاتم کانت فیہ غفلة۔ لیکن ان کا متابہ احمد بن یوسف
موجود ہے، اور وہ ثقہ ہے۔

(۲) احمد بن یوسف بن خالد الاندلی : حافظ ابن حجر نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ حافظ ثقہ ص ۱

(۳) عبد الرزاق سے عبد الرزاق بن الہمام مراد ہے۔ اس نے کہ سفیان الثوری کے شاگرد وہی ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔ جیسے کہ حافظ ابن حجر نے اس کی صراحت کی ہے ملاحظہ ہو تقریب التہذیب ص ۱۳۱ ان کے متعلق اگرچہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ وہ کانیت شیخ۔ تقریب ص ۲۱۳۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ متقدمین کے نزدیک تشیع کا الگ مفہوم تھا۔ موجودہ زمانہ کے شیعہ کا عقیدہ مراد نہیں۔ جیسے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ اشاعہ شریعہ میں اس کی صراحت کی ہے۔ ملاحظہ ہو تحفہ اشاعہ شریعہ ص ۱۷۱ و ص ۱۷۲

نیز فیض الباری مآخذاً للمحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو فیض الباری ص ج ۱۔ لم
نیز یہ کہ عبد الرزاق صحاح ستہ کے راوی ہیں کما صرح علیہ الحافظ ابن حجر فی التقریب بعلامۃ ع

(۴) سفیان الثوری : ان کا نام سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ہے۔ حافظ ابن حجر نے ان کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ ثقہ ص ۱
حافظ فقیہ عابد امام حجة من رؤس الطبقة السابعة ص ۱۲۸
صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

(۵) خالد الحذاء : ان کا نام خالد بن مہران ہے ابو المنازل ان کی کنیت ہے۔ حافظ ابن حجر نے ان کے متعلق تقریب میں لکھا ہے وہ وثقہ ص ۱
میرسل منہ یعنی وہ ثقہ ہے، کبھی کبھی ارسال کرتے ہیں۔ نیز ان پر ع کی علت بھی بنائی ہے۔ یعنی صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں

۶) ابی اسماء الرحبی : ان کا نام عمرو بن منذر ہے ۔ اور ثقہ ہیں ۔
تقریب التہذیب ص ۲۲۲

اس تفصیل سے بھی معلوم ہوا کہ یہ روایت ضعیف نہیں ہے بلکہ قابل

اعتبار ہے

۱۶) حدّ ثنا عثمان بن ابی شیبہ حدّ ثنا ابو داؤد الحضرمی
حدّ ثنا یاسین عن ابراہیم بن محمد بن الحنفیہ عن ابیہ عن
علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی من
اہل البیت یصلحہ اللہ فی لیلۃ ۔ سنن ابن ماجہ ص ۳
یعنی مہدی اہل بیت سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو امارت کی صلاحیت
ایک ہی رات میں دیں گے ۔

علی کی یہ روایت مہدی کے متعلق ترمذی، ابو داؤد اور مستدرک حاکم
میں بھی صحیح سندوں کے ساتھ مذکور ہے ۔ ملاحظہ ہو ترمذی ص ۲۷۲ باب خروج المہدی
ابو داؤد ص ۲۳۲ ج ۲ کتاب المہدی، مستدرک حاکم ص ۵۵۲ ج ۲ و ص ۵۵۵ ج ۲
نیز اس کی صحت پر حاکم اور ذہبی دونوں متفق ہیں ۔

اب اس روایت کے رواۃ کی تفصیل ملاحظہ ہو :

۱) عثمان بن ابی شیبہ : ان کے متعلق تفصیل پہلے گزر چکی ہے
ملاحظہ ہو تقریب ص ۲۳۵ و ص ۲۳۲

نیز بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں کما صرح
بہ المحافظ فی التقریب ص ۲۳۵

۲) ابو داؤد الحضرمی : ان کا نام عمرو بن سعد ہے ۔ تقریب ص ۲۳۲
اور ان پر کوئی جرح نہیں ہے ۔

۳) یاسین : ان کا نام یاسین بن شیبان ہے۔

تقریب التہذیب میں حافظ نے ان کے نام پر قی کی علامت بنائی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ اور لکھا ہے کہ لا یأس بہ۔ تقریب ص ۳۷۲۔

۴) ابراہیم بن محمد بن الحنفیہ : ان کے متعلق حافظ نے تقریب میں لکھا ہے کہ صدوق۔ اور ان کے نام پر ت عس اور ق کی علامت بنائی ہیں۔ یعنی ترمذی، ابن ماجہ اور نائی کے مسند علی کا راوی اور قابلِ اعتماد ہے۔

۵) محمد بن علی جو ابن الحنفیہ : سے مشہور ہیں۔ مشہور تابعی زاید اور فتنہ سے الگ رہنے والے ہیں۔ اور حضرت علی رضی کے صاحبزادے ہیں ملاحظہ ہو تقریب التہذیب ص ۳۱۲، اور صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

۱۷) حدیثنا ابو بکر بن ابی شیبہ
حدیثنا احمد بن عبد الملك حدیثنا
ابو الملیح الرقی عن زیاد بن بیان
عن علی بن نفیل عن سعید بن المسیب
قال كنا عند ام سلمة فتذاكرنا
المهدي فقالت سمعت رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم يقول المهدي
من ولد فاطمة (سنن ابن ماجہ ص ۲۷۲)

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ
ہم حضرت ام المؤمنین ام سلمہ
رضی کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے
آپس میں مہدی کے متعلق ذکر کیا تو
ام سلمہ رضی کہنے لگیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مہدی
حضرت فاطمہ رضی کی اولاد سے ہوگا

یہ روایت بھی ضعیف نہیں۔ مستدرک حاکم، ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ
میں مذکور ہے۔ رُواة کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

① ابوبکر بن ابی شیبہ : ان کا نام عبداللہ بن محمد ہے اور یہ عثمان بن ابی شیبہ کے بھائی ہیں۔ حافظ نے تقریب میں لکھا ہے کہ ثقہ حافظ صاحب تصانیف۔ تقریب ص ۱۸۶

نیز ان پر خ م د س ق کی علامتیں بنائی ہیں۔ یعنی بخاری، مسلم ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں یعنی ان سب کے نزدیک قابل اعتبار اور ثقہ ہیں۔

② احمد بن عبد الملک : یہ بھی ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے کہ ثقہ تکتہ کلمہ فیہ بلا حجتہ (تقریب ص ۱۷۱) یعنی ثقہ ہیں۔ اور جن لوگوں نے ان پر حرج کی ہے وہ بلا دلیل ہے

③ ابوالملیح الرقی : ان کا نام حسن بن عمر یا عمرو ہے ثقہ ہیں۔ اور بخاری ابوداؤد، نسائی وابن ماجہ کے راوی ہیں۔ ملاحظہ ہو تقریب التحذیر ص ۱۰۹

④ زیاد بن بیان : یہ بھی ثقہ ہیں۔ اور ابوداؤد وابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں۔ ملاحظہ ہو تقریب التحذیر ص ۱۰۹

⑤ علی بن نفیل : ان کے متعلق حافظ نے تقریب میں لکھا ہے کہ لو بأس بہ ص ۲۴۹

⑥ سعید بن مسیب : مشہور تابعی اور امام جو توشیح سے مستغنی ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی قابل اعتبار ہے۔

①۸ حد ثنا ہدیہ بن عبد الوہاب حد ثنا سعد بن عبد الحمید بن جعفر عن علی بن زیاد الیمامی عن عکرمہ بن عمار عن اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ عن انس بن مالک

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول نحن ولد عبد المطلب سادة اهل الجنة انا وحمزة وعلی وجعفر والحسن والحسين والمهدی (سنن ابن ماجه ۳۲)

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ ہم عبد المطلب کی اولاد جنت کے سردار ہوں گے۔ یعنی میں حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی۔

یہ روایت بھی ابن ماجہ کے موضوعات میں شامل نہیں ہے۔ نیز اس کے متابعات اور شواہد موجود ہیں۔ اس روایت کے رُواة کی تفصیل یہ ہے :

① ہدیتہ بن عبد الوہاب : یہ صرف ابن ماجہ کے راوی

میں۔ اور حافظ نے تقریب میں لکھا ہے کہ صدوق ص ۳۶۳ یعنی ثقہ ہیں

② سعد بن عبد الحمید بن جعفر : حافظ نے لکھا ہے کہ ثقہ اور

صادق تھے۔ تقریب ص ۱۱۹ یہ ابوداؤد اور ابن ماجہ کے راوی ہیں اور ضعیف

ہیں لیکن دوسرے شواہد کی وجہ سے روایت بہر حال قابل اعتبار ہے۔

③ عکرمہ بن عمار : حافظ نے لکھا ہے کہ صدوق یعنی صادق

اور سچے تھے۔ تقریب ص ۲۲۲۔ نسائی ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ نیز بخاری نے بھی

ان سے تعلیقاً روایت نقل کی ہے کما صرح بہ الحافظ ص ۲۲۲ تقریباً تہذیب

④ اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ : یہ بھی ثقہ ہیں۔

جیسے کہ حافظ ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے کہ ثقہ صحیح ص ۱۹

اس تفصیل سے بھی معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی قابل اعتبار ہے۔

⑤ حدّ ثنا حرملة بن يحيى المصرى و ابراهيم بن سعيد الجوهري

قالا حدّ ثنا ابو صالح عبد الغفار بن داود الحراني قال حدّ ثنا ابن

لہیعہ عن ابی ذرہ عمرو بن جابر الحضرمی عن عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشرف ناس من المشرق فیوطون للمہدی یعنی سلطانہ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۱)

یعنی مشرق کی طرف سے لوگ نکلیں گے اور مہدی کی تائید کر کے ان کی حکومت قائم کریں گے۔

یہ حدیث بھی قابل اعتبار ہے کیونکہ کسی نے اس کو موضوع نہیں کہا ہے۔ رواۃ کی تفصیل یہ ہے :

① حرملة بن یحیی بن حرملة : حافظ نے لکھا ہے کہ صدوق تقریب ص ۱۱۱، مسلم، نسائی، ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں۔

② ابراہیم بن سعید الجوهري : حافظ نے تقریب میں لکھا ہے کہ حافظ ثقہ تکلم فیہ بلا حجة ص ۱۱۱ یعنی ثقہ اور حافظ ہیں جن لوگوں نے جرح کی ہے بلا حجت ہے

③ عبد الغفار بن داؤد الحرانی ابو صالح : حافظ نے لکھا ہے کہ ثقہ فقیہ، بخاری، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں (تقریب التہذیب ص ۲۱۶)

④ ابن لہیعہ : عبد اللہ بن لہیعہ ان کا نام ہے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ اگرچہ ان کی کتابیں مل جانے کے بعد ان کی روایتوں میں خلط آیا لیکن کذاب نہیں ہیں۔ خصوصاً جب ان کی روایت کی تائید دوسری روایتوں سے ہوتی ہے تو اعتبار کیا جائے گا۔ (تقریب ص ۸۶)

۵) ابو زرعه عمرو بن جابر الحضرمی : یہ ضعیف ہے اور شیعہ بھی ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے اس کی روایت کی تائید ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت بھی قابل اعتبار ہے۔

اب ہم اس مسئلے کے لئے مستدرک حاکم کی کچھ روایتیں نقل کرتے ہیں

۲۰) حدّ ثنا ابو محمد احمد بن عبد اللہ المرزنی حدّ ثنا زکریّا بن یحییٰ الساجی حدّ ثنا محمد بن اسماعیل بن ابی سمینہ حدّ ثنا الولید بن مسلم حدّ ثنا الاوزاعی عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمة عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجلًا یقال له السفیانی فی عمق دمشق و حامة من یتبعه من کلب فیقتل حتی یمقر بطون النساء ویقتل الصبیان فتجمع لهم قیس فیقتلہا حتی لا یمنع ذنب تلعة ویخرج رجلًا من اهل بیتہ فی الحرۃ فیبلغ السفیانی فیبعث له جندًا من جندہ فیہزمہم فیسیر الیہ السفیانی بمن معہ حتی اذا صار یبیداء من الارض خفت بہم فلا ینجوا منهم الا المخبر عنہم۔ ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه (المستدرک علی المعجمین ج ۲ ص ۵۲) اسی طرح تلخیص المستدرک میں ذہبی نے اس حدیث کو علی شرط الشیخین مانا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی دمشق کے درمیان سے نکلے گا جس کو سفیانی کہا جائیگا اس کے تابع داری

کرنے والے قبیہ کلب کے لوگ ہوں گے وہ لوگوں کو قتل کرے گا یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کر لیا اور بچوں کو قتل کرے گا۔ قبیہ قیس کے لوگ ان کے مقابلے میں جمع ہو جائیں گے وہ ان کو بھی قتل کر دیگا یہاں تک کہ کوئی باقی نہیں رہیگا اور میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلے گا (یعنی مہدی) حرہ کے مقام پر سفیانی اس کے مقابلے کے لئے فوج بھیجے گا مہدی ان کو شکست دیگا پھر سفیانی خود اپنے سب لشکر کو لیکر اس کے مقابلے کے لئے آئے گا یہاں تک کہ جب وہ بیدار کے مقام تک پہنچے گا تو زمین ان کو نکل لیگی ان میں سے کوئی باقی نہیں رہیگا۔

اس روایت کی طرف امام ترمذیؒ نے بھی صلاۃ ج ۲ میں اشارہ کیا ہے اس روایت میں اگرچہ ایام مہدی کے نام کی صراحت نہیں ہے لیکن ایک تویہ کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری روایات میں نام کی صراحت موجود ہے اور ساتھ ہی صفات مذکورہ موجود ہیں۔

تیزیہ بھی کہ محدثین نے اس سے مراد مہدی ہی لیا ہے

(۲۱) اخبرنی احمد بن محمد بن سلمۃ العنزی حدثنا عثمان بن سعید الدارمی حدثنا سعید بن ابی مریم انبأنا نافع بن یزید حدثنی عیاش بن عباس ان الحارث بن یزید حدثہ انه سمع عبد اللہ بن زریر الفافقی یقول سمعت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ستكون فتنة یحصل الناس منها کما یحصل الذہب فی المعدن فلا تسبوا اهل الشام و سبوا ظلمتہم فان فیہم الابدال و سیرسل اللہ الیہم سیباً من السماء فیفرقہم حتی لو

قاتلہم الثعالب غلبہم ثم یبعث اللہ عند ذلک رجلاً من
 عترۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی اثنی عشر الفاً ان قتلوا
 وخمسۃ عشر الفاً ان کثروا اما رتلہم او علامتہم امت امت
 علی ثلاث رأیات یقاتلہم اہل سبع رأیات لیس من صاحب رأیۃ
 الا وہو یطمع بالملک فیقتلون ویہزمون ثم یشہر الہاشمی
 فیرد اللہ الی الناس الفتلہم ونعمتہم فیکونون علی
 ذلک حتی ینخرج الدجال۔ ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ
 (مستدرک حاکم ۵۵۳ ج-۱)

اسی طرح امام ذہبی نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو
 تلخیص المستدرک ۵۵۳ ج ۱

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ عنقریب فتنہ ہوگا اس میں لوگ ایسے حامل
 ہوں گے جیسے کہ کان میں سونا نکلتا ہے۔ تم اہل شام کو گالیاں مت دو، وہاں
 کے ظالم لوگوں کو برا کہو ان میں ابدال ہوں گے۔ وہاں کے لوگوں پر بارش
 برسے گی زیادہ لوگ غرق اور کمزور ہو جائیں گے، اگر گیدڑ بھی ان سے لڑے
 تو ان لوگوں پر غالب آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہاشمی کو یعنی مہدی کو مبعوث کریں گے جو
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد میں سے ہوں گے، ان کے ساتھ بارہ ہزار
 یا پندرہ ہزار کالشکر ہوگا ان کی لڑائی کا نعرہ امت کا لفظ ہوگا۔ تین بھنڈوں
 کے نیچے ان کا لشکر لڑیگا ان کے مقابل سات بھنڈوں کے نیچے ہوں گے یعنی
 زیادہ ہر بھنڈے والا اقتدار کے طع میں ہوگا وہ لڑیں گے اور شکست کھائیں گے پھر اللہ تعالیٰ
 ہاشمی کو یعنی مہدی کو فتح دے گا۔

اس روایت میں بھی اگرچہ نام کی صراحت نہیں لیکن حضرت علیؑ کی دوسری

روایات میں جیسے ابوداؤد ص ۲۳۲ ج ۲، ترمذی ص ۲۶۴ میں امام کی صراحت موجود ہے۔

(۲۲) حدّ ثنا ابوالعبّاس محمّد بن یعقوب حدّ ثنا الحسن بن علی بن عفان العامری حدّ ثنا عمرو بن محمّد العنقری حدّ ثنا یونس بن ابی اسحق اخبرنی عمار الذہبی عن ابی الطفیل عن محمّد بن الحنفیة قال کنا عند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسأله رجل عن المہدی فقال علیّ ھیہات ثم عقد بیده سبعاً فقال ذاک ینخرج فی آخر الزمان اذا قال الرجل اللہ اللہ قُتل فیجمع اللہ تعالیٰ قومًا قزع کقزع السحاب یؤلف اللہ بین قلوبہم لا یتوحشون الی احد ولا یفرحون باحد یدخل فیہم علی عدۃ اصحاب بدر لم یسبقہم الا ولون ولا یدرکہم الا آخرون وعلیّ عدۃ اصحاب طالوت الذین جاوزوا معہ النہر الی ان قال ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین و لم ینخرجہ (مستدرک حاکم ص ۵۵۲ ج ۴)

اسی طرح امام ذہبی نے اس روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ صفحہ مذکورہ ترجمہ یہ ہے کہ کسی آدمی نے حضرت علیؑ سے مہدی کے متعلق پوچھا، فرمایا کہ وہ آخر زمانے میں نکلے گا۔

نیز محمد بن الحنفیہ کی یہ روایت ابن ماجہ ص ۳ پر بھی ہے۔

(۲۳) حدّ ثنا الشیخ ابوبکر بن اسحق وعلی بن حمّاذ العدل و ابوبکر محمّد بن احمد بن بانویہ قالوا حدّ ثنا بشر بن موسی الاسدی حدّ ثنا ہوذہ بن خلیفہ حدّ ثنا عوف بن ابی جمیلۃ

وحدثني الحسين بن علي الدارمي حدثنا محمد بن اسحق الامام
 حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابن ابي عدي عن عوف بن حد ثنا ابو الصديق
 الناجي عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 لا تقوم الساعة حتى تملأ الارض ظلماً وجوراً وعدواناً ثم يخرج
 من اهل بيتي من يملأها قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وعدواناً
 هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه. مستدرک حاکم ص ۴۶۵
 اسی طرح امام ذہبی نے بھی خ، م کی علامت لگائی یعنی صحیح ہے۔ اور
 بخاری و مسلم کے شرط پر ہے۔

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت
 اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین ظلم و زیادتی سے بھر جائیگی
 اس کے بعد میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلے گا جو زمین کو انصاف و عدل
 سے بھر دے گا۔

یہ روایت ترمذی ص ۲ ج ۲، ابوداؤد ص ۲۳ ج ۲، ابن ماجہ ص ۳ میں
 بھی موجود ہے۔ اس روایت میں اگرچہ نام کا ذکر نہیں لیکن ایک تو یہ کہ محدثین اس
 حدیث کو مہدی ہی کے باب میں ذکر کرتے ہیں، جیسے کہ ابن ماجہ، ابوداؤد اور
 ترمذی کا حوالہ گزر چکا ہے۔ نیز یہ کہ شارحین اس سے مراد امام مہدی ہی کو لیتے
 ہیں۔

(۲۴) حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب حدثنا محمد بن
 اسحق الصغاني حدثنا عمرو بن عاصم الكلابي حدثنا عمران القطان
 حدثنا قتادة عن ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري رضي الله
 عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدى منا اهل

البيت اشهد الانف اقنى اجلى يملأ الارض قسطاً وعدلاً
 كما ملئت جوراً وظلماً يعيش هكذا وبسط يساره واصبعين من
 يمينه المسبحة والابهام وعقد ثلاثة هذا حديث صحيح على
 شرط مسلم ولم يخجاء - اسی طرح امام ذہبیؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح
 علی شرط مسلم تسلیم کیا ہے (مستدرک حاکم ص ۵۵ ج ۲)

مطلب یہ ہے کہ مہدی اہل بیت میں سے ہوگا کھلی پیشانی اور
 سیدھی باریک ناک والا، زمین کو عدل سے بھر دیگا۔

(۲۵) اخبرني ابو النضر الفقيه حدثنا عثمان بن سعيد الدارمي
 حدثنا عبد الله بن صالح انبأنا ابو المليلح الرقي حدثني زياد
 بن بيان و ذكر من فضله قال سمعت سعيد بن المسيب يقول سمعت
 ام سلمة تقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يذكر المهدى
 فقال نعم هو حق وهو من بني فاطمة

یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس پر کوئی جرح نہیں کی ہے۔
 معنی مہدی کا ظہور حق ہے اور وہ بنی فاطمہ میں سے ہوگا۔

مستدرک حاکم کی یہ سب حدیثیں صحیح ہیں جو صراحتاً خروج مہدی پر
 دلالت کرتی ہیں۔ عام طور پر لوگ حاکم کی تصحیح کا اعتبار نہیں کرتے ہیں لیکن یہ
 قاعدہ تو محدثین کے نزدیک مشہور ہے کہ ذہبیؒ اور حاکمؒ جب کسی حدیث کی
 تصحیح پر متفق ہو جائیں تو وہ محدثین کے نزدیک یقیناً صحیح ہوتی ہیں۔ جیسے کہ
 مولانا محمد تقی صاحب عثمانی کی درس ترمذی میں اس کی صراحت موجود ہے۔

(درس ترمذی ص ۲۱۶ و ص ۱۷)

اسی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بستان اللہین
 میں فرمایا ہے کہ: ”ذہبیؒ گفتہ است کہ حلال نیست کسی را کہ بر تصحیح حاکم غرہ

شود تا وقتیکہ تعقیبات و تحقیقات مزا نہ بلند شد و صلا

یعنی ذہبی نے کہا ہے کہ جب تک میری گرفت اور بحث نہ دیکھی جا حاکم کی تصحیح پر مغرور نہ ہونا چاہئے۔ یعنی دونوں کا قول جب متفق ہو جاتا ہے تو پھر وہ حدیث صحیح ہوتی ہے۔

مذکورہ احادیث میں کچھ تو صحیح ہیں اور کچھ درجہ حسن کی ہیں، ضعیف کوئی بھی نہیں۔ لیکن اگر ضعیف ہو بھی تو بھی تعدد طرق کی وجہ سے وہ صحیح ہو جاتی ہیں۔ جیسے کہ حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ وبکثرة طرقہ یصح۔

(شرح تجلید ۳۵)

یعنی کثرت طرق کی وجہ سے حدیث درجہ صحت تک پہنچتی ہے۔

(۲۶) اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن قتادة يرفعه الى النبي صلى الله عليه وسلم قال يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من المدينة نياقي مكة فيستخرج الناس من بيته وهو كاره فيبايعونه بين الركن والمقام فيبعث اليه جيش من الشام حتى اذا كانوا بالبيداء خسف بهم فيأتيه عصاب العراق وابدال الشام فيبايعونه فيستخرج الكونن ويقسم المال ويلقى الاسلام بجرانه الى الارض يعيش في ذلك سبع سنين او قال تسع سنين۔

(مصنف عبد الرزاق ص ۳۷ ج ۱۱ باب المهدى حديث ۲۰۶۹)

یہ روایت پہلے ابو داؤد کے حوالہ سے گزر چکی ہے، وہاں ہم اس کا ترجمہ بھی کر چکے ہیں اور اس کی صحت کے متعلق بھی مختصر کلام ہو چکا ہے۔

نیز اس روایت کی صحت کو امام ہیثمی نے بھی مجمع الزوائد میں تسلیم کیا ہے۔

جیسا کہ علامہ حبیب الرحمن اعظمی نے مصنف عبد الرزاق کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ واخرجه الطبرانی ایضاً قال الہیثمی وجالہ رجال الصحیح ۳۱۵ ج ۱ ، نقل عن تعلیق مصنف عبد الرزاق ص ۳۱۱

(۲۷) اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن ابی ہارون عن معاویہ بن قرۃ عن ابی الصدیق الساجی عن ابی سعید الخدری قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاءً یصیب ہذہ الامۃ حق لا یجد الرجل ملجأً یلجأ الیہ من الظلم فیبعث اللہ رجلاً من عترتی من اہل بیتی فیملأ بہ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً یرضی عنہ ساکن السماء وساکن الارض لا تدع السماء من قطرها شیئاً الا صبتہ مدراراً ولا تدع الارض من ماؤها شیئاً الا اخرجتہ حتی تمئی الایاء الاموات یعیش فی ذلک سبع سنین او ثمان او تسع سنین .

حدیث نمبر ۳۱۵ ج ۱ ، مصنف عبد الرزاق ص ۳۱۱

یہ حدیث پہلے ابو داؤد و ابن ماجہ کے حوالہ سے گزر چکی ہے اور مستدرک حاکم میں بھی ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ علامہ حبیب الرحمن اعظمی مدظلہ اس حدیث پر حاشیہ میں لکھتے ہیں :

حدیث ابی سعید روى من غیر وجه کما قال الترمذی فراجع الترمذی ص ۳۱۵ ج ۲ و ابن ماجہ ص ۳۱۵ والزوائد للہیثمی و اما بهذا اللفظ فأخرجه الحاکم فی المستدرک .

نوٹ : اس حدیث کا ترجمہ بھی گزر چکا ہے۔

(۲۸) اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن ایوب عن ابن سیرین عن ابی الجعد قال تكون فتنة ثم تتبعها اخرى لا تکن الاولى

فی الاخرة الاکثرۃ السوط تتبعہ ذباب السیف ثم تکون
فتنة فلا یبقی للہ محترم الا استحل ثم یجتمع الناس علی خیرہم
رجلاً تأتینہ امارتہ ہنیئاً وهو فی بلیتہ ۔

مصنف عبد الرزاق ص ۳ ج ۱۱ حدیث نمبر ۲۰۴۳

ترجمہ یہ ہے کہ تین بڑے فتنے ہوں گے اس کے بعد چوتھا بہت بڑا
فتنہ ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ کی سب حرام کردہ چیزوں کو حلال بنایا جائیگا
اس کے بعد لوگ ایک بہتر اور بزرگ آدمی یعنی مہدی پر جمع ہو جائیں گے
اس کے پاس امارت آسانی سے آئے گی یعنی خود بخود، جبکہ وہ گھر میں بیٹھا
ہوگا ۔

اس حدیث کے راوی سب کے سب ثقہ ہیں ۔

(۲۹) اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن مطر عن رجل عن

ابی سعید الخدری قال ان المہدی اقلی اجلی ۔

(مصنف عبد الرزاق ص ۳۲ ج ۱۱)

یہ حدیث بھی ابوداؤد کے حوالہ سے پہلے ہی ترجمہ گزر چکی ہے ۔

اس حدیث میں باقی راوی تو ثقہ ہیں سوائے اس کے کہ ایک آدمی مجہول ہے

لیکن جیسے کہ پہلے ہم عرض کر چکے ہیں کہ دوسری روایات اسکی متابع اور مؤید

موجود ہیں ۔ اس لئے یہ روایت قابل اعتبار ہے ۔

(۳۰) اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن سعید الجری عن

ابی نصرۃ عن جابر بن عبد اللہ قال یكون علو الناس امامہ

لا یعدہم الدراہم ولكن یحثو ۔ مصنف عبد الرزاق ص ۳۲ ج ۱۱ حدیث ۲۰۴۴

یہ حدیث بھی صحیح ہے ۔

علامہ حبیب الرحمن اعظمی مدظلہ نے مصنف عبدالرزاق کے حاشیے میں لکھا ہے کہ اخرج البزار ومسلم ص ۳۲۵ ج ۲ من حدیث ابی سعید وجابر جمیعاً - (مصنف ص ۳۴۳ ج ۱۱)

ہاں یہ حدیث موقوف ہے لیکن یہ بات محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ غیر مدرک بالقیاس مسائل میں قول صحابی مرفوع حدیث کے حکم میں ہے خصوصاً جبکہ یہ حدیث ابوسعید خدریؓ سے مرفوع بھی منقول ہے۔

اس حدیث میں بھی اگرچہ نام کی صراحت موجود نہیں ہے لیکن امام عبدالرزاق اور مسلم وغیرہما کا اس کو خروج مہدی کے باب میں نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں امام کے لفظ سے مہدی ہی مراد ہیں۔

۳۱ اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن ابی طاووس عن علی بن عبد اللہ بن عباس قال لا ینخرج المہدی حتی تطلع مع الشمس ایۃ - (مصنف عبد الرزاق ص ۳۴۳ ج ۱۱)

یعنی مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک سورج کیساتھ کسی نشانی کا طلوع نہ ہو۔

یہ روایت بھی صحیح ہے اور اس کے رُواۃ قابل اعتبار ہیں۔
عبدالرزاق اور معمر تو بخاری اور مسلم کے مشہور راوی ہیں۔ علی بن عبد اللہ بن عباسؓ کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ ثقہ عابد ص ۲۴، نیز ان پر پنج م عد کی علامتیں بنائی ہیں۔
یعنی مسلم، بخاری کے ادب المفرد اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ اور ابن طاووس کا نام عبد اللہ بن طاووس ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں ان کے متعلق لکھا ہے ثقہ عابد فاضل ص ۴۱ یعنی ثقہ اور قابل اعتبار ہیں۔

یہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن مرسل جمہور کے نزدیک حجت ہے۔

امام شافعی کے نزدیک بھی جب مرفوع ہے تاہم ہو جائے تو پھر حجت ہے۔

جیسے کہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مقدمہ فتح الملہم میں لکھا ہے

وقال بعض الأئمة المرسل صحيح يحتج به وهو مذهب ابی حنیفۃ ومالک والحمد

فی روایتہ المشہورۃ حکاکہ النووی وابن القیم وابن کثیر وغیرہم وجماعۃ

من المحدثین وحکاکہ النووی فی شرح المہذب عن کثیر من الفقہاء

ونقلہ الغزالی عن الجاہیر (مقدمہ فتح الملہم ص ۳۱ ج ۱)

یعنی بعض ائمہ نے کہا ہے کہ مرسل حدیث حجت ہے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ

امام مالکؒ اور مشہور روایت کے مطابق امام احمدؒ کا مذہب ہے، جیسے کہ امام

نویؒ، امام ابن قیمؒ اور ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے اور نوویؒ نے شرح مہذب

میں اس کو بہت سے فقہار سے اور امام غزالیؒ نے جمہور سے نقل کیا ہے۔

اسی طرح اس روایت کی تاہم ہمارے نقل کردہ مرفوع حدیث سے

بھی ہوتی ہے۔ تو پھر امام شافعیؒ کے نزدیک بھی حجت ہوگی۔ جیسے کہ حافظ

ابن حجرؒ نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ :

وتأنيهما وهو قول المالكيين والكوفيين يقبل مطلقاً وقال

الشافعي يقبل ان اعتضد بمجيئه من وجه اخر يباين الطريق

الاولى مسنداً كان او مرسلًا يترجح احتمال كون المحدث وف ثقة

فی نفس الامر ۵۵۔

یعنی امام احمدؒ جن سبل کا قول ثانی اور مالکیہ اور کوفیہ یعنی امام ابو حنیفہؒ

وغیرہ کا قول یہ ہے کہ حدیث مرسل حجت ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب

دوسری سند سے اس کی تاہم ہو جائے تو پھر حجت ہوگی چاہے دوسری سند مسند ہو یا

مرسل۔

(۳۲) اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن ايوب او غيره عن
بن سيرين قال ينزل ابن مريم عليه لَامَتُهُ ومصرقان بين الاذان
والاقامة فيقولون له تقدم فيقول بل يصلي بكم امامكم انتم
امراء بعضكم على بعض - (مصنف عبد الرزاق ص ۱۹۳ ج ۱۱)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور ان کے اوپر دو زرد قمیص کے
کپڑے ہوں گے اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت ہوگا، لوگ ان سے
کہیں گے کہ نماز کے لئے آگے آجائیے وہ فرمائیں گے کہ نہیں تم اس امت
کے لوگ ایک دوسرے کے امام ہو تمہارا امام نماز پڑھائے۔

اس حدیث میں جو امام نماز پڑھائیں گے وہ امام مہدی ہوں گے جیسے کہ
مصنف عبد الرزاق میں اس روایت کے بعد دوسری روایت ہے کہ :

اخبرنا عبد الرزاق عن معمر قال كان ابن سيرين يرى انه للمهدي
الذي يصلي وراه عيسى ص ۱۹۳ ج ۱۱

یعنی عیسیٰ علیہ السلام جس امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے وہ امام مہدی
ہوں گے۔

یہ روایت صحیح ہے۔ علامہ حبیب الرحمن اعظمی مدظلہ اس روایت کے
حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ : اخرج بعض معناه البخاری ص ۲۱۶ ج ۶ ومسلم من

حدیث ابی ہریرۃ واحمد من حدیث جابر وبعضہ مسلم من حدیث جابر ص ۱۶۸
یعنی اس روایت کے کچھ حصوں کی تخریج بخاری نے کی ہے۔ اور مسلم اور
مسند احمد میں بھی روایت موجود ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

(۳۳) اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن الزهري عن نافع مولى
ابن قتادة عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

کیف بکم اذا نزل فیکم ابن مریم حکماً فامکم او قال امامکم منکم
(مصنف عبد الرزاق ص ۳۴)

یعنی کیسے ہونگے تم جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام فیصلہ والے بنکر
اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اس روایت میں امام سے مراد امام مہدی ہیں۔ جیسے کہ اس سے پہلے
ابن سیرین کا قول مصنف عبد الرزاق کے حوالہ سے گذر چکا۔ ملاحظہ ہو
مصنف عبد الرزاق ص ۳۹۹ ج ۱۱

نیز یہ روایت بھی صحیح ہے کیوں کہ بخاری و مسلم دونوں نے اس کی
تخریج کی ہے۔ جیسے مصنف عبد الرزاق کے معشی علامہ حبیب الرحمن عظمیٰ نے
لکھا ہے اخرجہ الشیخان لفظ البخاری و مسلم امامکم منکم ص ۱۱
یعنی یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی مروی ہے اور بخاری و مسلم دونوں
میں لفظ و امامکم منکم مروی ہے

(۳۴) حدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْقَاسِمِ وَابْنُ أَبِي عَمْرٍو وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا
سَفْيَانُ بْنُ عَيِينَةَ عَنْ أُمِّهِ بَنِ صَفْوَانَ سَمِعَ جَدَّهٗ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ
يَقُولُ أَخْبَرْتَنِي حَفْصَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لِيَوْمَئِذٍ هَذَا الْبَيْتُ جَيْشٌ يَغْزُونَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءٍ مِنْ
الْأَرْضِ يَخْشَفُ بِهِمْ بَأْسُهُمْ وَيَنَادِي أَوَّلَهُمْ الْخَرَمَ ثُمَّ يَخْشَفُ
بِهِمْ فَلَا يَبْقَى إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يَخْبِرُ عَنْهُمْ فَقَالَ وَجَلَّ أَشْهَدُ
بِكَ أَنْتَ لَمْ تَكْذِبْ عَلَى حَفْصَةَ وَأَشْهَدُ عَلَى حَفْصَةَ أَنَّهَا
لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ الصحيح لمسلم ص ۳۸۸

(۳۵) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ

حدّ ثنا عبید اللہ بن عمرو انبأنا زید بن ابی انیسہ عن عبد الملک
 العامری عن یوسف بن ماہک قال اخبرنی عبد اللہ بن
 صفوان عن ائم المؤمنین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال سيعود بهذا البيت یعنی الکعبۃ قوم لیست لہم متعة
 ولا عده ولا عدة یبعث الیہم جيش حتی اذا کانوا ببیداع من
 الارض خسف بہم قال یوسف و اهل الشام یومئذ یسیرون
 الی مکة فقال عبد اللہ بن صفوان ام واللہ ما ہو بهذا
 الجيش الذی ذکرہ عبد اللہ بن صفوان۔ مسلم ص ۳۸ ج ۲

ان دونوں روایتوں کا ترجمہ یہ ہے کہ ایک لشکر بیت اللہ کا قصد
 کرے گی اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو بیدار کے مقام پر زمین دھنسا دیں گے
 آگے عبد اللہ بن صفوان فرماتے ہیں کہ اس سے شامیوں کا وہ لشکر مراد
 نہیں جو عبد اللہ بن زبیر کے دور میں بیت اللہ کے پاس ان سے مقابلے
 کے لئے آئے گا

ان دونوں روایتوں میں اگرچہ مہدی کی صراحت نہیں ہے لیکن ان دونوں
 صحیح روایتوں میں وہ صفات مذکور ہیں جو مہدی کے نام کے ساتھ صراحت
 سے احادیث میں ذکر ہیں جس سے صرف اتنا ثابت کرنا مقصود ہے کہ مہدی کے
 متعلق وہ روایتیں جو پہلے ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور مستدرک حاکم
 کے حوالہ سے گزر چکی ہیں وہ بے اہل نہیں۔ بلکہ ان کی مؤید روایتیں مسلم میں بھی
 موجود ہیں۔ نیز یہ کہ مسلم ہی میں ان روایتوں کے بعد جو روایت مروی ہے، جس
 کو ہم آگے چل کر نقل کریں گے، اس میں رجل من قریش کے الفاظ موجود ہیں
 جس سے محدثین کی تصریح کے مطابق مہدی ہی مراد ہے۔ تو گویا ان حدیثوں کا
 تعلق بھی ظہور مہدی کے ساتھ ہے۔ نیز یہ کہ حدیث کے ساتھ

تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ امام مسلم کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مبہم روایتوں کو پہلے نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد اس روایت کی تشریح کے دوسری روایتیں نقل کرتے ہیں۔ اور ان روایتوں کے بعد امام مسلم نے رجل من قریش والی روایت نقل کی ہے۔ جس میں گویا اس طرف اشارہ ہے کہ ان روایتوں کا تعلق بھی ظہورِ مہدی ہی سے ہے۔

(۳۶) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّافِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ عِثْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِهِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَنَعْتَ شَيْئًا فِي مَنَامِكَ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ فَقَالَ الْعَجَبُ إِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يُؤْمِنُونَ بِالْبَيْتِ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ لَجَأَ بِالْبَيْتِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خَسَفَ بِهِمْ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الطَّرِيقَ قَدْ يَجْمَعُ النَّاسُ قَالَ نَعَمْ فِيهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ وَالْمُجِبُّورُ وَابْنُ السَّبِيلِ يَهْدِيكَوْنَ مَهْلِكًا وَاحِدًا وَيَصْدُرُونَ مِنْ مَصَادِرَ شَتَّى يَبِيعُهُمُ اللَّهُ عَلَى نِيَاتِهِمْ. (مسلم ص ۸۷ ج ۲)

حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں پل گئے اور مضطرب ہوئے تو ہم نے پوچھا کہ آج آپ نے ایسا کام کیا کہ جب آپ نے اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا فرمایا کہ ہاں تعجب ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ قریش کے ایک آدمی کو قتل کرنے کے لئے بیت اللہ کا قصد کریں گے جبکہ اس نے بیت اللہ میں پناہ لی ہوگی یہاں تک کہ یشکر جب بیدار تک پہنچے گا تو زمین میں دھنس جائے گا۔

اب اس حدیث میں رجل من قریش سے مراد مہدی ہیں۔ اس لئے

کہ عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لئے جوش کر آیا تھا وہ تو زمین میں نہیں
دھنسا۔ تاریخ اس کی گواہ ہے۔ نیز لشکر کی یہ صفات ان احادیث
میں مروی ہیں جس میں مہدی کے نام کی صراحت بھی ہے اور ان احادیث
کو محدثین نے خروج مہدی کے ابواب میں نقل بھی کیا ہے تو معلوم ہوا کہ
قریش کے اس آدمی سے مراد مہدی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(۳۷) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ وَالْلفظُ لَزُهَيْرٍ قَالَ
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي إِهْرَاهِيمَ عَنْ الْجَرِيرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ
كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ يَوْشَكَ أَهْلَ الْعِرَاقِ أَنْ لَا
يَجِيئَ إِلَيْهِمْ قَتْلُهُ وَلَا دَرَهُمْ قَتْلُنَا مِنْ أَيْنَ ذَلِكَ قَالَ مَنْ
قَبْلَ الْعَجْمِ يَمْنَعُونَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ يَوْشَكَ أَهْلَ الشَّامِ أَنْ لَا
يَجِيئَ إِلَيْهِمْ دِينَارُهُ وَلَا مَدَى قَتْلُنَا مِنْ أَيْنَ ذَلِكَ قَالَ مَنْ
قَبْلَ الرُّومِ ثُمَّ سَكَتَ هُنَيْئَةً ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْتَمِلُ الْمَالَ حَتَّى
وَلَا يَعْدَهُ عَدًّا قَالَ قُلْتُ لَا بِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ أَتَرَيَانِ
أَنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ لَا (الصَّحِيحُ مُسْلَمٌ ۳۹۵ ج ۲)
یعنی حضرت جابر فرماتے ہیں، قریب ہے کہ اہل عراق کے پاس نہ درہم و
دینار آئیں گے نہ کچھ غلہ کسی نے پوچھا کہ یہ مصیبت کس کی طرف سے آئے گی
کہا کہ عجم کی طرف سے پھر فرمایا کہ قریب ہے کہ اہل شام کی بھی یہی حالت ہوگی تو کسی
نے پوچھا کہ یہ کس کی طرف سے، کہا کہ اہل روم کی طرف سے۔ پھر فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں آخر میں ایک خلیفہ ہوگا
جو مال کو بغیر گنے تقسیم کریگا جریری کہتے ہیں کہ میں نے ابو نضرہ اور ابو العلاء

سے پوچھا کہ کیا اس خلیفہ سے مراد عمر بن عبدالعزیز ہیں تو فرمایا کہ نہیں۔
اس حدیث میں بھی خلیفہ سے محدثین کی تصریحات کے مطابق محدثی مراد
ہیں۔ کیوں کہ اس حدیث کو ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ نے مہدی
کے صفات میں خروج مہدی کے باب میں ذکر کیا ہے۔

(۳۸) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَمْهُضِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ أَبِي الْفَضْلِ
ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عَلِيَّةَ
كَلَاهِمًا عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُلَفَائِكَ خَلِيفَةٌ
يَحْتَوِي الْمَالَ حَتَّىٰ وَلَا يَعْدَهُ عَدْدًا وَفِي رَوَايَةٍ ابْنُ حَجْرٍ
يَحْتَوِي الْمَالَ. (صحیح مسلم ۳۹ ج ۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے خلفاء میں ایک خلیفہ
ہوں گے جو مال کو بغیر گنے تقسیم کریں گے۔ اس حدیث میں بھی سابق تفصیل
کے مطابق خلیفہ سے مراد مہدی ہیں۔

(۳۹) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ
حَدَّثَنَا ابْنُ حُدَّادٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ وَجَابِرِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ
فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعْدُهُ (مسلم ۳۹ ج ۲)
اس حدیث کا بھی وہی مطلب ہے جو گذشتہ حدیثوں کا تھا۔
اس حدیث میں بھی خلیفہ سے مراد مہدی ہیں۔ کما بیّننا۔

(۴۰) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَىٰ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعُ مَوْلَىٰ ابْنِ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ

اباھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتہ
 اذا نزل ابن مریم فیکم واما مکم منکم۔ (صحیح مسلم ج ۱)
 یعنی کیا حال ہوگا تمہارا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے
 اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

تمہارا امام تم میں سے ہوگا اس سے مراد مہدی ہیں جیسے کہ شیخ الاسلام
 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الملہم ص ۱۳۲ ج ۱

(۴۱) حدّ ثنا الولید بن شجاع و ہارون بن عبد اللہ و حجاج
 بن الشاعر قالوا حدّ ثنا حجاج و ہوا بن محمد عن ابن جریج قال
 اخبرنی ابو الزبیر انّہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول سمعت النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تزال طائفتہ من امتی یقاتلون
 علی الحق ظاہرین الی یوم القیمۃ قال فینزل عیسیٰ بن مریم
 صلی اللہ علیہ وسلم فیقول امیرہم تعال صلّ لنا فیقول لا
 ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ ہذہ الامۃ (مسلم ج ۱)

یعنی حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سنا فرما رہے تھے کہ ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت حق کے لئے لڑتی
 رہے گی اور وہ غالب رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے
 تو مسلمانوں کے امیر ان سے عرض کریں گے کہ آئیے نماز پڑھائیے وہ فرمائیں گے
 کہ نہیں اس امت کے لوگ خود بعض بعض کے لئے امام اور امیر ہیں

اس حدیث میں بھی مسلمانوں کے امیر سے مراد مہدی ہیں۔ جیسے کہ
 شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم میں لکھا ہے کہ قولہ فیقول
 امیرہم الخ ہوا امام المسلمین المہدی الموعود المسعود۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم ص ۳۰۲ ج ۱)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ سب احادیث جن میں امیر یا خلیفہ کا لفظ مبہم مذکور ہے اس سے مراد مہدی ہیں۔

(۴۲) ابشر و ابالمہدی رجل من قریش من عترتی یخرج فی اختلاف من الناس و زلزال فیملأ الارض قسطاً و عدلاً كما ملئت ظلماً و جوراً و یرضی ساکن السماء و ساکن الارض و یقسم المال سماحاً بالسویة و یملأ قلوب امة عہد غنی و یسمعہم عدلہ حتی انہ یأمر منادیاً ینادی من لہ حاجتاً الی فما یأتیہ احد الارجل و احد یتیہ فیسلہ فیقول انت السادن حتی یعطیک فیأتیہ فیقول انارسل المہدی الیک لتعطینی مالاً فیقول احث فیحثی ولا یتطیع ان یحملہ فیلقی حتی یکون قد رما یتطیع ان یحملہ فیخرج بہ فیندم فیقول انا کنت اجشع امة محمد نفساً کلہم ردعی الی ہذا المال فترکہ غیری فیرد علیہ فیقول انا لا نقبل شیئاً اعطیناہ فیلبث فی ذلک ستاً و سبعاً و ثمانیاً و تسع سنین و لا خیر فی الحیوة بعدہ

(منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد ص ۶ ج ۶)

ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری قبول کرو مہدی کے ساتھ کہ میرے اہل میں سے ہوگا اور اس کا ظہور امت کے اختلاف اور زلزلوں کے وقت ہوگا وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیکھا جیسے کہ وہ ظلم و زیادتی سے بھر چکی ہوگی، زمین اور آسمان کے رہنے والے اس سے راضی ہوں گے اور مال برابر اور عدل سے تقسیم کرے گا

اور امت محمدی کے دلوں کو مستغنی کر دیگا یہاں تک کہ ان کا منادی
 آواز دے گا کہ اگر کسی کو کوئی حاجت ہو تو وہ میرے پاس آئے، سوائے
 ایک آدمی کے اور کوئی نہیں آئے گا وہ ایک آدمی آکر ان سے سوال کریگا
 تو وہ فرمائیں گے کہ میرے خزانچی کے پاس جاؤ وہ جائے گا تو خزانچی سے
 کہے گا کہ میں مہدی کا فرستادہ ہوں مجھے مال دیدے، وہ کہے گا کہ لو
 تو وہ اتنا لے گا کہ اٹھا نہیں سکے گا پھر اس کو کم کرے گا اتنا لے گا
 جتنا کہ اٹھا سکے گا پھر باہر جا کر نادم ہو جائے گا کہ پوری امت کو
 آواز دی گئی، سوائے میرے کوئی نہیں آیا تو وہ مال واپس کرنا چاہے گا
 لیکن خزانچی کہے گا کہ نہیں ہم جب کچھ دیتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے
 مہدی چھ یا سات یا آٹھ یا نو سال تک رہے گا۔

یہ حدیث منتخب کنز العمال میں محدث علی متقی نے مسند احمد کے حوالے
 سے نقل کی ہے۔

اور مسند احمد کی حدیثوں کے متعلق اس نے کتاب کے ابتداء میں بتایا،
 و کل ما کان فی مسند احمد فهو مقبول فان الضعیف الذی فیہ یقرب
 من الحسن۔ (منتخب کنز العمال علی هامش مسند احمد)

یعنی جو حدیث مسند احمد کی ہوگی وہ مقبول ہے اس میں اگر ضعیف بھی
 ہو تو وہ درجہ حسن کے قریب ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث
 بہر حال مقبول ہے۔ نیز یہ حدیث ان ہی الفاظ کے ساتھ مسند احمد ص ۵۲
 میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ رواہ کی تفصیل یہ ہے :

① زید بن الحباب : ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے تقریب
 التہذیب میں لکھا ہے اصلہ من خراسان وکان بالکوفة ورحل فی

الحديث فاكثر منه وهو صدوق ^{۱۱۲}

یعنی اصلاً یہ خراسان کے باشندے تھے لیکن کوفہ میں رہتے تھے اور سچے تھے۔ نیز حافظ ابن حجر کی تصریح کے مطابق یہ مسلم، ترمذی، نسائی، ابو داؤد اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ گویا ان سب کے نزدیک قابل اعتبار ہے (۲) حماد بن زید: ان کے متعلق حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے ثقہ ثبت فقیہ ^{۱۱۳}۔ یعنی قابل اعتماد اور فقیہ تھے۔

(۳) معلى بن زياد: معلى بن زياد کے متعلق حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ صدوق قلیل الحديث زاہد ^{۱۱۴} یعنی سچے اور زاہد ہیں اور بہت کم حدیث نقل کرتے ہیں۔

خلاصہ تہذیب التہذیب الکمال میں خرزجی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وثقہ ابو حاتم ^{۱۱۵}، یعنی ابو حاتم نے ان کو قابل اعتماد کہا، نیز یہ کہ امام بخاری نے بھی ان سے تعلیقاً صحیح بخاری میں روایت لی ہے اور مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں

(۴) ابو الصديق الناجي: ان کا نام بکر بن عمرو ہے اور یہ سنن اربعہ یعنی ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں ان کی توثیق کی ہے۔ ^{۱۱۶} مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت قابل اعتماد اور صحیح ہے۔

(۴۳) اذا رأيت الرايات السود قد جاءت من قبل خراسان فاستوها فان فيها خليفة الله المهدي۔

(منتخب كنز العمال ج ۶ علی ہامش مسند احمد)

یعنی جب تم کانے جھنڈے دیکھو کہ خراسان کی طرف سے آئے تو

اس کی طرف چلے جاؤ اس لئے کہ اسمیں خدا کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔
 اس روایت کو صاحب منتخب نے مسند احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے
 نقل کیا ہے۔ اور مستدرک حاکم، بخاری، مسلم، صحیح ابن حبان اور مختارہ ضیاء
 مقدسی کے متعلق مصنف نے امام سیوطی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مافی
 الکتاب الخمسة خ م حب ك ص صحیح فالعز والیہا معلّم بالصحة
 سوى مافی المستدرک من المتعقب فانبه عليه۔

منتخب كنز العمال ص ۱۱ ج ۱
 اعلیٰ هامش مسند احمد ج ۱

یعنی بخاری، مسلم، صحیح ابن حبان، مستدرک اور ضیاء مقدسی
 کے مختارہ سے جب ہم روایت نقل کریں گے اور ان کتابوں کی طرف منسوب
 کریں گے تو یہ اس روایت کی صحت کی علامت ہے۔ ہاں مستدرک کی
 وہ روایات جن پر جرح ہے اس پر تنبیہ کروں گا اور اس روایت پر کوئی
 تنبیہ نہیں کی گئی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ روایت قابل اعتبار ہے۔
 نیز یہ کہ یہ روایت مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

حدثنا وكيع عن الاعمش عن سالم عن ثوبان قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رايتم رايات السود قد
 جاءت من قبل خراسان فائتوها فان فيها خليفة الله المهدى۔

(ص ۱۱ ج ۵)

اس روایت کے راوی سب ثقہ ہیں تفصیل درج ذیل ہے۔
 ① وکیع : ان کا نام وکیع بن الجراح ہے، یہ مشہور محدث ہیں۔
 اور ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان کے متعلق تقریباً تہذیب میں لکھا ہے

کہ ثقہؒ، ص ۲۶۹، نیز اگر وکیع بن عدس ہو یا وکیع بن محرز ہو تو یہ دونوں بھی ثقہ ہیں۔ ملاحظہ ہو تقریب ص ۳۶۹

(۲) اعمشؒ: ان کا نام سلیمان بن ہران ہے۔ یہ بھی ثقہ ہے۔

تقریب التہذیب ص ۱۳۳

حافظؒ نے لکھا ہے کہ ثقہؒ حافظ عارف بالقراءة ورع۔ یعنی

قابل اعتماد ہیں۔

(۳) سالمؒ: سالم سے مراد سالم بن ابی الجعد ہیں۔ ان کے متعلق

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ثقہؒ وکان یرسل۔ یعنی ثقہ ہے اور ارسال

کرتے ہیں۔ تقریب التہذیب ص ۱۳۳۔

اور علامہ خزرجمیؒ نے خلاصہ میں لکھا ہے کہ :

قال احمد لم یلق ثوبان وقال البخاری لم یسمع منه۔ یعنی

امام احمدؒ نے نہ فرمایا کہ ان کی ملاقات ثوبانؒ سے ثابت نہیں ہے۔

اور امام بخاریؒ نے نہ فرمایا کہ انہوں نے ثوبانؒ سے نہیں سنا۔

تو اب اس روایت پر اعتراض ہو گا کہ یہ روایت انہوں نے ثوبانؒ سے

بلا واسطہ نقل کی ہے تو منقطع ہو گی لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے اور

ثوبانؒ کے درمیان معدان بن ابی طلحہ موجود ہے جیسے کہ خود مسند احمد میں ص ۲۶۷

و ص ۲۸۸ ج ۵ و ص ۲۸۴ ج ۵ میں سالم اور ثوبان کے درمیان

معدان بن ابی طلحہ موجود ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی سالم نے

معدان ہی سے لی ہے۔ البتہ ان کی عادت ارسال کی تھی یا یہ کہ معدان

ان کے مشہور استاد تھے اس لئے ان کا نام ذکر نہیں کیا اور اگر تدلیس

بھی کی ہے تو تدلیس ثقہ سے ہو گی اس لئے کہ معدان بھی ثقہ ہے۔ جیسے کہ

حافظ ابن حجر نے معدان کے متعلق تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ مشامی ثقہ^{۲۴۳} یعنی معدان بن ابی طلحہ شامی ہیں اور قابل اعتماد ہیں۔
تو تدلیس ثقہ سے ہے اور ایسی صورت تدلیس کی محدثین کے نزدیک قابل اعتبار ہوتی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بہر حال قابل اعتبار ہے۔ نیز مسلم کی توثیق، ابوزرعہ، یحییٰ بن معین اور امام نسائی نے کی ہے۔ تو وہ خود بھی ثقہ ہیں۔ حاشیہ خلاصہ ص ۱۳۰

اسی طرح معدان کی توثیق بھی عجلی اور ابن سعد نے کی ہے۔ حاشیہ خلاصہ ص ۲۸۳
نیز یہ کہ یہ حدیث مستدرک حاکم میں ثوبان سے بجائے معدان بن ابی طلحہ کے ابواسامہ الرجبی نے نقل کی ہے۔ مستدرک حاکم ص ۵ ج ۴
اور ابواسامہ الرجبی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ ان کا نام عمرو بن مرثد ہے۔
ان کے متعلق حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ ثقہ اور قابل اعتبار راوی ہیں۔ ص ۲۶۲

اسی طرح خلاصہ میں خزرجی نے ان کی توثیق عجلی سے نقل کی ہے ص ۲۹۳
مستدرک کے روایت میں ابواسامہ سے نقل کرنے والے ابو قلابہ ہیں۔ ابو قلابہ اگر
عبد اللہ بن زید الحمری ہوں تو یہ بھی ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان کے متعلق
تقریب میں لکھا ہے ثقہ فاضل ص ۱۴۴

اور اگر ابو قلابہ سے مراد عبد الملک بن محمد ہوں کہ یہ بھی ابو قلابہ کہلاتے ہیں تو یہ
بھی ثقہ ہیں۔ ان کے متعلق بھی حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ صدوق یعنی سچے
ہیں ص ۲۲۰، تقریب

ابو قلابہ سے نقل کرنے والے خالد الحذاء ہیں۔ ان کا نام خالد بن مہران

حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ ثقہ (تقریباً تہذیب مند) یعنی قابلِ اعتماد ہیں۔ اسی طرح خلاصہ للنخزرجی میں ان کی توثیق منقول ہے۔ اسی طرح تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن معینؒ، نسائیؒ، امام احمدؒ وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ حاشیہ خلاصہ للنخزرجی ص ۳۱۱ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ روایت ص ۳۱۱ سالم بن ابی الجعد سے نہیں بلکہ اس کا متابع مستدرک کے روایت میں موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۴۳) ستكون بعدی خلفاء ومن بعد الخلفاء امراء ومن بعد الامراء ملوک ومن بعد الملوک جبابرة ثم یرخرج رجل من اهل بیتي یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً ثم یؤمر بعده القحطانی فوالذی بعثنی بالحق ما هو بدو (منتخب کنز العمال ج ۶)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے پھر ان کے بعد امیر ہوں گے پھر ان کے بعد بادشاہ ہوں گے پھر ان کے بعد جابر بادشاہ ہوں گے پھر میرے اہل بیتوں سے ایک آدمی نکلے گا وہ زمین کو عدل سے بھر دیگا، جیسے وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔ ان کے بعد قحطانی امیر ہوں گے وہ عدل میں ان سے کم نہیں ہوں گے۔

اس روایت میں بھی رجل من اہل بیتی سے مراد مہدی ہیں مصنف کا اس کو مہدی کے باب میں نقل کرنا اس کی دلیل ہے۔ نیز یہ روایت قابلِ اعتبار ہے کیوں کہ اس روایت کو طبرانی کبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اور مصنف کے حوالے سے پہلے ہم نقل کر چکے ہیں چونکہ طبرانی وغیرہ کی روایت اگر ضعیف ہوتی ہے تو وہ اس پر تنبیہ کرتے ہیں لیکن اس روایت کے بعد کوئی تنبیہ نہیں کی ہے جو

اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک قابل اعتبار ہے۔

(۴۵) اللَّهُمَّ انصر العباس وولد العباس ثلاثاً يا عمة

اما علمت ان المهدي من ولدك مرفقاً رضيعاً مريضاً.

(منتخب كنز العمال ج ۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے

چچا کیا آپ نہیں جانتے کہ مہدی آپ کے اولاد میں سے ہوگا۔ اس

اس روایت کے متعلق صاحب منتخب نے آخر میں لکھا ہے کہ رجال سندہ

ثقات مطہر یعنی اس حدیث کی سند کے راوی ثقہ ہیں۔

اس حدیث میں فرمایا کہ مہدی عباسؓ کی اولاد سے ہونگے تو ممکن ہے کہ

ماں کی طرف سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں اور باپ کی طرف سے حضرت

عباسؓ کی اولاد میں سے ہونگے یا بالعکس

(۴۶) يبایع رجل بين الركن والمقام ولن يستحل هذا البيت الا اهل

فاذا استحلوه فلا تسأل عن هلكة احد تجيئ الحبشة فيخربونه

خراباً لا يعمر بعده ابداً وهم الذين يستخرجون كنز

(منتخب كنز العمال ج ۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کی بیعت رکن اور مقام

کے درمیان کی جائے گی اور بیت اللہ کو لڑائی کے لئے حلال نہیں کریں گے

مگر اس کے بعد پھر سب کی ہلاکت ہوگی حبش آئیں گے اور بیت اللہ کو ویران

کریں گے اس کے بعد کبھی اس کی تعمیر نہیں ہوگی اور یہی لوگ بیت اللہ کا خزانہ نکالیں گے

اس روایت میں رجل سے مراد مہدی ہے کیوں کہ صاحب کتاب نے

اس حدیث کی تخریج مہدی کے باب میں کی ہے۔ نیز یہ کہ یہ حدیث بھی

مصنف کی تصریح کے مطابق صحیح ہے۔ اس حدیث کو صاحب منتخب نے مسند احمد، مستدرک حاکم اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور مصنف کا یہ قانون ہم پہا نقل کر چکے ہیں کہ مستدرک حاکم کی طرف کسی حدیث کی نسبت اس حدیث کی صحت کی دلیل ہے اگر کوئی ضعف ہو تو مصنف اس کو بیان کر دیتے ہیں۔ نیز مسند احمد کے بارے میں بھی مصنف نے یہ قانون بیان کیا ہے کہ اس کی احادیث صحیح اور حسن درجے کی ہوتی ہیں اور اگر کوئی حدیث ضعیف بھی ہو تو وہ محدثین کے نزدیک قبول ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو منتخب کنز العمال ج ۱، ص ۱۰۱

مسند احمد کے بارے میں اس قانون کو حافظ ابن حجر بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں کوئی موضوع حدیث نہیں ہے۔

مسند احمد کے وہ احادیث جن پر امام ابن الجوزی نے وضع کا حکم لگایا تھا اس کو حافظ نے تسلیم نہیں کیا بلکہ القول المسند کے نام سے اس پر مستقل کتاب لکھی اور ثابت کیا ہے کہ وہ احادیث بھی موضوع نہیں ہیں۔

(۴۷) عن علی قال لا یخرج المہدی حتی یمسک بعضکم فی وجہ بعض۔ (منتخب کنز العمال ج ۳ ص ۶)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ مہدی کا خروج اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ تم ایک دوسرے کے منہ پر نہ تھو کو۔

یعنی لوگوں کی حالت ایسی ہوگی کہ تہذیب انسانیت ان میں نہیں ہوگی اور ہر طرف فتنہ و فساد ہوگا تب مہدی کا ظہور ہوگا۔

یہ حدیث بھی قابل اعتبار ہے کیونکہ اس پر مصنف نے کوئی جرح نہیں کی ہے

(۴۸) عن علی اذا خرج خیل السفیانی فی الکوفة بعث فی طلب اهل خراسان و ینخرج اهل خراسان فی طلب المهدی فیلتقی هو و الهاشمی برایات سود علی مقدمته شعیب بن صالح فیلتقی هو و السفیانی بیاب اصطرخر فتکون بینهم ملحمة عظیمة فتظهر الرایات السود و تهرب خیل السفیانی فعند ذلک یتمنی الناس المهدی و یطلبونه۔ (منتخب کنز العمال ص ۳۳ ج ۶)

علو هامش مسند احمد ج ۶

حضرت علیؑ کی روایت ہے جب سفیانی کا لشکر نکلی کر کوفہ آئے گا تو اہل خراسان کے طلب میں لشکر بھیجے گا اور اہل خراسان مہدی کی طرف جائیں گے تو کالے بھنڈوں کے ساتھ ملیں گے تو وہاں پر ہاشمی اور سفیانی کے لشکروں میں لڑائی ہوگی ہاشمی کا لشکر غالب آجائے گا اور سفیانی کا لشکر بھاگ جائے گا اس وقت لوگ مہدی کی تمنا کریں گے اور ان کو تلاش کریں گے۔ یہ اور اس سے ماقبل والی روایت دونوں اگرچہ موقوف لیکن ایک تو یہ کہ یہ روایتیں مرفوع بھی مروی ہیں نیز یہ کہ مسائل غیر مدرک بالقیاس میں قول صحابی مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ نیز اس روایت پر مصنف نے بھی کوئی کلام نہیں کیا ہے۔ تو ان کے قاعد کے مطابق یہ روایتیں صحیح ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(۴۹) عن علی قال المهدی فتی من قریش آدم ضرب من الرجال (منتخب کنز العمال ص ۳۳ ج ۶ علو هامش مسند احمد)

یعنی حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ مہدی قریش کے نوجوان ہوں گے اور چھریے بدن کے آدمی ہوں گے۔

(۵۰) عن علی قال المہدی رجل من ولد فاطمة
(منتخب کنز العمال ج ۶ ص ۳۲)

یعنی مہدی ہم میں سے ہوں گے حضرت فاطمہؑ کے اولاد سے۔

(۵۱) عن علی قال یبعث بجیش الی المدینۃ فیأخذون
من قدر واعلیہ من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویقتل من بنی ہاشم
رجالاً ونساءً فعند ذلک یهرب المہدی والمبیتض من المدینۃ
الی مکة الخ (منتخب کنز العمال ج ۶ ص ۳۳ علی ہاشم مسند احمد ج ۶)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ مدینہ کی طرف ایک لشکر بھیجے جائے گی وہ آل
بیت کو قتل کریں گے مہدی اور مہیتض مکہ بھاگ جائیں گے
اس حدیث کو بھی مصنف نے بلا کسی جرح کے نقل کیا ہے، جو ان کے
نزدیک صحت کی دلیل ہے۔

یہ پچاس حدیثیں ہیں جو صراحتاً ظہور مہدی پر دلالت کرتی ہیں۔
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہور مہدی کا عقیدہ بے اصل و بے بنیاد نہیں
جیسے کہ اختر کاشمیری صاحب کا دعویٰ ہے

ظہور مہدی کے متعلق کچھ احادیث اور بھی ہیں جو مستدرک کی جلد
رابع میں اور منتخب کنز العمال میں ص ۲۹ ج ۶ سے ص ۳۲ ج ۶ تک مروی ہیں۔

نیز امام ترمذی، عبد الرزاق، ابن ماجہ، ابو عبد اللہ حاکم اور دیگر
محدثین نے اپنی کتابوں میں اس کے لئے ابواب قائم کئے ہیں جو صراحتاً اس
کی دلیل ہے کہ یہ عقیدہ ان بزرگوں کے نزدیک بے اصل و بے بنیاد
نہیں۔ ورنہ یہ جلیل القدر محدثین اپنے کتابوں میں اس کے لئے ابواب
قائم نہ کرتے۔

الباب الثانی

عقیدہ ظہورِ مہدی محدثین کی نظر میں

اس سے پہلے ہم وہ احادیث محدثین کی کتابوں سے نقل کر چکے ہیں جن میں ظہورِ مہدی کا ذکر تھا۔ متعدد محدثین نے اس کے لئے اپنی کتابوں میں ابواب قائم کئے ہیں جس سے ان کا عقیدہ ظہورِ مہدی بخوبی واضح اور ثابت ہوتا ہے۔

علمِ حدیث سے تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ محدثین اپنی کتابوں میں جو ابواب قائم کرتے ہیں وہ ان کی نظر میں احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ باب میں نقلِ حدیث کے بعد وہ اس پر سکوت کرتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق اب یہ بات بلا خوف و خطر کہی جاسکتی ہے کہ جن محدثین نے ظہورِ مہدی کے احادیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اور ان احادیث پر ابواب بھی قائم کئے ہیں تو یہ ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت مہدی کا ظہور ہوگا اور وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوں گے۔ اب اس کے بعد ہم ان محدثین کی نشاندہی کرتے ہیں جنہوں نے

ظہورِ مہدی کے احادیث کو نقل کر کے ابواب قائم کئے ہیں :

① امام ترمذی

ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الفحاک السلمی البوغی
المتوفی ۲۷۹ھ۔

امام ترمذی نے اپنی کتاب ”سنن ترمذی“ میں ابواب الفتن
میں ”باب ما جاء فی المہدی“ کا باب قائم کیا ہے (صفحہ ۲
وفی بعض المطابع ص ۲۷۶) اور اس کے تحت وہ احادیث مسلسل سندوں

۱۔ امام ترمذی کے متعلق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ : ”و ترمذی
راور حفظی مثل دانند و اور اخلیفہ بخاری گفتہ اند و تورع و زہد و خوف بحدی
داشت کہ فوق آن مقصور نیست، بخوف الہی بسیار گریہ و زاری کرد و نابینا شد“
(بستان المحدثین ص ۲۹) اور ان کی کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ : ”دین جامع بہترین
آن کتب است بلکہ بہ بعضہ وجوہ و حیثیات از جمیع کتب حدیث خوب تر واقع شدہ“
ص ۲۹۔ اور خود شاہ صاحب نے امام ترمذی کا قول نقل کیا ہے کہ : ”ترمذی گفتہ است
کہ من ہر گاہ از تصنیف این جامع فارغ شدم آبرا بعمار مجاز شریف نمودم، ایشان ہمہ پسند
فرمودہ بعد از ان پیش علماء عراق بردم ایشان نیز متفق الکلمہ آن را مدح کردند بعد از ان بر
علماء خراسان عرض کردم ایشان نیز رضا مند شدند۔ بعد از ان ترویج و تشہیر نمودم و نیز گفتہ
در خانہ ہر کہ این کتاب باشد پس گویا در خانہ او پیغمبر است کہ تکلم می کند۔

(بستان المحدثین ص ۲۹)

اسی طرح اس کتاب کے بارے میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنے کتاب ”الحطہ فی ذکر
صحاح ستہ“ میں ص ۳۹ سے ص ۲۴۲ تک علماء کے اقوال نقل کئے ہیں اور پوری وضاحت
سے اس کتاب کا مرتبہ واضح کیا ہے۔

کے ساتھ نقل کی ہیں جن کو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں اور ان کی اسنادی حیثیت بھی واضح کی جا چکی ہے، اس سے ان کے عقیدے کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ خود امام ترمذیؒ نے کتاب العلل میں واضح کیا ہے جمیع ما فی هذا الكتاب من الحديث هو معمول به وبه اخذ بعض اهل العلم ما خلا حديثين، حديث ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم جمع بين الظهر والعصر بالمدينة والمغرب والعشاء من غير خوف ولا سفر ولا مطر وحديث النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اذا شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فاجلدوه فان عاد في الرابعة فاقتلوه وقد بينا عللة الحديثين جميعاً في الكتاب۔

(سنن ترمذی کتاب العلل ص ۲۵)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ترمذیؒ کے سب احادیث اُمت میں کسی نہ کسی امام کے ہاں معمول بھا ہیں اور سوائے ان دونوں حدیثوں کے کوئی بھی حدیث پوری امت کے نزدیک متروک نہیں اگرچہ ان دونوں حدیثوں کے متعلق بھی بعض محدثین نے ذکر کیا ہے کہ یہ بھی معمول بھا ہیں لیکن بہر حال اتنا تو معلوم ہوا کہ باقی احادیث چاہے اعمال کے ساتھ

۱۔ حضرت الامام الحافظ الحجۃ شاہ انور شاہ کشمیریؒ سے منقول ہے کہ :

واعلم ان الحديثين معمولان بهما عندنا على ما حوت سابقاً فان المذكور في الحديث هو الجمع الفعلي وذلك جائز عندنا بعد ذلك واما قتل شارب الخمر في المرة الرابعة فجب من عندنا تعزيراً۔

العرف الشدی ص ۲۸۶ کتاب العلل

۲۔ قال محدث العصر الشيخ البتوری (بعد نقل اقوال المحدثین) (باقی ص۔

ان کا تعلق ہو یا عقائد کے ساتھ وہ معمول بجا ہیں۔

(۲) امام ابوداؤد :

سلیمان بن الاشعث بن اسحق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران
الازدی سجستانی المتوفی ۲۴۵ھ

امام ابوداؤد نے بھی اپنے کتاب سنن ابوداؤد میں کتاب السنن میں
احادیث ہندی پر باب قائم کیا ہے ج ۲ تا ج ۳ ج ۲ اور ظہور ہندی
کی احادیث اپنی مسلسل سندوں کے ساتھ نقل کی ہیں اور بعض احادیث
پر سکوت کیا ہے جو ان کے نزدیک کم از کم حسن کے درجہ کی ہیں۔ یہ
(اس بحث کو ہم پہلے باحوالہ لکھ چکے ہیں) اس سے ان کا اعتقاد واضح ہوتا

قال شيخنا وكل هذا تكلف والصحيح الذي يعتد ان
يقال كان هو الجمع فعلاً لا وقتاً واعترف به الحافظ ابن حجر في الفتح ج ۱۹
فقال واستحسنه القرطبي ورجحه قبله امام الحرمين وجزم به من
القدماء ابن الماجشون والطحاوي الخ (معارف السنن ج ۱۶۳ ج ۲)

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۷۵) ۱۰ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سنن ابوداؤد کے متعلق
لکھا ہے : چون از تصنیف این سنن فارغ شد پیش امام احمد بن حنبل برد و عرض
نمود۔ امام دیدند و بسیار پسند کردند و ابوداؤد در وقت تصنیف این سنن پنج لاکھ
احادیث حاضر داشت از جمہ آنہم انتخاب نموده است کہ این سنن را مرتب رخت
چار ہزار و ہشت صد احادیث است و در دس التزام نموده است کہ حدیث صحیح
باشد یا حسن۔ (بستان المحدثین ص ۲۸۵)

ہے کہ یہ بھی امام مہدی کے ظہور کے قائل تھے اس لئے ظہور مہدی کی اتحاد کو اپنے کتاب میں لائے۔

(۳) امام ابن ماجہ

ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ قزوینی ربیع المتوفی ۲۴۱ھ انہوں نے بھی اپنی کتاب میں فتن کے ابواب کے ضمن میں ظہور مہدی کی کچھ احادیث کو اپنے سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو باب خروج المہدی ص ۲۹۹۔ ان احادیث سے بھی ان کے عقیدہ پر استدلال کیا جائیگا کماثر۔

سنن ابن ماجہ میں اگرچہ کچھ احادیث موضوع بھی ہیں لیکن یہ احادیث ان احادیث میں شامل نہیں جن پر محدثین نے دفع کا قول کیا ہے۔

ابن ماجہ کی وہ سب احادیث جن کو کسی محدث نے موضوع کہا ہے علامہ عبد الرشید نعمانی مدظلہ کی کتاب ”ماتمس الیہ الحاجہ لمن بطل سنن ابن ماجہ“ میں موجود ہیں ظہور مہدی کی احادیث ان میں شامل نہیں ہیں۔ ہاں لامہدی الا عیسیٰ کے حدیث پر محدثین نے ضرور کلام کیا ہے جس سے ظہور مہدی کے منکرین استدلال کرتے ہیں

لہ اس حدیث کے متعلق علامہ شوکانیؒ نے اپنی کتاب ”الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ“ میں لکھا ہے کہ : حدیث لامہدی الا عیسیٰ بن مریم قال الصغافی موضوع ص ۵۸۔ اسی طرح امام ابن قیمؒ نے المنار المنیف میں اس حدیث کو موضوع لکھا ہے۔

سب احادیث کو جمع کیا ہے اور اس عقیدے کی اثبات پر زور دیا ہے۔
ملاحظہ ہو الحادی جلد ثانی جو علامہ سیوطیؒ کے رسائل کا مجموعہ ہے۔

⑤ اور علامہ سیوطیؒ کی کتاب جمع الجوامع کی ترویج جب علامہ علاؤ الدین علی المتقی نے کی تو انہوں نے المہدی علیہ السلام کا مستقل باب قائم کیا اور اس کے تحت تقریباً تین سو روایتیں اس کے ثبوت میں پیش کیں۔ ملاحظہ ہو کنز العمال ص ۵۸ ج ۱۲ تا ص ۵۹ ج ۱۲

اسی طرح منتخب کنز العمال میں بھی المہدی کا عنوان قائم کیا اور اس کے تحت بھی متعدد احادیث ذکر کیں۔ ملاحظہ ہو منتخب کنز العمال برہاش مسند احمد از ص ۲ ج ۶ تا ص ۳ ج ۶۔

⑧ اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے مسند میں خروج مہدی کے متعلق مختلف احادیث کو نقل کیا ہے۔ جس سے ان کے اعتقاد پر

(گذشتہ سے پیوستہ) روایتیں قابل اعتبار نہیں۔ لیکن یہ بات غلط ہے اس لئے کہ حاکم کے زمانہ سے یکراں تک محدثین ان کی احادیث کا اعتبار کرتے رہے ہیں۔ البتہ مستدرک حاکم کی احادیث سب کی سب ایک مرتبہ کی نہیں بلکہ ہر قسم کی حدیثیں موجود ہیں لہذا وہ احادیث قابل اعتبار ہوں گی جن کا تصحیح پر حاکم کے ساتھ ذہبیؒ بھی تلخیص المستدرک میں متفق ہوئے لکھا قال الشاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ: "ولہذا اعلمای حدیث قرار دادہ اند کہ بر مستدرک حاکم اعتماد نباید کرد مگر بعد از تلخیص ذہبیؒ" (بستان المحدثین ص ۱۱۳)

دوسری بات یہ کہ مطلق تشیع کسی راوی کی روایت کے لئے کافی نہیں جیسے کہ ابان بن نعیم کے ترجمہ میں علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ الکوفی شیعہ جلد و لکن صدوق
فلنا صدقہ و علیہ بدعتہ و قد وثقہ احمد بن حنبل و ابن معین و ابو حاتم
(بقیہ ص پر)

استدلال کیا جاسکتا ہے جیسے کہ مسند احمد کی حدیثیں پہلی باب میں ہم باحوالہ نقل کر چکے ہیں اور یہ کہ وہ حدیثیں کم از کم حسن کے درجہ کی ہیں کیونکہ سیوطی کا قول علامہ علی متقی کے حوالہ سے ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ مسند احمد کی حدیثیں کم از کم حسن کے درجہ کی ضرور ہیں اور عام طور پر محدثین نے ابن جوزی کے اس دعویٰ

(گزشتہ سے پیوستہ) واورده ابن عدي وقال كان غالباً في التشيع وقال السعدي زاعج
بما هو فلقائل ان يقول كيف ساغ توثيق مبتدع وحدة الثقة العدالة والافتان
فكيف يكون عدلاً من هو صاحب بدعة وجوابه ان البدعة على ضربين فبدعة صغرى
كغلو التشيع او كالتشيع بلا غلو ولا تحرف فهذا اكثر في التابعين وتابعيهم
مع الدين والورع والصدق فلور في حديث هؤلاء لذهب جملة من الاثار النبوية
وهذه مفسدة بيّنة الخ (میزان الاعتدال ص ۱۰۷)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ مطلق تشیع رد روایت کے لئے کافی نہیں ہے جیسے کہ بعض
لوگوں کا طریقہ ہے کہ جہاں کسی راوی کے ترجمہ میں دیکھا کہ یہ شیعہ ہے تو اس کی روایت کو رد کر دیتے ہیں
یہ نری جہالت ہے اور یہ ان لوگوں کا طریقہ ہے کہ جو محدثین کی آراء اور علم حدیث کے اصول سے واقف
نہیں اور نہ ان کے اس طریقے سے عقیدہ اہل سنت کی کوئی خدمت ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ
جہل و ضلال و عناد سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے آمین۔

امام نووی نے تقریب میں لکھا ہے وقيل يُحتج به ان لم يكن داعية
الى بدعته ولا يُحتج به ان كان داعية وهذا هو الاظهر الا بعدل وقول
الكثير بل الاكثر وضعت الاول باحتجاج صاحبى الصحيحين وغيرهما
بلكثير من المبتدعة غير الدعاة (تقریب النواوی ص ۳۲ ج ۱)

اس عبارت کا بھی مطلب یہی ہے کہ اہل بدعت کی روایت مطلقاً رد نہیں کی جائے گی بلکہ کچھ شروط
کے ساتھ قبول ہوگی۔

کو تسلیم نہیں کیا ہے کہ مسند احمد میں موضوع حدیثیں بھی ہیں۔ ابن حجر کا
”القول المسد“ اس پر دال ہے۔

⑨ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ

انہوں نے اپنی کتاب ”جمع الزوائد“ میں ص ۳۱۳ ج ۱ پر ظہور مہدی کے
متعلق حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت نقل کی ہے جس کو ہم مختلف کتابوں
کے حوالے سے پہلے نقل کر چکے ہیں۔ اور روایت کے آخر میں فرمایا کہ امام احمدؒ نے
مسند میں اور ابویعلیٰ نے اس روایت کو ایسی سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے جن کے
راوی ثقہ ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ ظہور مہدی کے متعلق یہ حدیث صحیح ہے۔
اور ساتھ یہ کہ مصنف کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ اس لئے کہ ایک ادنیٰ مسلمان سے
بھی یہ بعید ہے (کجا علامہؒ) کہ کسی چیز کے متعلق صحیح حدیث منقول ہو جائے
اور وہ اس کا انکار کرے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث

⑩ مسند ابویعلیٰ میں بھی موجود ہے اور سند بھی صحیح ہے۔

یہ تو مختصر طور پر ان محدثین کے اسماء گرامی ہیں جنہوں نے مہدی کی نام
کی صراحت کے ساتھ وہ روایات نقل کی ہیں جن سے ظہور مہدی کا عقیدہ
ثابت ہوتا ہے۔ اور بھی بیسیوں محدثین ہیں جنہوں نے اس قسم کی ایجادات
نقل کی ہیں، جن کے اسماء گرامی کنز العمال اور اس کی تلخیص کے مطالعہ
سے بخوبی واضح ہو جاتے ہیں، حوالہ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔

اب اس کے بعد ان محدثین کی عبارتیں نقل کی جاتی ہیں جنہوں نے حدیث کی
کتابوں کے شروحات میں امام مہدی کے ظہور کا ذکر کیا ہے۔

⑪ امام العصر حضرت انور شاہ کشمیریؒ سے عرف الشذیٰ میں منقول ہے

و یبعث المہدی علیہ السلام لإصلاح المسلمین فیعد نزول عیسیٰ
علیہ السلام یرتحل المہدی من الدنیا الی العقبی (عوالشہابی تاجہ فی المہدی)

یعنی حضرت مہدی مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ظاہر کئے جائیں گے اور
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد انتقال فرما جائیں گے۔

(۱۲) علامہ شبیر احمد عثمانی فتح الملہم میں باب نزول عیسیٰ علیہ السلام میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت کے
ان الفاظ پر کہ امامکم منکم یربعث کرتے ہوئے حافظ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ:

وقال ابو الحسن الخنسی الابدی فی مناقب الشافعی تواترت الاخبار بان المہدی من
ہذہ الامۃ وان عیسیٰ یصلی خلفہ (فتح الملہم ج ۳) یعنی ابو الحسن الخنسی نے مناقب شافعی میں ذکر
کیا ہے کہ اس پر احادیث متواتر ہیں کہ مہدی اس امت میں سے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
انکے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور اس کے بعد اس باب میں حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت کے الفاظ پر
فیقول امیرہم تعال صل لنا الخ کہ امیرہم ہو امام المسلمین

المہدی الموعود المسعود (فتح الملہم ص ۳۳ ج ۱) یعنی حدیث کے الفاظ میں امیرہم
سے مراد حضرت مہدی ہی ہیں جو مسلمانوں کے امام ہونگے جبکہ آنے کا احادیث میں ذکر موجود ہے۔

(۱۳) اور حضرت شاہ ولی الشیخہ دہلوی اپنی مایہ ناز کتاب ازالۃ الخفاء کے شروع
میں فرماتے ہیں: و یجین ما یقین میدانیم کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نص
فرمودہ است بآنکہ امام مہدی در آوان قیامت موعود خواہد شد و وی
عند اللہ و عند رسولہ امام برحق است۔ و پیر خواہد کرد زمین را بہ عدل و
انصاف چنانکہ پیش از دے پُر شدہ باشد بحد و ظلم۔

پس باین کلمہ افادہ فرمودہ اند کہ استخلاف امام مہدی را واجب شد
اتباع وی در آنجہ تعلق بخلیفہ دارد الخ۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء ص ۱ ج ۱)

یعنی اسی طرح ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ.....

کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صراحت سے ذکر کیا ہے کہ امام ہدیٰ
قرب قیامت میں موجود ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں خلیفہ برحق
ہوں گے اور زمین کو عدل و انصاف بھر دیں گے جیسے کہ وہ پہلے ظلم و جور
سے بھر چکی ہوگی۔

اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کی خلافت واجب ہوگی اور ان کی
اتباع بھی واجب ہوگی۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ عبارت اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے کہ
عقیدہ ظہور مہدی کے ساتھ ان کی اتباع بھی واجب ہوگی۔

(۱۳) مسلم کی شرح اکمال الکمال المعلم میں علامہ ابی ہاشم المکی المتوفی ۸۲۷ھ
و اما کم منکم کی شرح میں فرماتے ہیں قد فسّره فی الآخر من

روایۃ الجابر بن یزید عیسیٰ فیقول امیرہم الحدیث ، قلت وقال
ابن العربی وقیل یعنی بمنکم من قریش وقیل یعنی الامام

المہدی الآتی فی آخر الزمان الذی صح فیہ حدیث الترمذی
من طریق ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا تذهب الدنیا حتی یملك العرب رجل من اهل بیتی یوافق
اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی ومن طریق ابی ہریرۃ لولم

یبق من الدنیا الا یوم لوطولہ اللہ حتی یلی و فی ابی داؤد عن
ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی

منی اجلی الجبہۃ اقنی الالف فالاجلی الذی انخرشعر ومقدم
رأسہ والاقنی احد یداب فی الالف وفیہ ایضاً عن
اقسلسۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی

من عترتی من ولد فاطمة یعمل فی الناس بسنة نبیہم ویلقی
الاسلام بجرانہ الی الارض یلبث سبع سنین مشقیموت ویصلی
علیہ المسلمون (ابن العربی) وما قیل انه المہدی بن ابی جعفر
المنصور لا یصح فانه وان وافق اسمه اسمہ واسم ابیہ اسم
ابیہ فلیس من ولد فاطمة وانما هو المہدی الاخر فی
آخر الزمان ص ۲۸ ج ۱۔

اس پورے اقتباس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کے اس جملے
اما مکم منکم کی شرح دوسری حدیث فیقول امیرہم میں موجود ہے
اور ابن عربی نے کہا ہے کہ منکم سے مراد یا تو قریش ہیں یا عام مسلمان
لیکن امیر مراد مہدی ہیں جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ ان کے
ظہور پر ترمذی کی عبد اللہ بن مسعود کی صحیح حدیث دلالت کرتی ہے۔
اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ اور ام سلمہؓ کی روایتیں بھی ان
کی خروج پر دلالت کرتی ہیں۔

(۱۵) مسلم کی دوسری شرح مکمل اکمال الاکمال میں علامہ محمد بن محمد بن
یوسف سنوسی المتوفی ۱۹۵ھ اس لفظ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ وقیل
یعنی الامام المہدی الاخر فی آخر الزمان ص ۲۸ ج ۱، یعنی مراد
اما مکم منکم اور فیقول امیرہم سے مہدی علیہ السلام ہیں جو
آخری زمانے میں آئیں گے۔

فتح الملہم اور اکمال الاکمال اور مکمل الاکمال کے عبارتوں
ایک تو یہ بات بھی واضح ہوتی کہ صحیحین کے احادیث میں بھی امام مہدی کا ذکر
موجود ہے جو اگرچہ صراحتاً نہیں ہے لیکن ان الفاظ سے مراد ہی امام مہدی ہیں

تو اختر کا شمیری صاحب اور بعض دوسرے لوگوں کا وہ اعتراض ختم ہوا کہ صحیحین میں مہدی کا ذکر نہیں ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن مسعود کی ترمذی والی حدیث صحیح ہے جیسے کہ علامہ ابی نے اکیال الاکمال میں لکھا ہے کہ صحیح فیہ حدیث (التومذی من طریق ابن مسعود ص ۲۲۸ ج ۱)۔

یعنی ظہور مہدی کے مسئلے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی ترمذی والی حدیث صحیح ہے اور یہ قول انہوں نے ابن العربی سے نقل کیا ہے تو معلوم ہوا کہ ان دونوں کے نزدیک وہ روایت صحیح ہے۔ تو اختر صاحب کا یہ اعتراض بھی ختم ہوا کہ کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح حدیث موجود ہو تو وہ ماننے کے لئے تیار ہیں جیسے کہ انہوں نے اپنے اردو ڈائجسٹ والے مضمون میں لکھا تھا کہ خدا کے نبی کے بعد کسی شخص پر ایمان بالغیب ممکن نہیں جب تک اس کے بارے میں اللہ کے رسول کا کوئی معتبر ارشاد سامنے نہ آجائے۔ امیرؑ اب مہدی پر اختر صاحب کے لئے ایمان بالغیب ممکن ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ محدثین کی صراحت کے مطابق ابن مسعود کی ترمذی والی روایت صحیح ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مہدی سے مراد مہدی بن جعفر نہیں بلکہ وہ موعود مہدی آخری زمانے میں قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔

(۱۶) اسی طرح ملا علی قاریؒ نے مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں مہدی کے متعلق وارد احادیث کی شرح کی ہے اور پھر مہدی موعود عند اهل السنة والجماعة اور موعود عند الشيعة پر مفصل کلام کیا ہے اور اہل تشیع کی تردید کی ہے اور اس کے ساتھ ہندوستان کی فرقہ مہدویہ کی بھی تردید کی ہے۔ ملاحظہ ہو مرقاة از ص ۱۴۳ ج ۱۰ تا ص ۱۸ ج ۱۰۔

(۱۷) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے بھی التعلیق الصبیح شرح

مشکوٰۃ المصابیح میں اس مسئلے پر طویل کلام کیا ہے اور مختلف احادیث کی تطبیق کی ہے چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ : وبالجملة ان احادیث ظہور المہدی قد بلغت فی الکثرة حد التواتر وقد تلقاها الامة بالقبول فیجب اعتقادہ ولا یسوغ ردہ وانکارہ کما ذکرہ المتکلمون فی العقائد اللازمة التي یجب اعتقادها علی المسلم الخ ص ۱۹ ج ۶

خلاصہ یہ کہ ظہور مہدی کی احادیث حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور پوری امت ان احادیث کو قبول کر چکی ہے لہذا ظہور مہدی کا اعتقاد واجب ہے اور انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ متکلمین نے اس کو ان عقائد میں ذکر کیا ہے جن کا اعتقاد ہر مسلمان پر واجب اور ضروری ہے۔

حضرت مولانا کی اس عبارت سے کئی فوائد حاصل ہوئے۔ ایک تو یہ کہ ظہور مہدی کی احادیث حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ دوسرا یہ کہ مہدی کے ظہور کا عقیدہ ان عقائد میں سے ہے جن کا اعتقاد رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے اب اس کے بعد یہ کہنا کہ مہدی کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے بالکل غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ محدثین کے نزدیک ظہور مہدی کی احادیث تواتر تک پہنچ گئی ہیں جہاں کلام کی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ احادیث متواترہ کی سند سے بحث نہیں کی جاتی یہ

لے حافظ ابن حجر نے شرح نخبة الفکر میں متواتر کے بحث میں لکھا ہے کہ والمتواتر لایبحث عن رجاله بل یجب العمل به من غیر بحث صلا۔ یعنی حدیث متواتر کی سند اور اس کے رجال سے بحث نہیں کی جاتی ہے بلکہ اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ اور یہی بات مولانا محمد حسین ہزاروی نے شرح نخبة الفکر کی فارسی شرح توضیح النظر ص ۳۹ میں لکھی ہے جو مشہور اہل حدیث عالم علامہ سید نذیر حسین دہلوی کے شاگرد ہیں۔

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ جو لوگ اس بنا پر انکار کرتے ہیں کہ مہدی کے متعلق احادیث صحیحین میں موجود نہیں یہ غلط ہے، عبارت یہ ہے، و اعلم انه قد طعن بعض المؤرخین فی احادیث المہدی وقال انها احادیث ضعیفة ولذا اعرض الشیخان البخاری ومسلم عن اخراجها الخ (الی ان قال) قلت وهذا غلط وشطط قطعاً وبتاً فان احادیث المہدی قد اخرجها ائمة الحدیث فی دواوین السنة کلاماً امام احمد والترمذی والبخاری وابن ماجه والحاکم والطبرانی والبیہقی الموصلی ونعیم بن حماد شیخ البخاری وغیرہم عن جماعة من الصحابة الخ ص ۱۹ ج ۶ -

(تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح)

یعنی بعض مؤرخین (ابن خلدون مراد ہے) نے ظہور مہدی کی احادیث کو مطعون کیا ہے کہ سب ضعیف احادیث ہیں، اس لئے بخاری و مسلم نے ان احادیث سے اعراض کیا ہے، لیکن یہ غلط ہے کیونکہ ظہور مہدی کی احادیث کو ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جیسے کہ امام احمد، امام ترمذی، بخاری، ابن ماجه، حاکم، طبرانی، ابویعلیٰ موصلی، نعیم بن حماد جو امام بخاری کے استاذ ہیں اور ان کے علاوہ بہت سے محدثین نے صحابہؓ اور تابعینؓ کی ایک جماعت سے ان احادیث کو نقل کیا ہے۔

اس کے بعد مولانا نے ان صحابہؓ اور تابعینؓ کے نام لکھے ہیں جن کی تعداد تقریباً ۲۵ ہے جو درج ذیل ہیں :

حضرت علیؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو ہریرہؓ

حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت انسؓ، حضرت امّ حبیبہؓ، حضرت امّ سلمہؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت عبداللہ بن انمارؓ بن جابر الزبیدی، حضرت قرۃ المزنی، حضرت جابرؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت ابوامامہؓ، عمرو بن شعیبؓ، عن ابیہ عن جدّہؓ، حضرت علی ہلالیؓ، حضرت عوف بن مالکؓ، حضرت سعید بن مسیبؓ، حضرت قتادہؓ، شہر بن حوشب۔ (تعلیق الصبح ص ۱۹۷ ج ۶)

اور اس کے بعد حضرت مولانا نے فرمایا کہ باسانید مختلفہ منها
صحیح و منها حسن و منها ضعیف ص ۱۹۷ ج ۶

یعنی ظہور مہدی کی احادیث مختلف درجات کی ہیں بعض صحیح ہیں اور بعض حسن و ضعیف ہیں۔

اور پھر ظہور مہدی کے متعلق کل احادیث کی تعداد بتائی ہے کہ زاد عدد
الاحادیث المرفوعة فی المہدی علی تسعین و الاثار سوی ذلک
ص ۱۹۷ ج ۶

یعنی ظہور مہدی کی مرفوع احادیث نوے سے زیادہ ہیں اور آثار صحابہ و
تابعین اس کے علاوہ ہیں۔

اور پھر سیوطیؒ کے حوالے سے ابوالحسن محمد بن الحسین بن ابراہیم کا یہ قول
نقل کیا ہے کہ قد تواترت الاخبار واستفاضت بکثرة رواثہا عن المصطفیٰ
بمجاہد المہدی و انه من اہل بیتہ الخ ص ۱۹۷ ج ۶ تا ص ۱۹۸ ج ۶

یعنی ظہور مہدی کی احادیث تواتر کے طریقے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
منقول ہیں۔

محدثین کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ ظہور مہدی کی احادیث صرف صحیح نہیں
بلکہ متواتر ہیں اور اتنے لوگوں سے مروی ہیں جن کا جھوٹ پر جمع ہو جانا ممکن نہیں

اور پھر یہ کہ تیس احادیث ایسے ہیں جن میں مہدی کی نام کی صراحت موجود ہے اور بعض میں اگر نام مذکور نہیں ہے تو یہ قاعدہ تو محدثین کے ہاں مشہور ہے کہ اگر ایک واقعہ کے متعلق مختلف احادیث وارد ہوں بعض محل ہوں اور بعض مفصل تو محل کو مفصل ہی کے اوپر حمل کیا جاتا ہے۔

اس لئے علامہ سفارینی نے فرمایا ہے کہ ظہور مہدی کی احادیث کے تواتر کی وجہ سے اس عقیدہ پر ایمان واجب ہے جیسے کہ اگلے باب میں انشاء اللہ تکلیف کے اقوال کے ضمن میں ہم ان کا قول نقل کریں گے۔

(۱۸) علامہ عبد الرحمن مبارکپوریؒ نے ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی باب ماجاء فی المہدی میں لکھا ہے کہ : اعلو ان المشهور بین الکافة من اهل الاسلام علی متر الا عصار انه لابد فی آخر الزمان من ظهور رجل من اهل البيت یؤید الدین و یظهر العدل و یتبعه المسلمون و یتولی علی الممالک الاسلامیة و یتقی بالمہدی و یتکون خروج الدجال و ما بعده من اشراط الساعة الثابتة فی الصحیح علی اثره و ان عیسیٰ علیہ السلام ینزل من بعده فیتقتل الدجال او ینزل من بعده فیساعدہ علی قتله و یأتی بالمہدی فی صلواتہ الخ ۴۸۴ ج ۶

یعنی تمام اہل اسلام متقدمین و متاخرین کے ہاں یہ مشہور ہے کہ آخری زمانے میں ایک آدمی کا ظہور ہوگا جو دین کی تائید کریگا اور عدل ظاہر کریگا اور تمام مسلمان اس کی تابعداری کریں گے اور تمام مالک اسلام پر اس کا غلبہ ہوگا اس آدمی کو مہدی کہا جاتا ہے اور خروج دجال اور دوسری قیامت کی نشانیاں جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں وہ ان کے بعد ظہور پذیر ہوں گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بھی ان کے ظہور کے بعد اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور حضرت عیسیٰؑ
امام مہدی کی اقتدار میں نماز پڑھیں گے۔

علامہ مبارک پوریؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ بعد کا ایجاد
شدہ نہیں بلکہ پہلے سے اہل اسلام کا یہ عقیدہ چلا آرہا ہے جیسے کہ ان کے یہ
الفاظ کہ المشہور بین الکافة من اهل الاسلام علیٰ معنی الاعتصام صراحتاً اس پر دال ہے
اور اس کے بعد علامہ مبارک پوریؒ نے ظہور مہدی کی احادیث کے متعلق فرمایا ہے کہ
وخرج احادیث المہدی جماعة من الائمة منهم ابو داؤد والترمذی
وابن ماجہ والبخاری والحاکم والطبرانی وابو یعلیٰ الموصلی واسندوها
الی جماعة من الصحابة الخ (تحفة الاحوذی شرح ترمذی ص ۸۴ ج ۶)
یعنی ظہور مہدی کی احادیث کو ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بخاری، حاکم،
طبرانی اور ابو یعلیٰ موصلی نے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد علامہ مبارک پوریؒ نے
ان صحابہ کے اسماء گرامی ذکر کئے ہیں جن سے ظہور مہدی کی احادیث منقول
ہیں جن کو ہم تعلیق صبح کے حوالہ سے پہلے نقل کر چکے ہیں۔

اور پھر ان احادیث کے بار میں فرمایا کہ واسناد احادیث هؤلاء بین
صحیح وحسن وضعیف ص ۸۴ ج ۶ یعنی ان صحابہ سے جو احادیث منقول ہیں
وہ کچھ صحیح ہیں اور کچھ حسن وضعیف

تو معلوم ہوا کہ ظہور مہدی کی بعض احادیث ان کے نزدیک صحیح اور حسن
بھی ہیں۔ اس لئے علامہ مبارک پوریؒ نے ابن خلدون کی تردید کی ہے۔ جن کے اتباع
میں اختراش شیعری صاحب اور دوسرے کچھ لوگوں نے بھی مہدی کی احادیث
کی تضعیف و تردید کی ہے۔

علامہ مبارک پوریؒ فرماتے ہیں کہ وقد بالغ الامام الموفق عبدالرحمن

بن خلدون المغربی فی تاریخہ فی تضعیف احادیث المہدی
کلمہا فلم یصب بل اخطأ ۶۱ ص ۲۸۴ ج ۶ تحفة الاحوذی

یعنی ابن خلدون نے احادیث ظہور مہدی کی خوب تضعیف کی ہے اور
سب روایتوں کو ضعیف کہا ہے لیکن یہ ان کی غلطی اور خطا ہے۔ اور اس کے

بعد پھر علامہ مبارکپوری نے اپنی تحقیق یہ ذکر کی ہے قلت الاحادیث الواردة
فی خروج المہدی کثیرہ جداً و لکن اکثرہا ضعیف و لا شک فی ان

حدیث عبد اللہ بن مسعود الذی رواہ الترمذی فیہ مذی الباب
لا یخط عن درجۃ الحسن ولہ شواہد کثیرہ من بین حسن و

ضعاف فحدیث عبد اللہ بن مسعود ہذا مع شواہدہ و
توابعہ صالح للاحتجاج بلامریۃ فالقول بخروج المہدی و

ظہورہ هو القول الحق والصواب . (تحفة الاحوذی ص ۲۸۴ ج ۶)
ترجمہ : میں کہتا ہوں کہ خروج مہدی کی احادیث بہت زیادہ ہیں لیکن اکثر

ضعیف ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عبد اللہ بن مسعود کی یہی حدیث جو
امام ترمذی نے باب ما جاء فی المہدی میں نقل کی ہے یہ حسن ہے اور اس کے بہت سے

شواہد موجود ہیں جو حسن کے درجہ کے ہیں اور بعض ضعیف ہیں لیکن عبد اللہ بن مسعود کی
یہ حدیث اپنے توابع و شواہد کے ساتھ دلیل کے لئے بلا شک کافی ہے۔

لہذا امام مہدی کی خروج کا قول کرنا ہی حق ہے۔
اس عبارت میں اگرچہ مہدی کی عام احادیث کو علامہ نے ضعیف

کہا لیکن خود انہوں نے کچھ حدیثوں کو حسن تسلیم کیا ہے اور اس سے پہلے ان ہی
کی عبارت میں گذرا کہ کچھ کو صحیح بھی تسلیم کر چکے اور ان کے علاوہ دوسرے

محدثین نے تو تواتر کا قول کیا ہے۔ اور خود علامہ مبارک پوری نے بھی مہدی

کی بحث کے آخر میں علامہ شوکانی کا قول نقل کیا ہے کہ مہدی کی احادیث حدیث تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور پھر شوکانی کے اس قول پر سکوت اختیار کیا کوئی تردید نہیں کی جس سے معلوم ہوا کہ علامہ مبارکپوری کو بھی شوکانی کی اس تحقیق پر اعتماد ہے۔

(۱۹) امام شوکانیؒ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ظہور مہدی کی احادیث کو متواتر تسلیم کیا ہے اور اس پر انہوں نے مستقل رسالہ بھی لکھا ہے۔

تحفة الاحوذی میں علامہ شوکانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وقال القاضی الشوکانی فی الفتح الربانی الذی امکن الوقوف علیہ من الاحادیث الواردة فی المہدی المنتظر خمسون حدیثاً وثمانیة وعشرون اثراً ثم سردھا مع الکلام علیہا ثم قال وجميع ما سقناه بالغ حدّ التواتر كما لا يخفى علی من له فضل اطلاع ص ۲۸ ج ۶

یعنی شوکانیؒ نے اپنی کتاب الفتح الربانی میں کہا ہے کہ مہدی کی وہ احادیث جن پر واقف ہونا ان کے لئے ممکن ہو ایچاسٹ مرفوع احادیث اور اٹھائیس آثار ہیں پھر انہوں نے ان سب احادیث کے سند وغیرہ پر کلام کے ساتھ نقل کیا ہے اور پھر فرمایا کہ جتنی احادیث ہم نے نقل کی ہیں یہ تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں جیسے کہ علم حدیث پر اطلاع رکھنے والوں سے مخفی نہیں۔

شوکانیؒ کی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی کی احادیث متواتر ہیں لہذا اس پر عقیدہ رکھنا واجب ہے،

(۲۰) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بخاری کی شرح فتح الباری میں باب

نزول عیسیٰ بن مریم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں واما مکم منکم کی شرح میں ابوالحسن النخعی الابدی سے نقل کی ہے کہ تواترت الاخبار بان المہدی من هذه الامة وان عیسیٰ یصلی خلفہ الخ

یعنی احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ مہدی اس امت میں سے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔
 اور اس کے بعد پھر حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ وفي صلوة عیسیٰ خلف رجل من هذه الامة مع كونه في آخر الزمان وقرب قيام الساعة دلالة لصحيم من الاقوال ان الارض لتخلوا عن قائم الله بحجة فتح الباری ص ۳۵۸ ج ۶ تا ص ۳۵۹ ج ۶

یعنی حضرت عیسیٰؑ جب امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ زمین ایسے آدمی سے خالی نہیں ہوگی جو خدا کے دین کی خدمت دسیل سے کریگا۔

حافظ ابن حجرؒ کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی بخاری و مسلم والی احادیث میں واما مکم منکم کے الفاظ سے مراد حضرت مہدی ہیں۔ جیسے کہ یہ بات پہلے مسلم کے شارحین کے حوالے سے بھی گذر چکی ہے۔ اور یہی کچھ علامہ عینیؒ نے عمدة القاری میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۱۶ ج ۱۶

اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی رائے صحیح نہیں جو کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم میں مہدی کا ذکر نہیں ہے۔ اور نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے ان کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔ نیز فتح الباری میں ابن حجرؒ نے ابو الحسن نخعی کا جو قول نقل کیا ہے کہ ظہور مہدی کی احادیث متواترہ ہیں اور پھر اس پر حافظ نے سکوت کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک بھی ظہور مہدی کی احادیث متواترہ ہیں اگر وہ خود اس کے قائل نہ ہوتے تو پھر اس کی تردید کرتے جیسے کہ ان کا یہ طریقہ فتح الباری دیکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ جب وہ کسی کا قول نقل کرتے ہیں اور وہ ان کے نزدیک صحیح نہیں ہوتا تو ضرور اس پر رد کرتے ہیں۔

(۲۱) قاضی ابوبکر ابن العربی نے عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی میں باب نزول عیسیٰ علیہ السلام کے شروع میں واما مکم منکم کے الفاظ کی شرح کرتے ہوئے مختلف اقوال نقل کئے اور پھر ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت مہدی ہیں اور پھر بہت سی روایتیں ذکر کر کے اس قول کو ترجیح دی ہے ان کے الفاظ یہ ہیں کہ وقیل یعنی المہدی الذی روی ابو عیسیٰ وغیرہ عن زب بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذهب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اهل بیت یواطی اسمہ اسمی الخ (عارضۃ الاحوذی شرح سنن ترمذی ص ۹ ج ۹)

یعنی کہا گیا ہے کہ مراد واما مکم منکم سے مہدی ہیں جن کے متعلق امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث نقل کی ہے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ عرب کا بادشاہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نہ بنے جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔

اس کے بعد قاضی ابوبکر نے اس قول کی تائید کے لئے ابو ہریرہ کی روایت بھی نقل کی ہے اور پھر دونوں حدیثوں کے بارے میں لکھا ہے کہ حسان صحیحان ص ۹۲ کہ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور اس کے بعد امام سلمہ اور دوسرے صحابہ کی روایتیں بھی نقل کی ہیں اور اس قول کو راجح قرار دیا ہے کہ واما مکم منکم سے مراد حضرت مہدی ہی ہیں۔

پھر اس باب کے آخر میں فوائد کے تحت فائدہ ثانی میں لکھا ہے کہ ویوم مکم منکم قد روی انہ یصلی وراء امام المسلمین خضوعاً لدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشریعتہ الخ ص ۹ ج ۹ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے دین اسلام کے لئے خضوع اختیار کرتے ہوئے یعنی دین اسلام کی تائید کے لئے وہ پہلے مسلمانوں کے امام کے

بیچے نماز پڑھیں گے۔ اس سے بھی مراد مہدی ہی ہیں۔ اس لئے کہ سب مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے امام حضرت مہدی ہی ہوں گے (۲۲) حافظ منذری نے بھی ابوداؤد کی تلخیص میں ظہور مہدی کی کئی احادیث کے متعلق صحت کا حکم لگایا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی ظہور مہدی کی حدیثیں صحیح ہیں۔ ملاحظہ ہو شرح معالم السنن للخطابی ص ۱۵۶ تا ص ۱۶۲ ج ۲ (۲۳) جیسے کہ اس باب کے شروع میں ہم حضرت شاہ انور شاہ کشمیریؒ کا قول نقل کر چکے ہیں۔ اب حضرت کی تقریر بخاری المستعین بغیض الباری کے اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔ قوله کیف انتم اذ انزل ابن مریم فیکم واما مکم منکم بخاری کی اس حدیث کی شرح میں حضرت لکھتے ہیں المتبادر منه الامام المہدی (فیض الباری ص ۲۱ ج ۲) یعنی واما مکم منکم سے ظاہر مراد حضرت مہدی ہی ہیں۔

اور پھر مختلف احادیث کے الفاظ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں والواج عندی لفظ البخاری ای واما مکم منکم بالجملة الاسمية والمراد منه الامام المہدی لما عند ابن ماجہ ص ۳۳ باسناد قوی یا رسول اللہ فاین العرب یومئذ قال ہم یومئذ قلیل بیت المقدس واما ہم رجل صالح فبینا امامہم قد تقدم یصلی بہم الصبح اذ نزل علیہم عیسیٰ بن مریم (الی ان قال) فہذا صریح فی ان مصداق الامام فی الاحادیث هو الامام المہدی دون عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فلا یالی فیہ باختلاف الروایة بعد صراحة الحدیث۔

(فیض الباری ص ۲۱ ج ۲ و ص ۲۲ ج ۲)

یعنی راجح میرے نزدیک بخاری کے الفاظ واما مکم منکم ہیں جملہ اسمیہ

کے ساتھ اور اس سے مراد امام مہدی ہیں۔ اس لئے کہ ابن ماجہ میں ص ۳۸ پر صحیح حدیث موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس دن عرب کہاں ہوں گے تو فرمایا وہ تھوڑے سے، بیت المقدس کے پاس ہوں گے اور ان کا امام ایک نیک آدمی یعنی مہدی ہوں گے۔ پس اس اثنا میں کہ ان کا امام صبح کی نماز کے لئے آگے ہو چکا ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صبح کے وقت اتریں گے تو وہ امام واپس ہو گا۔ اب اس حدیث میں صراحت ہو گئی کہ امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دوسرا ہو گا اور وہ امام مہدی ہوں گے نہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب اس حدیث کی صراحت کے بعد راویوں کے اختلاف الفاظ کا کچھ اعتبار نہیں۔

اس کے بعد پھر فرماتے ہیں کہ فالامام فی اول صلوٰۃ بعد نزول المسیح علیہ السلام یكون هو المهدی علیہ السلام لانہا كانت اُقیمت لہ ثم بعد ہا یصلی بہم المسیح علیہ السلام

فیض الباری ص ۴ ج ۲

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کے بعد پہلی نماز میں تو امام حضرت مہدی ہوں گے کیونکہ انہی کی امامت میں وہ نماز شروع ہونے والی تھی لیکن اس کے بعد پھر دوسرے نمازوں میں امامت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کریں گے حضرت شاہ صاحبؒ کے ان اقوال سے کئی باتیں معلوم ہوئیں :

① ایک یہ کہ واما مکر منکم والی حدیث میں لوگوں نے جو دوسرے الفاظ اور کچھ تاویلین نقل کی ہیں، وہ صحیح نہیں ہیں صحیح الفاظ یہی ہیں۔

② دوسری بات یہ کہ اس جملے سے مراد حتماً حضرت مہدی ہی ہے اور ابن بابہ کی حدیث جس کی سند قوی ہے اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہے۔

(۳) تیسری بات یہ کہ پہلی نماز کی امامت تو امام مہدی کریں گے اور دوسری نمازوں کی امامت پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔

پھر مکرر عرض کرتا ہوں کہ اس سے وہ اعتراض جو ابن خلدون اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور اختر کاشمیری صاحب وغیرہم کو تھا کہ مہدی کا ذکر بخاری و مسلم وغیرہ میں نہیں ہے جیسے کہ مولانا مودودی صاحب نے رسائل و مسائل "میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ جس مسئلے کی دین میں اتنی بڑی اہمیت ہو اسے محض اخبارِ آحاد پر چھوڑا جاسکتا تھا اور اخبارِ آحاد بھی اس درجہ کی کہ امام مالکؒ اور امام بخاریؒ اور مسلمؒ جیسے محدثین نے اپنے حدیث کے مجموعوں میں سرے سے ان کا لینا ہی پسند نہ کیا ہو (حصہ اول ص ۵۷) وہ اعتراض ختم ہو گیا۔

کیوں کہ محدثین کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ بخاری و مسلم کی ان احادیث میں واما مکم منکم سے مراد مہدی ہیں۔ منکرین کے دلائل پر تبصرہ چوتھے باب میں ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۴) قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے الکوکب الدری میں نقل کیا گیا ہے کہ صحابہؓ نے جب پیغمبر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کے بعد کیا واقعہ پیش آئے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں حضرت مہدی کا ذکر کیا، فرماتے ہیں فدفعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باظہار ظہور المہدی اذ ذاک فیزکیہم ویعلمہم ویطہرہم عن دنس البدعات۔

(الکوکب الدری ص ۵۷ ج ۲)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوال کے جواب میں حضرت مہدی کا ذکر کیا کہ مہدی کا ظہور ہو گا تو وہ لوگوں کو شرک و بدعت سے پاک کریں گے۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کبھی بھی امت کو بغیر ہدایت کے نہیں چھوڑینگے بلکہ مختلف صورتوں میں

ان کی ہدایت کا بندوبست ہوگا۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت گنگوہیؒ کے نزدیک بھی ظہور مہدی ضروری ہے اور وہ ان فوائد کے لئے ہوگا۔

(۲۵) اسی طرح سنن ابوداؤد کی شرح بذل الجہود میں مولانا خلیل احمد بامپوریؒ احادیث مہدی کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی مختلف نشانیوں کا ذکر کرتے ہیں اور بغیر کسی تردید کے پورے باب کی احادیث کی شرح کی ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ ظہور مہدی کی احادیث سب کی سب ان کے نزدیک صحیح ہیں۔ ملاحظہ ہو بذل الجہود منہج ۱، ۱ تا منہج ۲ ج ۱، مطبوعہ مدینہ۔

(۲۶) علامہ مناویؒ جامع صغیر کی شرح فیض القدر میں فرماتے ہیں کہ اخبار المہدی کثیرۃ شہیرۃ افرادہا غیر واحد فی التألیف الخ ص ۲۹ ج ۲ یعنی ظہور مہدی کی احادیث بہت ہیں اور مشہور ہیں لوگوں نے اس پر مستقل تالیفات لکھی ہیں۔

(۲۷) علامہ نورالحق بن شیخ عبدالحق دہلویؒ صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں کہ : صحیح یہ ہے کہ مراد امامکم منکم سے حضرت مہدی (تیسیر القاری ص ۲۷ ج ۳)

(۲۸) امام جلال الدین سیوطیؒ نے ظہور مہدی پر مستقل رسالہ لکھا ہے المعروف الوردی کے نام سے، ان کے مجموعہ رسائل "الحاوی" میں چھپ چکا ہے۔ اور اس میں انہوں نے بہت سی احادیث و آثار جمع کئے ہیں اور ظہور مہدی کی احادیث کے انہوں نے تواتر معنوی کا دعویٰ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظہور مہدی کا عقیدہ ان کے نزدیک عقائد ضروریہ میں سے ہے۔

(۲۹) اسی طرح حافظ ذہبیؒ نے مختصر منہاج السنہ میں ظہور مہدی کی احادیث کو صحیح کہا ہے فرمایا کہ الاحادیث التي یحتج بہا علی خروج المہدی

صحاح رواہ احمد و ابوداؤد و الترمذی منہا حدیث ابن مسعود و
امرسلة و ابی سعید و علیؓ

یعنی ظہور مہدی کے لئے جن احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ
صحیح ہیں۔ امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ نے نقل کیا ہے انہی سے
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت
علیؓ کی روایتیں ہیں۔

(۳۰) مشہور محدث حضرت مولانا بدر عالم صاحب مسئلہ ظہور مہدی
کے اوپر طویل کلام کیا ہے۔ ترجمان السنۃ میں فرماتے ہیں کہ یہاں جب آپ اس
خاص تاریخ سے علیحدہ ہو کر نفس مسئلہ کی حیثیت سے احادیث پر نظر کریں گے
تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام مہدی کا تذکرہ سلف سے لیکر محدثین کے دور تک بڑی
اہمیت کے ساتھ ہمیشہ ہوتا رہا ہے حتیٰ کہ امام ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ
نے امام مہدی کے عنوان سے ایک ایک باب علیحدہ قائم کیا ہے۔

ان کے علاوہ وہ ائمہ حدیث جنہوں نے امام مہدی کے متعلق حدیثیں اپنی اپنی
مؤلفات میں ذکر کی ہیں ان میں سے چند کے اسماء حسب ذیل ہیں :

امام احمد، البزار، ابن ابی شیبہ، الحاکم، الطبرانی، ابویعلیٰ موصلی،
رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً وغیرہ الخ (ترجمان السنۃ ص ۳ ج ۴)

یہاں تک ہم نے محدثین کے اقوال مختصر طور پر نقل کئے ہیں جن سے اس
مسئلے کی کافی وضاحت ہوئی اور مختلف حوالوں کے ضمن میں یہ بات بھی ثابت ہوئی
کہ ظہور مہدی کی احادیث کچھ محدثین کے نزدیک توحید تواتر تک پہنچی ہوئی
ہیں۔ جیسے امام سیوطیؒ، امام شوکانیؒ اور تعلیق الصبیح وغیرہ کے حوالہ آپ پڑھ چکے
ہیں۔ لہٰذا اور کچھ محدثین نے اگرچہ تواتر کا قول تو نہیں کیا لیکن ان احادیث کو صحیح

سہ ابن ماجہ کے حاشیہ ۱۰ انجاح الحاجہ میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے (باقی صبر)

ضرورت تسلیم کیا۔ جس سے ان لوگوں کا مطالبہ پورا ہو گیا جو کہتے ہیں کہ اگر صحیح حدیث سے ثابت ہو جائے تو ہم مان لیں گے۔ پوری احادیث کو مؤرخ ابن خلدون کے علاوہ کسی نے بھی ضعیف نہیں کہا ہے۔ چوتھے باب میں الشاہد اللہ تعالیٰ منکرین کے دلائل پر تبصرہ میں آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائیگی۔ لہذا اب یہ کہنا کہ اب احادیث ضعیف ہیں حق سے بہت دور اور بالکل بیجا بات ہے۔

اس مسئلے پر مجمع البحار کے حوالہ سے مفصل کلام کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۳۱۸ ابن ماجہ ظہور نصیری کی احادیث کو متواتر ماننے والوں میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی فارسی شرح "اشعة اللغات" میں لکھتے ہیں کہ درین باب احادیث بیار وارد شدہ، قریب تواتر (اشعة اللغات ص ۳۱۸ ج ۴) کہ خروج ہدی کے باب میں بہت سے احادیث وارد ہیں جو کہ تواتر کے قریب ہیں۔

Www.Ahlehaq.Com

الباب الثالث

عقیدہ ظہور مہدی متکلمین کی نظر میں

① امام ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ اپنی کتاب منهاج السنة النبویہ فی نقص کلام الشیعة والقدریہ میں لکھتے ہیں کہ:

ان الاحادیث التي یحتج بها علی خروج المہدی احادیث صحیحہ رواها البوداؤد والترمذی واحمد وغيرهم من حدیث ابن مسعود وغيره کقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لے امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم رحمہما علیہ کے بارے میں ملا علی قاری رحمہما علیہ شائع کی شرح جامع الترمذی میں لکھتے ہیں کہ کانا من اکابر اهل السنة والجماعة ومن اولیاء
 هذه الامة صلی علیہ وسلم اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھتے ہیں ومن طالع
 شرح منازل السائرین تبیین لہ انہما کانا من اکابر اهل السنة
 والجماعة ومن اولیاء هذه الامة صلی علیہ وسلم ج ۲ اور یہی عبارت مولانا
 ادریس کاندھلوی رحمہما علیہ کی تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ہے ص ۳۸۸ ج ۲
 اور تعلیق الصبیح میں ملا علی قاری رحمہما علیہ یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ وانه بری
 مبارک واداء الجہمیۃ من التشبیہ والتعطیل علی
 عادتهم فی ریح اهل السنة وملكه فی حفظ حرمة نصوص
 (بقیہ الگ صفحہ پر)

فی الحدیث الذی رواہ ابن مسعود لو لم یبق الا لیوم
 بطول اللہ ذلک الیوم حتی یمخرج فیہ رجل منی او من اهل
 بیئتی یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی الخ صلح۔ یعنی وہ
 احادیث کہ جن سے ظہور مہدی کے لئے استدلال کیا جاتا ہے وہ صحیح ہیں
 جن کو امام ترمذی رحمہ اللہ ابو داؤد رحمہ اللہ امام احمد رحمہ اللہ وغیرہم نے نقل کیا ہے
 ان میں سے ایک عبد اللہ بن مسعود کی ایک یہ روایت ہے جس کو امام
 ترمذی نے نقل کیا ہے کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ
 اس کو طویل کر دیں گے۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی
 ظاہر ہو جائے جس کا نام میرے نام پر اور اس کے والد کا نام میرے والد
 کے نام پر ہو گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے کہ پہلے وہ ظلم
 سے بھر چکی ہو گی۔ امام ابن تیمیہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ان کے
 (گذشتہ سے پیوستہ) الاسماء والصفات باجزاء اخبارہا علی ظواہرہا
 موافقہ لاهل الحق من السلف و جمہور الخلف و کلامہ
 بعینہ مطابق لما قالہ الامام الاعظم والمجتہد الاقدم فی
 الفقہ الاکبر۔ تعلیق الصبیح ص ۳۸۸ ج ۲۔ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
 نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے علیٰ ہذا الاصل اعتقدنا
 فی شیخ الاسلام ابن تیمیہ انا تحقیقنا من حالہ انہ عالم بکتاہ
 اللہ ومعانیہ اللغویۃ والشرعیۃ وحافظ لسنة رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم و آثار السلف عارف بمعانیہ اللغویۃ
 والشرعیۃ استاذ فی النحو واللغة محرم لمذہب الحنابلہ وفروغہ
 واصولہ فائق فی الذکاء ذولسان وبلاغۃ فی الذب

نزدیک ظہور مہدی کی احادیث صحیح ہیں آگے پھر انھوں نے شعبوں کی تزیید کی ہے کہ اس سے وہ مہدی غائب مراد نہیں ہے جس کا شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں (۲) یہی عبارت امام ذہبی رحمہ اللہ نے مختصر منہاج السنہ میں لکھی ہے ملاحظہ ہو ص ۵۳ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ذہبیؒ کی بھی یہی رائے ہے کہ ظہور مہدی کی احادیث صحیح ہیں۔

(۳) اسی طرح عقائد کی کتاب شرح عقیدۃ السفارینی میں ظہور مہدی کے مسئلے پر سب سے طویل کلام کیا گیا ہے اور ظہور مہدی کے سب احادیث کو نقل کیا گیا ہے ملاحظہ از ص ۶۶ ج ۲ تا ص ۸۲ ج ۲ اور اس کے بعد پھر لکھا ہے کہ قد کثرت الروایات بخروج المہدی حتی بلغت حد التواتر المعنوی و شاع ذلك بين علماء السنة حتى عد من معتقداتهم فالایمان بخروج المہدی واجب کما هو مقرر عند اهل العلم ومدون فی عقائد اهل السنة و

دگشتہ سے پیوستہ، عن عقیدۃ اهل السنة لمریوثر عنه فسق و لا بدعة (الی ان قال) فمثل هذا الشيخ عزیز الوجود فی العلم و من یطیق ان یلحق شأوه فی تحریرہ و تقریرہ والذین ضیقوا علیہ مابلغوا معشار ما اتاه الله تعالیٰ تاریخ دعوت و عزیت لابی الحسن علی السندی ص ۱۸ ج ۲ تا ص ۱۹ ج ۲ اور علامہ ذہبیؒ کے معجم شیوخ سے ابن عماد حنبلیؒ نے شدرا الذہب میں ان کا یہ قول امام ابن تیمیہؒ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ اکبر من ان ینبہ علی سیرتہ مثلی فلو حلفت بین الرکن والمقام لحلفت انی مارأیت بعینی مثله و انه ما رأی مثل نفسه ص ۶ ج ۲ اور اس شذرات میں ابن سید الناسؒ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ لم یر او سم من نحلة ولا ارفع

الجماعة - شرح عقیدہ سفارینی ص ۲ ج ۲۔ یعنی خروج مہدی پر بہت سی روایات دلالت کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ روایتیں تو اتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں لہذا خروج مہدی پر ایمان واجب ہے جیسے کہ اہل علم کے نزدیک ثابت ہے اور عقائد کی کتابوں میں لکھا گیا ہے۔

علامہ سفارینی کی اس عبارت سے کئی باتیں معلوم ہوتیں ① ایک یہ کہ ظہور مہدی پر روایات کی کثرت ہے ② دوسری بات یہ کہ یہ روایات حد تو اتر تک پہنچ چکی ہیں ③ تیسری بات یہ کہ خروج مہدی پر ایمان لانا واجب ہے ④ چوتھی بات یہ کہ یہ عقیدہ علماء اہلسنت اور عام اہل سنت کے معتقدات میں شامل ہے۔

⑤ ملا علی قاری حنفی اپنی کتاب شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں واما ظہور المہدی فی آخر الزمان وانه یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً وانه من عترته علیہ السلام من ولد (گذشتہ سے پیوستہ) من درایتہ برز فی کل فن علی ابناء جنہ و لہ ترعین من راہ مثله و لارأت عینہ مثل نفسه ص ۸۲ ج ۶ اور ذہبی کا یہ قول بھی ان کی تاریخ کبیر کے حوالے سے شذرات الذہب میں منقول ہے کہ یحکم علیہ ان یقال کل حدیث لا یعرفہ ابن تیمیۃ وہ فلیس بحديث ص ۸۲ ج ۶ اور شیخ عماد الدین کا قول ہے کہ فواللہ ثم واللہ لہریر تحت ایدیہ السماء مثل شیخ حکم ابن تیمیہ علماً و عملاً و حالاً و خلقاً و اتباعاً و حرماً و حلماً و قیاماً فی حق اللہ الخ ص ۸۳ ج ۶ اور امام تقی الدین بن دقین العید کا قول ہے کہ کسی نے جیب ان سے پوچھا کہ ابن تیمیہ کو کیسے پایا تو فرمایا رأیت رجلاً سائر العلوم بین عینیہ یأخذ ما شاء منها و

فاطمہ وانہ قد ورد بہ الاخبار عن سید الاخبار صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۶۹ یعنی امام مہدی آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جب کہ وہ ظلم اور زیادتی سے بھر چکی ہوگی اور یہ کہ مہدی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے حضرت فاطمہ کی اولاد سے اس پر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث وارد ہو چکی ہیں مگر جگہ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ فترتیب القضية ان المہدی یظهر اولاً فی الحرمین الشریفین ثم یأتی بیت المقدس من الموضع ۱۳۶ یعنی ترتیب واقعہ یہ ہوگی کہ اولاً حضرت مہدی کا ظہور ہوگا حرمین میں پھر بیت المقدس چلے جائیں گے وہاں پھر دجال کا ظہور ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور تیسری جگہ لکھتے ہیں الا هم ان عیسیٰ یصلی بالناس ویقتدی بہ المہدی ص ۱۳۷ یعنی صحیح یہ ہے کہ پہلی نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام (گذشتہ سے پیوستہ) یتروک ما شاء ص ۸۳ ج ۶ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے دررکامنہ میں امام ابن تیمیہ کا طویل ترجمہ لکھا ہے اور ان کے معاصرین کے ان اقوال کا ذکر کیلئے ملاحظہ ہو دررکامنہ از ص ۱۶۸ ج ۱ تا ص ۱۸۱ ج ۱ ذیل طبقات خبابہ میں ابن رجب نے ابن دقیق العید کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جب ابن دقیق العید کی ملاقات ابن تیمیہ سے ہوئی تو فرمایا کہ ما کنت اظن ان اللہ بقی یخلق مثلاً ص ۳۹۲ ج ۲ ذیل طبقات خبابہ میں ابن رجب نے مختلف علماء کے اقوال ان کی توصیف میں نقل کئے ملاحظہ ہو از ص ۳۸۷ ج ۲ تا ص ۴۰۸ ج ۲ اور ابن کثیر جو ان کے شاگرد اور ہم عصر بھی ہیں لکھتے ہیں فصار اماماً فی التفسیر وما یعلق بہ عارفاً بالفقہ فیقال انہ کان اعرف بفقہ المذاہب من اہلہا الذین کانوا فی زمانہ وغیرہ (الی ان قال) واما الحدیث فکان حامل رأیتہ حافظاً لہ ممیزاً

امام ہوں گے اور مہدی ان کی اقتداء کریں گے۔ ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ظہور مہدی حضرت ملا علی قاریؒ کے نزدیک ثابت اور مسلم ہے۔

(۵) شارح شرح عقائد علامہ عبد العزیز ایک جگہ مہدی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ صحیح فی الحدیث ان اسم والد المہدی عبد اللہ ہے۔
نمبر اس ص ۵۲۲ کہ مہدی کے بارے میں صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ان کے والد کا نام عبد اللہ ہوگا۔

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں کہ تواترات الاحادیث فی خروج المہدی وافردھا بعض العلماء بالتالیف وملخصھا انه من اهل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ ص ۵۲۲ کہ خروج مہدی کے بارے میں احادیث متواتر آچکی ہیں اس کے بعد پھر ان لوگوں کی تردید کی ہے جو محمد بن عبد اللہ المنصور عباسی یا عمر بن عبد العزیز یا محمد بن حنفیہ کو مہدی کہتے ہیں۔ فرمایا وکلہ مخالف للحدیث ص ۵۲۲ یعنی یہ سب باتیں احادیث کے خلاف ہیں اور آخر میں فرمایا ہے کہ بہت سے اولیاء و صوفیائے ظہور مہدی کے لئے مخصوص اوقات کا ذکر کیا ہے لیکن میرے نزدیک اس میں سکوت بہتر ہے کیونکہ دوسری علامات قیامت کی طرح اسکو بھی خدا نے مخفی رکھا ہے اور ظہور مہدی کے معین وقت کی اطلاع کسی کو نہیں دی گئی۔ ملاحظہ ہو نمبر اس از ص ۵۲۲ تا ص ۵۲۵ علامہ عبد العزیز کے ان ارشادات سے بھی کسی باتیں ثابت ہوتیں:

(۱) یہ کہ ظہور مہدی حق اور ثابت ہے (۲) جن لوگوں نے احادیث کو کسی اور شخص پر حمل کرنے کی کوشش کی ہے وہ صحیح نہیں ہے (۳) ظہور مہدی

(گزشتہ سے پیوستہ) بین صحیحہ وسقیمہ عارفاً برجالہ متطلعاً

من ذلك الخ۔ البدایہ والنہایہ ص ۱۳ ج ۱۲۔

کی احادیث متواتر ہیں (۴) ان کے ظہور کے متعین وقت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسری علامات قیامت کی طرح مخفی رکھا ہے۔ اسی طرح نبی اس میں ہے وبالجملة فالتصدیق بخروجہ واجب ص ۵۲۳ یعنی خروج مہدی کی تصدیق واجب ہے۔

(۶) عقائد کی مشہور نظم بدء الامالی کی شرح نخبۃ اللالی میں علامہ محمد بن سلیمان حلبی نے لکھا ہے واعلم انه يجب الايمان بنزول عیسیٰ علیہ السلام و کذا۔ مخروج المہدی ص ۱ مطبوع استنبول ترکی۔ جان لو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر اور امام مہدی کے خروج پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور اس کے بعد پھر اس کے ثبوت کے لئے متعدد احادیث سے استدلال کیا ہے۔

(۷) مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب اپنے رسالہ بولہر الايمان میں فرماتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دجال کا نکلنا۔ حضرت مسیح اور حضرت مہدی علیہما السلام کا تشریف لانا اور جن چیزوں کی خبر صحیح اور قابل استدلال احادیث سے ثابت ہوئی ہے ان کا واقع ہونا حق ہے ص ۱۱

(۸) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح اپنے کتاب عقائد اسلام میں لکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے امام مہدی کا ظہور آخر زمانہ میں حق اور صدق ہے اور اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے اس لئے کہ امام مہدی کا ظہور احادیث متواتر اور اجماع امت سے ثابت ہے اگرچہ اسکی بعض تفصیلات اخبار آحاد سے ثابت ہوں عہد صحابہ و تابعین سے لے کر اس وقت تک امام مہدی کے ظہور کا مشرق و مغرب میں ہر طبقہ کے مسلمان علماء صالحہ عوام و خواص ہر قرن و عصر میں نقل کرتے ہیں ص ۶۱ ج ۱

④ فیض القدیر میں علامہ سید نے بسطامیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت مہدیؑ کا جب انتقال ہوگا تو عام مسلمان پھر ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے الخ ص ۲۴۸ ج ۶۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ظہور مہدیؑ حق ہے اس لئے کہ موت تو بعد از ظہور ہی ہوگی۔

⑤ سمودی کا قول بھی فیض القدیر میں منقول ہے کہ قال السمودی ویتحصل مما ثبت فی الاخبار عنہ انتہ من ولد فاطمہ الخ ص ۲۴۹ ج ۶ کہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدیؑ اولاد فاطمہ میں سے ہوں گے۔

مشکلیں کے ان اقوال کی روشنی میں یہ بات بلا خوف و خطر کہی جاسکتی ہے کہ عقیدہ ظہور مہدیؑ اہل سنت والجماعت کے ضروری عقائد میں سے ہے جیسا کہ آپ بعض مشکلیں کے اقوال پڑھ آئے کہ ظہور مہدیؑ پر ایمان واجب ہے۔ اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الباب الرابع

مُنْکَرِینِ ظہورِ مہدی کے دلائل پر تبصرہ

ظہورِ مہدی کے منکرین کا بنیادی ماخذ مقدمہ ابن خلدون کی وہ بحث ہے جو ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں الفصل الثانی والخمسون فی الامر الفاطمی وما یدھب الیہ الناس فی شأنہ وکشف الغطاء عن ذلک کے عنوان سے کی ہے اس لئے اس باب میں اولاً ہم ان کے دلائل پر تبصرہ کریں گے اس کے بعد ان اشکالات کا جائزہ لیا جائے گا جو اختر کا شمیری صاحب نے اپنے مضمون میں اٹھاتے ہیں۔

ابن خلدون کا تعارف لیکن اس بحث سے پہلے ہم قارئین کے سامنے ابن خلدون کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں جس سے واضح ہو گا کہ تاریخ و فلسفہ تاریخ میں امام ہونے کے باوجود فن حدیث میں ان کا کیا مقام ہے نیز یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ فن حدیث کے ماہرین اور ائمہ کے اقوال اور آراء کے

۱۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱ تا ص ۳۳ مطبوعہ

مؤسستہ الزعمانی فلسطینیہ مقامات بیروت لبنان

مقابلے میں ان کی قول کی کیا حیثیت ہے۔

نامہ و نسب | عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن محمد بن الحسن بن محمد بن جابر بن

محمد بن ابراہیم بن محمد بن عبد الرحیم یہ ان کا پورا نام و نسب ہے۔ اصلاً تونس کے باشندے تھے تونس کی طرف منسوب ہو کر تیونس کہلاتے تھے اسی طرح اسی علاقے کے ایک مقام اشبیلیہ کی طرف منسوب ہو کر اشبیلی بھی کہلاتے تھے ۳۲۷ھ میں مدینہ

کے دن رمضان کے اوائل میں ان کی پیدائش تونس میں ہوئی اور وہیں پر ان کے بچپن کا زمانہ گزرا عبد اللہ بن سعد بن زوال کے پاس قرآن پڑھا اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد السلام وغیرہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ عبد المہمیں حضرمی اور محمد بن

ابراہیم اربلی سے معقول کی تعلیم کی علامہ سخاوی نے نور اللامع میں ان کے اساتذہ کی تفصیل لکھی ہے علم حدیث کی تحصیل ابو عبد اللہ محمد بن عبد السلام اور ابو عبد اللہ وادیاشی سے کی علامہ سخاوی نے خود انہی سے نقل کیا ہے کہ صحیح بخاری

ابو البرکات بلقینی سے سنی اور موطا امام مالک محمد بن عبد السلام سے سنی اور صحیح مسلم علامہ وادیاشی کے پاس پڑھی اور علم قراءت کی تحصیل محمد بن سعد بن زوال

انصاری سے کی علم ادب سے بھی گہرا تعلق تھا اور حبیب بن اوس کے اشعار اور دیوان متنبی کا کچھ حصہ یاد تھا۔ مختصر یہ کہ اکثر علوم کی تحصیل کی اور بقول ابن العمامہ حنبلی برع فی العلوم و تقدّم فی الفنون و مہر فی الادب (شذرات

الذہب ص ۶ ج ۷) یعنی علوم میں کامل، فنون میں مقدم اور ادب میں ماہر تھے۔ مالکی المذہب تھے اور قاہرہ میں مالکی مسلک کے قاضی بنائے گئے

لہ ملاحظہ ہو الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للامام السخاوی

ص ۱۴۵ ج ۳ و شذرات الذہب لابن العمامہ الحنبلی ص ۶ ج ۷۔

۲ ملاحظہ ہو الضوء اللامع ص ۱۴۵ ج ۳ و شذرات الذہب ص ۶ ج ۷۔

ایک دفعہ قضا سے معزول کئے گئے پھر دوبارہ قاضی بنائے گئے اسی طرح کبھی معزول کئے جاتے اور کبھی دوبارہ اس عہدہ پر مقرر کئے جاتے تھے پھر ۸۰۸ھ میں بدھ کے دن رمضان کے مہینے میں انتقال ہوا۔ امور سیاست میں ماہر تھے اور حکومت کے مختلف عہدوں پر رہنے کی وجہ سے عملی تجربہ بھی حاصل تھا۔ لیکن ان امور کے باوجود فقہ و حدیث میں وہ مقام حاصل نہ تھا جو اس وقت کے دوسرے ائمہ اور قضا کو حاصل تھا اسی لئے علامہ سخاویؒ نے لکھا ہے و یقال ان اهل المغرب لما بلغهم ولایتہ القضاء تعجبوا ونسبوا المصریین الی قلة المعرفة بحیث قال ابن عرفة کنا نعد خطة القضاء اعظم المناصب فلما ولیها هذا عدناها بضد من ذالك (الضوء اللامع ص ۱۸۶ ج ۴) یعنی کہا جاتا ہے کہ اہل مغرب کو جب ان کی قضاء کے منصب پر فائز ہونے کی خبر ملی تو انہوں نے تعجب کیا اور اہل مصر کے متعلق کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مردم شناس نہیں ہیں اور ابن عرفةؒ نے کہا کہ ہم قضا کے منصب کو بہت عظیم و جلیل منصب سمجھتے تھے لیکن ان جیسے لوگ جب قاضی بنے تو اب قضا کی وہ عظمت باقی نہیں رہی۔ اگرچہ کچھ وقت فقہ و حدیث کی تدریس بھی کی لیکن اکثر زندگی امرار کی مصاحبت اور حکومت کے مختلف عہدوں پر رہنے کی وجہ سے ان علوم کی طرف پوری توجہ نہیں تھی علامہ سخاویؒ نے اپنے استاد حافظ ابن حجرؒ سے نقل کیا ہے کہ ابن الخطیبؒ نے ان کے (یعنی ابن خلدون) کے حالات میں ان کے بہت سے اوصاف لکھے ہیں لیکن سخاویؒ لکھتے ہیں کہ ومع ذلک فلم یصفہ فیما قال شیخنا ایضا بعلمہ وانما ذکرلہ تصانیف فی الادب وشیئا من نظمہ۔ (الضوء اللامع ص ۱۸۶ ج ۴) یعنی بہت سی صفات کے ساتھ ان کا ذکر

تو کیا ہے لیکن باوجود ان صفات کے جیسے کہ ہمارے شیخ نے کہا علم صنعت کے ساتھ ان کو موصوف نہیں کیا۔ ادب میں ان کی کچھ قصائص کا ذکر کیا ہے اور ان کے کچھ منظوم کلام کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد علامہ سخاوی نے حافظ ابن حجرؒ کا یہ قول ان کے متعلق نقل کیا ہے کہ قال شیخنا ولہ یکن بالماہر فیہ (۱۴ ج ۴) کہ علم ادب میں بھی ماہر نہیں تھے۔ علامہ رراکی سے کسی نے ابن خلدون کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ عری عن العلوم الشرعیہ لہ معرفة بالعلوم العقلیۃ من غیر تقدم تقدم فیہا۔ (الضوء اللامع ص ۱۴ ج ۴) کہ علوم شرعیہ یعنی فقہ حدیث تفسیر وغیرہ سے عاری تھے اور علوم عقلیہ میں کچھ درک تھا لیکن اس میں بھی تقدم حاصل نہیں تھا۔ علامہ مقریزی نے ان کی تاریخ اور مقدمہ کی بہت تعریف کی اور بہت کچھ اوصاف بیان کئے لیکن حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ وما وصفہا بہ فیما یتعلق بالبلاغۃ والتلاعب بالكلام علی الطریقۃ الجاحظیۃ مسلم فیہ واما اطراءہ بہ زیادۃ علی ذلک فلیس الامر کما قال الذی بعض دون بعض الخ (الضوء اللامع ص ۱۴ ج ۴) مقریزی نے جو تعریف کی ہے وہ بلاغت اور جاحظ کے طریقہ پر لفظی کھیل اور ہیر پھیر کے اعتبار سے تو مسلم ہے لیکن باقی امور میں تعریف کامل طریقے پر صحیح نہیں ہے سوائے چند امور کے۔

اسی طرح حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد اور مشہور محدث حافظ ہیثمی ابن خلدون کی خوب مذمت کرتے تھے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں حضرت حسینؑ کا ذکر جب کیا تو لکھا کہ قتل بسیف جدہ یعنی اپنے دادا کی تلوار

سے قتل کئے گئے سخاوی لکھتے ہیں کہ ہمارے استاد حافظ ابن حجرؒ نے جب ان کا یہ کلمہ نقل کیا تو ساتھ ہی ابن خلدون پر لعنت بھیجی اور بڑا کہا اور رو رہے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ان کے یہ الفاظ اب موجودہ تاریخ میں موجود نہیں ہیں (الضوء ۱۱: ص ۱۴۳ ج ۴)۔

اس کے ساتھ یہ بھی مد نظر رہے کہ ابن خلدون ناصبی بھی تھے اور آل علیؑ سے انحراف رکھتے تھے علامہ سخاویؒ نے لکھا ہے کہ مقریزی اس لیے ابن خلدون کی تعریف کرتے تھے کہ مقریزی مصر کے فاطمین کے نسب کے حضرت علیؑ سے متصل ہونے کے قائل تھے اور ابن خلدون بھی فاطمین کے نسب کو حضرت علیؑ سے متصل ثابت کرتے تھے حالانکہ ابن خلدون کا مقصد اس سے اور آل علیؑ میں نقص ثابت کرنا تھا کیوں کہ مصر کے فاطمین کے عقاید خراب تھے بعض ان میں سے زندیق تھے اور بعض نے الوہیت کا بھی دعویٰ کیا تھا اور رافضی تو سب تھے تو ان کا نسب جب آل علیؑ سے ثابت ہو جاتا ہے تو آل علیؑ کا نقص ثابت ہوتا ہے۔ سخاویؒ کے الفاظ یہ ہیں: وغفل عن مراد ابن خلدون فانه كان لا انحرافه عن آل علیؑ فيثبت نسب الفاطمین اليهم لما اشتهر من سوء معتقد الفاطمین وكون بعضهم نسب الى الزندقة وادعى الانبياء كالحاكم وبعضهم في الغاية من التعصب لمدّھب الرافض حتى قتل في زمانهم جمع من اهل السنة (الی ان قال) فاذا كانوا بهذه المثابة وضح انهم من آل علیؑ حقيقة التصق بالعلی العیب وكان ذلك من اسباب النفرة عنهم (الضوء الاصح ۱۴ ص ۱۴۸ ج ۴) یعنی مقریزی تو اس لئے توفیق کر رہے ہیں کہ ابن خلدون فاطمین کے نسب کو آل علیؑ سے ثابت مانتے ہیں اور

وہ ابن خلدون کے موقف سے غافل ہیں کہ فاطمین جب اپنی ان بد اعتقادوں کے ساتھ آل علی کی طرف منسوب ہوں گے تو آل علی میں عیب ثابت ہو جائیگا اس لئے کہ فاطمین میں کچھ تو زندقہ تھی اور کچھ نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور کچھ انتہائی منتصب اور رافضی تھے کہ ان کے زمانے میں بہت سے اہل سنت قتل کئے گئے۔

علامہ سخاویؒ کی اس عبارت سے ایک اور بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ابن خلدون آل علیؑ کے انتہائی مخالف تھے تو ظہور مہدی کے انکار کی اصل وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے چونکہ مہدی آل علیؑ میں سے ہوں گے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہو چکا ہے اور ابن خلدون آل علیؑ کے لیے کسی بڑائی اور منقبت کو ماننے کے لیے تیار نہیں اسی لیے ظہور مہدی کا انکار کیا کہ نہ رہے بانس اور نہ بچے بانسری کہ نہ مہدی آئیں گے اور نہ آل علیؑ کے لیے کوئی منقبت اور بڑائی ثابت ہوگی حالانکہ آل علیؑ کی فضیلت و منقبت مہدی کے آنے پر موقوف نہیں۔ ان امور کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ یہ بھی مد نظر رہے کہ ابن خلدون علم و عمل کے اس مقام پر فائز نہیں ہیں کہ ان کی بات پر کسی عقیدہ کی بنیاد رکھی جاسکے۔

علامہ سخاویؒ نے ابن خلدون کے متعلق علامہ عینی حنفیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وکان یتهم بامور قبيحة۔ (الضوء اللامع ص ۱۴۷ ج ۴) کہ بہت سے قبیح امور کے ساتھ متہم تھے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ قضاة کے ہاں ان کی گواہی بھی قبول نہیں کی جاتی تھی۔ چنانچہ سخاویؒ نے لکھا ہے ایک دفعہ انہوں نے ایک قاضی صاحب کے ہاں کسی مسئلے میں گواہی دی تو فلم یقبلہ مع انه کان من المتعصبين له۔ (الضوء اللامع ص ۱۴۷ ج ۴) یعنی ان کی گواہی قبول نہیں

کی حالانکہ وہ ان کے لیے تختہ کرنے والوں میں سے تھے یعنی ان کے طرفداروں میں سے تھے۔ ان کے ساتھ ان کی طبیعت میں فطری طور پر بغاوت کا جذبہ تھا اور ہر معاملہ میں اپنی شان انفرادی رکھنا چاہتے تھے چنانچہ جب قاضی بنائے گئے تو قضاۃ کا لباس نہیں پہنا بلکہ اپنے مغربی طرز کے لباس میں ملبوس رہے۔ علامہ سخاوی نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی **لحبہ المخالفة فی کل شیء** (الضوء اللامع ص ۱۳۶ ج ۴) یعنی یہ اس لیے کہ ہر چیز میں مخالفت پسند تھے ان کے ان حالات سے معلوم ہوا کہ علوم شرعیہ خاص کر علم حدیث میں ان کو یہ مقام حاصل نہیں تھا کہ ان کے کسی قول کو دلیل بنایا جائے۔ اس بحث سے ہمارا مقصد ابن خلدون کی شان کو گھٹانا نہیں بلکہ ان کا اصل مقام متعین کرنا ہے۔

تاریخ اور فلسفہ تاریخ و اجتماع میں ان کا کلام اچھا ہے لیکن اس میں بھی بقول حافظ ابن حجرؒ وہ مقام حاصل نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ بیان کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں بدقسمتی سے فلسفہ اجتماع یا فلسفہ تاریخ کے خوش کن الفاظ دیکھ کر اور اہل یورپ کی تفسیر میں ابن خلدون کو وہ مقام دیا جاتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہے حالانکہ یہ حکم شرعی ہے کہ ہر آدمی کو اس کے مقام پر رکھ کر اس کے قول و فعل کا اعتبار اس کے مقام ہی کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ کما فی المسلمین عن عائشةؓ أمرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننزل الناس منازلہم (مسلم ص ۱ ج ۱)

اب ہم احادیث مہدی پر ابن خلدون کے کلام کا جائزہ لیں گے۔

ابن خلدون کے کلام کا خلاصہ بقول مولانا بدر عالم صاحب کے تین باتیں ہیں:

(۱) جرح و تعدیل میں جرح کو ترجیح ہے (۲) امام مہدی کی کوئی حدیث صحیحین میں موجود نہیں (۳) اس باب کی جو صحیح حدیثیں ہیں ان میں امام مہدی

کی تصریح نہیں (ترجمان السنۃ ص ۳۸۲ ج ۴)

۱ پہلی بات کا ایک جواب تو وہ ہے کہ جو مولانا بدر عالم نے دیا ہے کہ فن حدیث کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ تینوں باتیں پھر وزن نہیں رکھتیں کیوں کہ ہمیشہ اور ہر جرح کو ترجیح دینا یہ بالکل خلاف واقع ہے چنانچہ خود محقق موصوف کو جب اس پر تنبیہ ہوئی کہ اس قاعدے کے تحت تو صحیحین کی حدیثیں بھی مجروح ہوتی جاتی ہیں تو اس کا جواب انہوں نے صرف یہ دے دیا ہے کہ یہ حدیثیں چونکہ علماء کے درمیان مسلم ہو چکی ہیں اس لئے وہ مجروح نہیں کہی جاسکتیں مگر سوال تو یہ ہے کہ جب قاعدہ یہ ٹھہرا تو پھر علماء کو وہ مسلم ہی کیوں ہوئیں۔ (ترجمان السنۃ ص ۳۸۲ و ص ۳۸۳ ج ۴)

نیز اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ صحیحین کی حدیثیں چونکہ علماء کے نزدیک مسلم ہو چکی ہیں۔ اس لئے اس قاعدہ کا اطلاق صحیحین کی احادیث پر نہیں ہوگا جیسا کہ خود ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ رلاقولن مثل ذلك ربما يتطرق الى رجال الصحيحين فان الاجماع قد اتصل في الامّة على تلقّيها بالقبول والعمل بما فيهما والاجماع اعظم حماية واحسن دفعه ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰}

نیز یہ قاعدہ کہ جرح بھی تخیل پر مقدم ہے۔ اس اطلاق کے ساتھ مسلم بھی نہیں

ہے۔ جیسے کہ علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں احمد بن صالح المصری کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ قلت احمد بن صالح ثقۃ امام ولا التفات الی کلام من تکلم فیہ و لکننا ننہک ہنا علی قاعدۃ فی الجرح والتعدیل ضروریۃ نافعۃ لا تراہا فی شیئی من کتب الاصول فانک اذا سمعت ان الجرح مقدم علی التعدیل و لا یثبت الجرح والتعدیل و کنت غرأ بالامور او قد ما مقتصرًا علی منقول الاصول حسبت ان العمل علی جرحہ فایاک ثم ایاک والحدز کل الحدز من ہذا الحساب بل الصواب عندنا ان من تثبت امامتہ وعدالتہ و کثر مادحہ و مرکؤہ و ندر جارحہ و کانت ہنا قرینۃ دالۃ علی سبب جرحہ من تعصب مذہبی او غیرہ فاننا نلتفت الی الجرح فیہ و نعمل فیہ بالعدالۃ والا فلو فتننا ہذا الباب او اخذنا تقدیم الجرح علی اطلاقہ لما سلم لنا احد من الایمۃ اذ ما من امام الا و قد طعن فیہ طاعنون و ہلاک فیہ ہالکون الخ (ص ۱۸۸ ج ۱) یعنی جب آپ نے یہ بات کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر اور آپ کسی آدمی کے ترجمہ میں جرح و تعدیل دیکھیں اور دھوکے میں پڑنے والے اور اصول منقول پر اختصار کرنے والے ہو جائیں تو آپ سمجھ جائیں گے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے لیکن اپنے آپ کو اس غلطی سے بچائیں اور ڈریں اس گمان سے بلکہ ہمارے نزدیک صحیح اور حق یہ ہے کہ جس راوی کی امامت اور عدالت ثابت ہو اور اس کی تعریف اور صفاتی پیش کرنے والے زیادہ اور جرح کرنے والے اور سنی کم ہوں اور وہاں کوئی ایسا قرینہ بھی موجود ہو جو دلالت کرتا ہو کہ جرح کا سبب کوئی مذہبی تعصب یا اور کوئی وجہ ہو تو ایسی صورت میں ہم جرح

کی طرف التفات نہیں کریں گے اور عدالت پر عمل کریں گے ورنہ اگر ہم اس دروازے کو کھولیں (کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر) یا مطلقاً جرح کو تعدیل پر مقدم مان لیں تو پھر ہمارے ائمہ میں سے بھی کوئی صحیح عالم نہیں بچے گا اس لئے کہ کوئی بھی امام ایسا نہیں کہ جس پر طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو اور ان کے بارے میں ہلاک ہونے والے ہلاک نہ ہوتے ہوں۔

اور دوسرے مقام پر علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ ولكن نرى ان الضابطة ما نتوله من ان ثابت العدالة لا يلتفت فيه الى قول من تشهد القرائن بانه متجامل حليه اما لتعصب مذهبي او غيرة۔
(طبقات الشافعية الكبرى ص ۸۸ ج ۱) یعنی ہمارے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جس کی عدالت ثابت ہو چکی ہو تو پھر اس کے بارے میں کسی ایسے آدمی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا جس نے جرح کسی مذہبی تعصب وغیرہ کی وجہ سے کی ہو۔

اور پھر حافظ ابن عبد البر مالکی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ الصحيح في هذا الباب ان من ثبتت عدالته وصحت في العلم امامته وبالعلم عنایتہ لم يلتفت الى قول احد الغ (ص ۸۸ ج ۱) یعنی جرح و تعدیل کے باب میں صحیح بات یہ ہے کہ جس کی عدالت، امامت اور علم کے ساتھ تعلق ثابت ہو چکا ہو تو پھر اس کے بارے میں کسی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

اور پھر اس کے بعد حافظ ابن عبد البر کی بعض باتوں پر گرفت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ قلت عرفناك اولاً من ان الجرح لا يقبل منه الجرح وان فسره في حق من غلبت طاعته على معاصيه وما دحوه على

ذامیہ و مزکوہ علی جارجیہ اذا كانت هناك قرينة يشهد العقل بان مثلها حامل على الوقیعة فی الذی جرحه من تعصب و مذہبی او منافسة دنیویة كما یكون من النظراء و غیر ذلک (طبقات الشافعیة الکبریٰ ص ۱۹ ج ۱)۔

یعنی پہلے ہم نے تم کو بتلادیا کہ جس کی نیکیاں اس کے گناہوں پر غالب ہوں اور تعریف کرنے والے مذمت کرنے والوں سے اور صفائی پیش کرنیوالے جرح کرنے والوں سے زیادہ ہوں تو ایسے آدمیوں کے بارے میں کسی کی جرح مقبول نہیں ہوگی اگرچہ وہ جرح مفسر کی ہو۔ خاص کر جب اس قسم کا کوئی قرینہ موجود ہو کہ جرح کسی مذہبی اختلاف یا دنیوی دشمنی کی وجہ سے کی گئی ہے۔

اگر اس قاعدے کو مطلقاً قبول کیا جائے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے تو پھر امام مالکؒ کے بارے میں ابن ابی ذئب نے اور امام شافعیؒ کے بارے میں یحییٰ بن معین نے اور امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں سفیان ثوری اور شعبیؒ وغیرہ جو کچھ کہا ہے اس کو بھی قبول کر لینا چاہیے اور یہ ائمہ ساقط الاعتبار ہونے چاہئیں حالانکہ کوئی بھی عاقل اس بات کو قبول نہیں کر سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ اپنے اس اطلاق کے ساتھ کسی کے ہاں بھی مقبول نہیں ہے ورنہ اسی قاعدے کے تحت خود ابن خلدون کی ذات بھی محفوظ نہیں رہ سکتی ہے۔

۲ جہاں تک ان کی دوسری بات کا تعلق ہے کہ ظہور مہدی کی احادیث صحیحین میں موجود نہیں تو یہ بھی کئی وجہ سے غلط ہے (۱) بخاری ص ۸۷ ج ۱ میں نزول عیسیٰؑ کے باب میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں واما مکہ منکم سے اور مسلم کی حضرت جابرؓ کی روایت میں فیقول امیرہم سے شارحین بخاری و مسلم کے حوالوں کے مطابق ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مراد امام مہدی ہی ہیں (ملاحظہ ہو اسی کتاب کا باب ثانی عقیدہ ظہور مہدی محدثین کی نظر میں)۔

میں، لہذا یہ اعتراض بالکل لغو اور بیکار ہے۔ یاد رہانی کے لئے میں
فتح الملہم شرح صحیح مسلم کا حوالہ پھر نقل کرتا ہوں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد
عثمانی فیقول امیرہم کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ہوا امام المسلمین
المہدی الموعود المسعود (ص ۱۲۱ ج ۱) کہ مراد امیر سے امام مہدی ہیں

(۲) دوسری بات یہ کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ مہدی کا ذکر بخاری
و مسلم میں نہیں تو اسکی یہ کہاں لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ ہی باطل ہو جب کہ
دوسری صحیح احادیث میں اس کا ذکر صراحتاً موجود ہے کیوں کہ امام بخاری اور امام
مسلم نے یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ ہم نے سب صحیح احادیث کو جمع کیا ہے اور
کوئی صحیح حدیث ان دونوں کتابوں سے باہر نہیں رہی ہے۔ بلکہ خود ان حضرات
کے اقوال موجود ہیں کہ ہم نے صرف صحیح حدیثیں نقل کی ہیں اور بہت سی
صحیح احادیث ایسی باقی ہیں جن کو ہم نے نقل نہیں کیا ہے۔ مولانا بدر عالم
میرٹھی لکھتے ہیں کہ رہا امام مہدی کی حدیثوں کا صحیحین میں ذکر نہ ہونا تو یہ ایسا
فن کے نزدیک کوئی حیرت نہیں ہے خود ان ہی حضرات کا اقرار ہے
کہ انھوں نے جتنی صحیح احادیث جمع کی ہیں وہ سب کی سب اپنی کتابوں میں
درج نہیں کی ہیں اس لئے بعد میں ہمیشہ محدثین نے مستدرکات لکھی ہیں۔
(ترجمان السنۃ ص ۲۸۳ ج ۴)

مولانا محمد ادریس کاندھلوی تعلیق البصیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں
لکھتے ہیں واعلم انه قد طعن بعض المورخين في احاديث المهدى و
قال انها احاديث ضعيفة ولذا اعرض الشيخان البخاري ومسلم عن
اخراجها فمال هذا المورخ الى انكار ظهور المهدى رأساً (قلت) هذا
غلط و شطط (ص ۱۹۶ ج ۶) یعنی بعض مورخین (ابن خلدون) نے ظہور مہدی کی

احادیث پر طعن کیا ہے کہ یہ حدیثیں ضعیف ہیں اسی لئے بخاری و مسلم نے ان حدیثوں سے اعراض کیا ہے لیکن یہ وجہ بالکل غلط ہے۔ اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ واما تعلق هذا المورخ ۱۲۸۸ تنكار ظهور المهدي بان الشيخين البخاري ومسلما لم يخرجوا احاديث، المهدي فتعلق معلول لا يقبله الا ذو صلة فان البخاري ومسلما لم يستوعبا الاحاديث الصحيحة والآلاف المؤلفات من الاحاديث الصحيحة لم يخرجها البخاري ومسلما وهي صحيحة بلا شك وشبهة عند أئمة الحديث ۱۹۸ ج ۲۶) یعنی اس مورخ کا ظہور مہدی کی احادیث کے لیے یہ علت بیان کرنا کہ بخاری و مسلم نے ان احادیث کی تخریج نہیں کی ہے خود معلول اور کمزور ہے اس لئے کہ بخاری و مسلم نے صحیح احادیث کا استقصاء نہیں کیا ہے ہزاروں حدیثیں ایسی ہیں کہ جو محدثین کے نزدیک بلا شک و شبہ صحیح ہیں لیکن بخاری و مسلم میں وہ حدیثیں موجود نہیں ہیں۔

خود امام مسلمؒ کا یہ قول ان کی کتاب صحیح مسلم باب التَّشْهَدُ فِي الصَّلَاةِ میں منقول ہے کہ جب امام مسلمؒ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی ایک لمبی روایت نقل کی تو ان کے شاگرد ابو بکر نے ان سے حضرت ابو ہریرہؓ کی اس روایت کے متعلق پوچھا کہ جو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ والی حدیث کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے البتہ واذا قرأ فانصتوا کے الفاظ اس میں زائد ہیں کہ ابو ہریرہؓ کی اس روایت کے متعلق آپؐ کا کیا خیال ہے تو فرمایا کہ وہ میرے نزدیک صحیح ہے تو ابو بکر نے پوچھا کہ پھر آپؐ نے یہاں نقل کیوں نہیں کی تو فرمایا کہ ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہو میں اپنی کتاب میں نقل نہیں کرتا بلکہ میں تو وہ احادیث نقل کرتا ہوں کہ جن پر اجماع ہو۔ الفاظ

یہ ہیں کہ قال ابواسحق قال ابوبکر بن اخت ابی النضر هذا الحديث فقال مسلم تريد
 احفظ من سليمان فقال له ابوبکر فحدث ابی هريرة فقال هو صحيح یعنی واذا قرء
 فانصتوا فقال هو عندي صحيح فقال لم تضعه ههنا فقال ليس كل شيء عندي صحيح
 وضعت ههنا وانما وضعت ههنا ما اجمعوا عليه۔ (صحیح مسلم باب التثنية في الصلاة ص ۱۲۷)
 یعنی ابواسحق کہتے ہیں کہ ابوبکر بن اخت ابی النضر نے اس حدیث پر کچھ کہا تو مسلم نے کہا کہ کیا سلیمان
 سے زیادہ کسی حافظ کو چاہتے ہو تو ابوبکر نے کہا کہ پھر ابوبکر ہریرہ کی حدیث کیسی ہے یعنی واذا
 قرء فانصتوا والی روایت تو مسلم نے کہا وہ میرے نزدیک ہے تو ابوبکر نے کہا کہ پھر آپ نے
 یہاں نقل کیوں نہیں کی تو فرمایا کہ ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہو میں یہاں نقل نہیں کرتا
 بلکہ یہاں تو میں وہ نقل کرتا ہوں جس پر اجماع ہو۔

اور علامہ ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی المقدسی شروط الائمة الخمسة میں
 لکھتے ہیں واما البخاری رحمه الله فانه لم يلتزم ان يخرج كل ما
 صح من الحديث حتى يتوجه عليه الاعتراض وكما انه لم يخرج
 عن كل من صح حديثه ولم ينسب الى شيء من جهات الجرح
 وهم خلق كثير يبلغ عددهم نيفاً وثلاثين الفا لان تاريخه
 يشتمل على نحو من اربعين الفا و زيادة و كتابه في الضعفاء
 دون السبع مائة ومن خرجهم في جامعه دون الفين كذا لم
 يخرج كل ما صح من الحديث ص ۲۔

یعنی امام بخاریؒ نے اس کا التزام نہیں کیا ہے ہر صحیح حدیث کی تخریج اپنی
 کتاب میں کریں تاکہ ان پر اعتراض وارد ہو اور جیسے کہ انہوں نے ہر اس
 آدمی کی حدیثیں نقل نہیں کیں جن کی حدیثیں صحیح ہوں اور اس پر کوئی جرح
 نہ ہو اور یہ بہت لوگ ہیں جن کی تعداد تقریباً تیس ۳۰,۰۰۰ ہزار سے زائد اسلئے کہ

بخاری کی اپنی تاریخ تقریباً چالیس ۴۰،۰۰۰ برابر افراد پر مشتمل ہے اور ان کی ضعفاء کی کتاب تقریباً سات سو ۷۰۰ آدمیوں پر مشتمل ہے اور جن کی احادیث کی تخریج انہوں نے صحیح بخاری میں کی ہے وہ دو ہزار ۲۰۰ سے بھی کم ہیں اسی طرح ہر صحیح حدیث کی بھی تخریج نہیں کی۔

اور پھر اس کی دلیل میں بخاری کا یہ قول اپنی مسلسل سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ کنت عند اسحق بن راہویہ فقال لنا بعض اصحابنا الوجه ممتنع کتاباً مختصراً السنن النبوی صلی اللہ علیہ وسلم فوق ذلك في قلبي فاخذت في جمع هذا الكتاب فقد ظهران قصد البخاري كان وضع مختصراً في الصحيح ولم يقصد الاستيعاب لا في الرجال ولا في الحديث (ص ۲)۔ یعنی امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں امام اسحق بن راہویہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اگر تم احادیث کی ایک مختصر کتاب جمع کر لیتے تو اچھا ہوتا تو یہ بات میرے دل کو لگی علامہ مقدسی فرماتے ہیں کہ بخاری کے اس قول سے معلوم ہوا کہ ان کا قصد ایک مختصر کتاب جمع کرنے کا تھا نہ صحیح اور ثقہ راویوں کا استیعاب مقصود تھا اور نہ صحیح احادیث کا۔

اور امام ابو عبید اللہ حاکم نے مستدرک کے اول میں دونوں کے متعلق لکھا ہے کہ ولم يحكما ولا واحد منهما انه لم يصح من الحديث غير ما اخرجوه (مستدرک حاکم ص ۱۶) یعنی نہ بخاری و مسلم نے اور نہ ان میں سے کسی ایک نے یہ کہا ہے کہ صرف وہی احادیث صحیح ہیں کہ جو انہوں نے نقل کی ہیں۔

امام بخاری و مسلم کے ان اقوال سے اور محدثین کی تصریحات سے یہ بات

بالکل پورے طریقے پر ثابت ہوئی کہ صحیح احادیث صرف وہ نہیں ہیں جو بخاری و مسلم میں منقول ہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی اور بہت سی احادیث صحیح ہیں کہ جن کی تخریج بخاری و مسلم نے نہیں کی ہے۔
اب اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ ظہور مہدی کی احادیث اگر بالقرن بخاری و مسلم میں نہ ہوں تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ ابن خلدون اور اختر کا شمیری کے اس اعتراض پر نظر ڈالیں کہ بخاری و مسلم میں ظہور مہدی کی کوئی حدیث نہیں ہے۔

یہی اشکال مولانا مودودی صاحب کو پیش کیا اگرچہ مولانا فی الحمدہ ظہور مہدی کے قائل ہیں اور مسکرین میں سے نہیں ہیں لیکن کہتے ہیں کہ درحقیقت جو شخص علوم دینی میں کچھ بھی نظر و بصیرت رکھتا ہو وہ ایک لمحہ کے لیے بھی بھابھ اور نہیں کر سکتا کہ جس مسئلے کی دین میں اتنی اہمیت ہو اُسے محض اخبارِ احاد پر چھوڑا جاسکتا تھا اور اخبارِ احاد بھی اس درجہ کی کہ امام مالکؒ اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے محدثین نے اپنی احادیث کے مجموعوں میں سکر سے ان کا لینا ہی پسند نہ کیا ہو۔ (رسائل و مسائل ص ۱۱۴)
لیکن یہ اختر کا شمیری صاحب اور مولانا مودودی صاحب کی غلط فہمی ہے اس لئے کہ نہ ظہور مہدی کی احادیث اخبارِ احاد میں جیسا کہ محدثین کی تصریحات باب ثانی میں گزر چکی ہیں۔ ظہور مہدی کی احادیث متواتر ہیں۔

ملاحظہ ہو شرح عقیدہ السفارینی ص ۸۷ ج ۲

اور نہ بخاریؒ و مسلمؒ نے ان احادیث سے اعراض کیا ہے بلکہ بخاری و مسلم میں ایسی احادیث موجود ہیں کہ جن سے محدثین کی تصریحات کے مطابق مراد امام مہدی ہی ہیں۔

ابن خلدون اور اختر کا شمیری صاحب کو تو صرف یہ اشکال تھا کہ بخاری و مسلم میں ظہور مہدی کی احادیث نہیں ہیں لیکن مولانا مودودی صاحب کو یہ بھی اشکال ہے کہ موطا امام مالکؒ میں ظہور مہدی کی احادیث کیوں نہیں۔

لیکن یہ اشکال وہ آدمی کر سکتا ہے کہ جس نے موطا امام مالک کا صرف نام سنا ہو اور خود اس کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ اس لئے کہ موطا امام مالک کو دیکھنے والے جانتے ہیں کہ دین کے سینکڑوں مسائل و معتقدات ایسے ہیں کہ جن کے متعلق موطا امام مالک میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ لیکن آج تک پوری امت میں سے بشمول مالکیہ کسی نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا ہے کہ فلاں مسئلے کو ہم نہیں مانتے ہیں یا یہ کہ فلاں مسئلہ کمزور ہے اس لئے کہ موطا امام مالک میں اس کے متعلق کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔ کیوں کہ موطا امام مالک نو احادیث مرفوعہ کا ایک نہایت مختصر مجموعہ ہے باقی مرسل روایات اور آثار و اقوال تابعین میں اور آثار و اقوال بھی صرف وہ کہ جن کا تعلق فقہی احکام یعنی دین کے عملی حصہ کے ساتھ ہے۔ نظری اور اغتفادی قسم کی احادیث تو موطا میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے اعتراضات کی جرات وہ آدمی کر سکتا ہے کہ جس کا فن حدیث سنی کوئی خاص تعلق نہ ہو ورنہ حدیث کے کسی مجموعہ میں کسی حدیث کا نہ ہونا آج تک محدثین کے نزدیک قابل اعتراض نہیں رہا ہے۔ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ۔

۳ اسی طرح ان کی تیسری بات کہ صحیح احادیث میں مہدی کی تصریح نہیں بھی قابل تسلیم نہیں اس لئے کہ باب اول میں ہم ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد، مستدرک حاکم کے حوالے سے وہ حدیثیں مع تحقیق سند کے نقل کر چکے ہیں کہ جو صحیح بھی ہیں اور جن میں مہدی کی تصریح بھی ہے۔ اس اشکال کا اسی جواب سے ملا جلا جواب مولانا بدر عالم میرٹھی نے دیا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں کہ یہ دعویٰ بھی تسلیم نہیں کہ صحیح حدیثوں میں امام مہدی

کا نام مذکور نہیں ہے کیا وہ حدیثیں جن کو امام ترمذی و ابو داؤد وغیرہ جیسے محدثین نے صحیح و حسن کہا ہے صرف محقق موصوف کے بیان سے صحیح ہونے سے خارج ہو سکتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ جن حدیثوں کو محقق موصوف نے بھی صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ اگر وہاں ایسے قوی قرائن موجود ہیں جن سے اس شخص کا امام مہدی ہونا تقریباً یقینی ہو جاتا ہے تو پھر امام مہدی کے لفظ کی تصریح ہی کیوں ضروری ہے۔

سوم: یہاں اصل بحث مصداق میں ہے مہدی کے لفظ میں نہیں پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک خلیفہ کا ہونا اور اس کا خاص صفات کا حامل ہونا جو لغوئے روایت عمر بن عبد العزیز جیسے شخص میں بھی نہ تھیں ثابت ہو جاتا تو بس اہل سنت والجماعت کا مقصد اتنی بات سے پورا ہو جاتا ہے کیونکہ مہدی تو صرف ایک لقب ہے علم اور نام نہیں ہے اور یہ آپ ابھی معلوم کر چکے ہیں کہ مہدی کا لفظ بطور لقب کے دوسرے اشخاص پر بھی اطلاق کیا گیا ہے۔ اگرچہ سب میں کامل مہدی وہی ہیں جن کا ظہور آئندہ زمانے میں مقدر ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ جس طرح دجال کا لفظ حدیثوں میں متردد بیان نبوت کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے مگر دجال اکبر وہی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ ہاں اس لقب کی لے صرف صحیح و حسن بھی نہیں بلکہ دوسرے محدثین نے متواتر کہا ہے جیسے کہ باب ثانی میں گذر گیا ہے۔ نظام الدین۔

۲۔ خاص کر اس صورت میں کہ شارحین بخاری و مسلم کے نزدیک مراد امام مہدی ہی ہیں جیسے کہ باب ثانی میں شارحین بخاری و مسلم کے حوالہ جاست تفصیل سے گذر چکے ہیں۔ نظام الدین

زد اگر پڑتی ہے تو ان اصحاب کے پر پڑتی ہے کہ جو مہدی کے ساتھ ساتھ کسی قرآن کے منتظر بیٹھے ہیں (ترجمان السنۃ ص ۳۸۳ ج ۲)

اور اسی اشکال کے جواب میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ وقد اخرج الحافظ السيوطي هذه الاحاديث التسعين بطولها في العرف الوردی وفي ستة وثلاثين حديثاً منها ورد اسم المهدی صریحاً والباقي منها جاء باسم الخليفة وباوصافه التي وردت في الاحاديث فبطل بهذا تعلل المؤرخ المذكور بان احاديث المهدی جاءت مبهمه ليس فيها تصریح اسم المهدی والمبهم يحمل على المتصل بالاجماع اذا كان الحديث واحداً والاحاديث التي لم يقع فيها صراحة بل مبهماً وإشارة تحمل على الاحاديث المفصلة التي ورد فيها اسم المهدی صراحة فان المفسر يقضي على المبهم وكيف وان ایراد أئمة الحديث، هذه الاحاديث المبهمه في باب ذكر المهدی دليل على ان هذه الاحاديث المبهمه الدالة على خروج الخليفة العادل في آخر الزمان كلها محمولة على المهدی عند أئمة الحديث -

(تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۸ ج ۶)

یعنی علامہ سیوطی نے ظہور مہدی کی ان نوے احادیث کی تخریج اپنے رسالہ العرف الوردی میں کی ہے جن میں تینتیس احادیث کی تخریج میں مہدی کا نام صراحۃً موجود ہے اور باقی احادیث خلیفہ کے لفظ اور ان اوصاف کے ساتھ درج ہوئی ہیں کہ جو مہدی کی احادیث میں ہیں۔ سیوطی کے اس بیان سے ابن خلدون کا یہ اعتراض ختم ہو جاتا ہے کہ مہدی کی احادیث مبہم ہیں اور ان میں نام

۳ مراد اہل تشیع ہیں۔ نظام الدین

کی صراحت موجود نہیں ہے۔ نیز یہ کہ مبہم کو مفصل پر بالاتفاق حمل کیا جاتا ہے جب حدیث ایک ہو لہذا وہ احادیث کہ جو مبہم ہیں یا ان میں اشارۃً مہدی کا ذکر ہے ان کو ان مفصل احادیث پر حمل کیا جائیگا کہ جن میں مہدی کا نام صراحتاً وارد ہوا ہے اس لئے کہ مفسر قاضی ہوتا ہے مبہم پر۔ نیز محدثین کا ان مبہم احادیث کو مہدی کے باب میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ احادیث مبہم جو ایک آخر زمانے میں ایک خلیفہ عادل کے ظہور پر دلالت کرتی ہیں محدثین کے نزدیک مہدی ہی پر محمول ہیں

اس تفصیل سے ابن خلدون کے تینوں اعتراضات کا جواب علی الوجہ الاتم ہو جاتا ہے کہ نہ تو جرح مطلقاً تبدیل پر مقدم ہے جیسا کہ ابن خلدون کا

دعویٰ ہے اور نہ مہدی کی سب احادیث ضعیف ہیں اور نہ مبہم ہیں۔ نیز یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ اگر سب احادیث ضعیف بھی ہوتیں تو بھی بالکلیہ

ظہور مہدی کا انکار صحیح نہ ہوتا کیوں کہ محدثین کے ہاں ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ جب کسی حدیث کی روایات کی کثرت ہو جاتی ہے تو اگرچہ وہ ضعیف

ہوں لیکن پھر بھی اتنا معلوم ہو جاتا ہے کہ اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور موجود ہے چنانچہ ابو عبد اللہ حاکم نے مستدرک میں یہ قاعدہ بیان کیا ہے

اور ان سے ابن عراقی نے تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة میں نقل کیا ہے کہ قال الحاکم فی المستدرک

اذا کثرت الروایات فی حدیثٍ ظہران للحدیث اصلاً (ص ۲ ج ۱) یعنی حاکم نے مستدرک میں کہا ہے کہ جب کسی حدیث کی روایات کثیر ہو جاتی

ہیں تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ حدیث کے یہ اصل موجود ہے۔ اب اس قاعدہ کے لحاظ سے اگر آپ غور فرمائیں گے تو بھی ظاہر ہو جائے گا کہ مہدی کی احادیث اگر

بالفرض سب کی سب ضعیف ہوں تب بھی ان کی اصل موجود ہے اس لیے کہ مہدی کی احادیث کی تعداد نوے تک پہنچتی ہے جن میں سے پچیس^{۳۳} میں مہدی کی صراحت بھی موجود ہے اور تقریباً پچیس^{۱۵} صحابہ و تابعین سے مروی ہیں مک فی تعلیق الصبیح ص ۱۹۶ اس لیے اس کو بالکل بے اصل کہنا صحیح نہیں ہے۔

جناب اختر کا شمیری کا ایک منفرد اشکال

اختر کا شمیری صاحب کو ایک منفرد اشکال یہ بھی ہے کہ مہدی کا ذکر قرآن میں موجود نہیں ہے چنانچہ اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ : مہدی کے ذکر سے قرآن خالی ہے قرآن میں مہدی کا کوئی ذکر نہیں حالانکہ قرآن میں عقیدہ کی ہر بات موجود ہے تو اس صورت میں جو لوگ ظہور مہدی کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کے نزدیک قرآن کی کیا اہمیت ہوگی۔ یہ اختر کا شمیری صاحب کا اشکال ہے اس کو بار بار پڑھئے اور آپ پر ویزیوں کے ان اعتراضات پر بھی نظر ڈالیئے جو وہ حدیث کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ آپ کو ذرہ برابر فرق محسوس نہیں ہوگا۔

یہ بعینہ وہی حالت ہے جس کی خیر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے دی تھی (فداہ ابی داری) مستدرک حاکم ابو داؤد ابن ماجہ اور دارمی میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مقدم بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قال لا الفین احدکم متکماً علی اریکتہ یا تسیہ الامر من امری مما امرت به او نہیت عنہ فیقول ما ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ اور مستدرک کے دوسری روایت میں اس کے بجائے یہ لفظ ہیں کہ ما وجدنا فی کتاب اللہ عملنا بہ والا فلا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں وھذا کتاب اللہ ولیس ھذا فیہ (مستدرک حاکم ص ۱۹۶) واللفظ لہ - وابن ماجہ عن ابی رافع ص ۱

باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو داؤد باب
 فی لزوم السنۃ ص ۶۳۲ ج ۲) و مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام
 بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی ص ۲۹ ج ۱ و مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج
 بالسنۃ عن البیہقی ص ۱ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ میں اس حال میں کسی کو
 نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ سے تکیہ لگائے ہوئے ہو اور میرا کوئی امر اس کے پاس
 آئے جس میں میں نے کسی چیز کا حکم دیا ہو یا کسی چیز سے منع کیا ہو تو وہ کہہ
 دے کہ میں تو اس کو نہیں جانتا ہم تو جو قرآن میں پائیں گے اس کو مانیں گے اور
 جو قرآن میں نہیں ہوگا اس کو نہیں مانیں گے۔ تو گویا اختر صاحب کے اعتراض
 کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اگر قرآن میں مہدی کا ذکر ہوتا تو ہم مانتے لیکن چونکہ
 قرآن میں نہیں ہے اسلئے ہم مان نہیں سکتے۔ اللہ ہدایت نصیب فرمائے۔
 اللہم ادرنا الحق محققاً وارزقنا اتباعہ

اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی
 حضرت عمران بن حصین نے فرمایا تھا کہ کیا نماز کی رکعتوں کی تعداد اور زکوٰۃ کے
 مقادیر تمہیں قرآن میں ملتے ہیں روایت کے الفاظ یہ ہیں جس کی صحت پر
 حاکم اور ذہبی دونوں متفق ہیں حدثنا الحسن قال بیما عمران بن
 حصین یحدث عن سنۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ رجل
 یا ابا نجید حدثنا بالقرآن فقال لہ عمران انت واصحابک یقرؤن
 القرآن اکت محمدی عن الصلوة وما فیہا وحدودہا اکت
 محمدی عن الزکوٰۃ فی الذہب والابل والبقر واصناف المال
 ولكن قد شهدت وغبت انت ثم قال فرض علینا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فی الزکوٰۃ کذا کذا وقال الرجل حیبتنی

احیاک اللہ قال الحسن فامات ذلك الرجل حتى صار من فقهاء المسلمين
(مستدرک الحاکم ص ۱۹ و ص ۱۱ ج ۱)

اور امام سیوطی نے مفتاح الجنۃ میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ نقل
کی ہے عن شبيب بن ابي فضالة المكي ان عمران بن حصين رضي الله
تعالى عنه ذكر الشفاعة فقال له رجل من القوم يا ابا نجيد انك
تجد ثوبا بأحاديث لم نجد لها أصلاً في القرآن فغضب عمران وقال
للرجل قرأت القرآن قال نعم قال فهل وجدت فيه صلاة العشاء
اربعاً وجدت المغرب ثلاثاً والغداة ركعتين والظهر اربعاً والعصر
اربعاً قال لا قال فعن من أخذتم ذلك أستمعنا أخذتموه وأخذنا
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أوجدتم فيه من كل
اربعين شاة شاة وفي كل كذا ابعيراً كذا وفي كل كذا درهمًا
كذا قال لا قال فعن من أخذتم ذلك أستمعنا أخذتموه
واخذنا عن النبي صلى الله عليه وسلم وقال أوجدتم في
القرآن رُبطَ قَوْماً بِالْحَبِيبِ الْعَتِيقِ أوجدتم فيه فطوفوا سبعةً
و اركعوا ركعتين خلف امقام أوجدتم في القرآن لا جلب ولا
جنب ولا شغار في الاسلام؟ أما سمعتم الله قال في كتابه وَمَا
آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قال عمران
فقد أخذنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اشياء ليس لكم
بها علم صا . یعنی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے شفاعت کے بارے
میں ایک حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے کہ اے ابو نجید (کنیت عمران بن حصین)
تم ہمیں ایسی احادیث سناتے ہو کہ جن کی کوئی اصل قرآن میں موجود نہیں ہے تو

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور اس آدمی سے کہا کیا تم نے قرآن پڑھا ہے اس نے کہا ہاں تو فرمایا کہ کیا تو نے قرآن میں یہ دیکھا کہ عشاء کی چار رکعتیں اور مغرب کی تین اور صبح کی دو اور ظہر و عصر کی چار چار رکعتیں ہیں اس آدمی نے کہا کہ نہیں تو فرمایا کہ کیا تم نے یہ ہم سے نہیں سیکھیں اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں پھر فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں دیکھا ہے کہ چالیس بکریوں میں زکوٰۃ کی ایک بکری ہوتی ہے اور اونٹوں میں اتنے اونٹ اور درہم میں اتنے درہم تو اس آدمی نے کہا کہ نہیں تو، فرمایا کہ کیا یہ تم نے ہم سے نہیں سیکھے اور ہم نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور پھر فرمایا کہ تم قرآن میں پاتے ہو کہ طواف کرو بیت اللہ کا لیکن کیا قرآن میں ساتھ یہ بھی ہے کہ سات طواف کرو اور پھر دو رکعت نماز پڑھو اور پھر فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں یہ حکم دیکھا ہے کہ نہ عاشتر مال والے کو نہ تکلیف دے اور نہ مال والا عاشتر کو اور نہ جلب اور جنب ہے اسلام میں (یہ دو فقہی اصطلاحیں ہیں جو احادیث میں منکوح ہیں) اور پھر فرمایا کہ کیا تم قرآن میں نہیں پڑھتے ہو کہ رسول تم کو جو کچھ دے اُس کو لو اور جس چیز سے تمہیں منع کرے اس سے رُک جاؤ اور پھر حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی چیزیں سیکھی ہیں جن کا تمہیں علم نہیں۔

حضرت عمران بن حصینؓ کی اس حدیث سے واضح ہوا کہ عقائد و اعمال کا ثبوت صرف قرآن سے نہیں ہوتا بلکہ احادیث سے بھی اعمال و عقائد ثابت کئے جاسکتے ہیں اس لئے کہ جو مثالیں حضرت عمران بن حصینؓ نے پیش کی ہیں ان میں سے ہر عمل کی دو حیثیتیں ہیں ایک عملی اور ایک اعتقادی اور یہ دونوں احادیث سے ثابت ہیں مثلاً ظہر کی نماز کی ایک تو عملی حیثیت

ہے کہ چار رکعت فرض پڑھے جائیں اور ایک اعتقادی حیثیت ہے کہ چار رکعت نماز کا اعتقاد رکھا جائے کہ ظہر کی چار رکعتیں ہیں اور یہ دونوں چیزیں ایک جیسی فرض ہیں مثلاً اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز کی چار رکعتوں کا انکار کر لے اور یہ کہے کہ ظہر کی نماز دو رکعت فرض ہے تو اس اعتقاد سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگا تو معلوم ہوا کہ ان اعمال کی دونوں حیثیتیں جو فرض ہیں حدیث ہی سے ثابت ہیں۔

اسی طرح بخاری و مسلم دونوں کے حوالے سے علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کی وہ مشہور حدیث نقل کی ہے کہ اُخرج الشَّيْخَانِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمَسْتُوشِمَاتِ وَالْمُنْتَصِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ الْمَغِيرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى فَبِلَا ذَلِكَ امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ قُلْتَ كَيْتٌ وَكَيْتٌ فَقَالَ مَا لِيَ لَا الْعَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ قَالَ إِنْ كُنْتَ قَرَأَيْتَهُ فَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتَ وَمَا أَتَاكَمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ نَهَى عَنْهُ ۱ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ ص ۱۹ وَص ۲ وَبُخَارِيُّ بَابُ الْمَسْتُوشِمَةِ ۸ ج ۲ وَمُسْلِمٌ ص ۲۵ ج ۲ بَابُ تَحْرِيمِ فَضْلِ الْمِرَاصِلِ كِتَابُ اللَّبَاسِ۔

عبد اللہ ابن مسعودؓ کی روایت میں بھی وہی بات ہے کہ جو عمران بن حصینؓ کی روایت میں گزر چکی ہے آپ ان احادیث کو پڑھیں اور اس کے بعد جناب اختر کاشمیری صاحب کے اعتراض پر نظر ڈالیں اور اس کیساتھ مولانا مودودی

صاحب کی اس عبارت پر بھی نظر ڈالئے مولانا نے بھی بے لفظوں میں تقریباً وہی بات کہی ہے جو کہ اختر کا شمیری صاحب نے کھلے لفظوں میں کی تھی لکھتے ہیں اب مہدی کے متعلق خواہ کتنی ہی کھینچ تان کی جائے بہر حال ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اسلام میں اس کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ اس کے جانے اور ماننے پر کسی مسلمان ہونے اور نجات پانے کا انحصار ہو۔ یہ حیثیت اگر اس کی ہوتی تو قرآن میں پوری صراحت کے ساتھ اس کا ذکر کیا جاتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی دو چار آدمیوں سے اس کو بیان کر دینے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ پوری امت تک اسے پہنچانے کی سعی تبلیغ فرماتے (رسائل و مسائل ص ۵۸ ج ۱) آپ اگر غور اور تعمق سے دیکھیں گے تو یہ بھی تقریباً وہی بات ہے کہ جو اختر کا شمیری صاحب نے فرمائی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مودودی صاحب اور اختر کا شمیری ایک ہی بیماری میں مبتلا ہیں کہ عقائد سب کے سب قرآن میں مذکور ہونے چاہئیں اور مہدی کے ظہور کا ذکر چوں کہ قرآن میں نہیں ہے لہذا یہ ایک من گھڑت قصہ ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لیکن گزشتہ حدیثوں میں یہ بات واضح ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اگر کوئی عقیدہ یا عمل ثابت ہو جائے تو اس کا ماننا بھی لازمی ہوتا ہے یہ تو مولانا اور اختر کا شمیری صاحب بھی تسلیم کرتے ہوں گے کہ قرآن میں بعض چیزوں کا ذکر تفصیلاً ہے اور کچھ چیزیں قرآن میں اجمال کے ساتھ اشارۃً ذکر کی گئی ہیں ورنہ جیسے کہ حدیث میں گزر چکا ہے ہر چیز یعنی عقیدہ و عمل اس تفصیل کے ساتھ قرآن میں کہاں موجود ہیں کہ جس تفصیل کے ساتھ اس پر اُمت کا اجماع پایا جائے، اسی طرح اگر ظہور مہدی کا ذکر قرآن میں نہیں تو یہ کوئی اعتراض

کی بات نہیں ہے۔

لیکن یہ ملحوظ رہے کہ بعض مفسرین کی صراحت کے مطابق ظہور مہدی کا ذکر اجمالاً قرآن میں بھی موجود ہے چنانچہ سورۃ الانعام کی اس آیت میں کہ یوم یاتی بعض آیات رتک ص ۱۵۸ پارہ ۸ میں علامات قیامت کا اجمالاً بیان ہے اور مفسرین کی تصریح کے مطابق اس میں بہت سی علامات قیامت کی طرف اشارہ ہے جس میں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا دابة الارض کا خروج، نزول عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ شامل ہیں، اسی طرح اس میں خروج مہدی کی طرف بھی اجمالاً اشارہ ہے، جیسا کہ ہم علامہ سیوطیؒ کی تفسیر درمنثور کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو اسی کتاب کا صفحہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ظہور مہدی بھی دو کمر بہت سے مسائل کی طرح اجمالاً قرآن کریم میں مذکور ہے۔

جناب اختر کا شمیری صاحب اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ حدیث نبوی کو بھی دیکھئے اگر اس پر (یعنی ظہور مہدی) کوئی صحیح یا متواز حدیث مل جائے تو اسے ماننا پڑے گا ورنہ اسکی نہ ماننے سے حدیث نبوی کا انکار لازم آتا ہے میں قارئین سے درخواست کروں گا کہ جناب اختر کا شمیری کے ان الفاظ کو پڑھنے کے بعد آپ اس کتاب کے باب ثانی پر دربارہ نظر ڈالیں اور دیکھئے کہ حدیث کے ہاں ظہور مہدی کی احادیث کا کیا مرتبہ ہے صحت کے قائل تو سب محدثین بالا جراح ہیں اور اکثر تو اتر کے قائل ہیں جیسے کہ شارح عقیدہ سفارینی کا قول ہم نقل کر چکے ہیں کہ ان احادیث ظہور المہدی قد بلغت فی الکثرة حد التواتر وقد تلقاها الامة بالقبول فیجب اعتقادہ الخ ص ۲ والبعث بکمالہ فی شرح عقیدۃ السفارینی

من ص ۶ ج ۲ الی ص ۸۲ ج ۲ من حیث الروایۃ کہ ظہور مہدی کی احادیث جو حدّ تو اتّر تک پہنچ چکی ہیں۔ اسی طرح دوسرے محدثین کے اقوال بھی گزر چکے ہیں۔ اور اگر یہ الفاظ صرف نوکِ قلم سے نہیں بلکہ دل کی گہرائی سے نکلے ہیں تو اس کتاب کے باب اول و ثانی پر نظر ڈال کر اپنی رائے پر نظر ثانی فرمائیے۔
اللہم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ۔

کچھ باتیں جناب اختر کا شمیری صاحب کے مضمون میں ایسی ہیں کہ جو ان کی ذہنی اختراع ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ جس طرح پہلے لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ چودھویں صدی ختم ہوتے ہی قیامت آجائے گی چودھویں صدی ختم ہو گئی مگر قیامت نہیں آئی جس طرح یہ گھڑا ہوا عقیدہ تھا کہ اسی طرح ظہور مہدی کا واقعہ بھی ایک من گھڑت عقیدہ ہے۔ اسی کا نام ہے بنا بر فاسد علی الفاسد ان دونوں باتوں کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں اگر کتنی غلط طور پر مشہور کر دیا کہ چودھویں صدی ختم ہوتے ہی قیامت آئے گی اور چودھویں صدی ختم ہو گئی مگر قیامت نہ آئی تو اس کے یہ کہیں لازم آتا ہے کہ قیامت کی علامات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں اور ہم سے پاس صحیح سندوں سے پہنچیں جیسا کہ ظہور مہدی، یہ بھی من گھڑت اور جھوٹ ہے۔

نیز یہ کہ ان دونوں باتوں میں بڑا بنیادی فرق ہے چودھویں صدی کے ختم ہونے پر قیامت کے آنے کی پیشین گوئی مرزا غلام احمد قادیانی نے کی تھی اور اس کو اپنا الہام ظاہر کیا تھا اور پھر قادیانیوں نے اس کو مشہور کر دیا اور جہاں میں یہ بات خوب مشہور ہوئی کہ چودھویں صدی کے ختم ہونے پر قیامت قائم ہو جائیگی تو اس کا جھوٹ ہونا اب ہر ایک پر ظاہر ہوا اس لئے کہ

اب ہم سب پندرہویں صدی ہجری میں سانس لے رہے ہیں۔

بخلاف اس کے ظہور مہدی کا عقیدہ صحیح اور متوازن احادیث سے ثابت ہے اور پوری امت کے مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے تو کیا کسی عاقل کی نظر میں ان دونوں باتوں کا وزن ایک جیسا ہو سکتا ہے ایک بنی صادق کی پیشین گوئی ہے جو صحیح اور متوازن اسناد سے ہم تک پہنچی اور دوسری دجال و کذاب کی پیشین گوئی تھی جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ذلیل و خوار اور جھوٹا کر دکھایا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پہلی بات کی تکذیب کا دیوانی کی تکذیب ہوتی ہے جو ضروری اور جزا ایمان ہے اور دوسری کی تکذیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی تکذیب ہوتی ہے۔ شتان مابینہما۔

نیز چودھویں صدی میں قیام قیامت والی بات کی پشت پر کوئی مضبوط دلیل موجود نہیں اور ظہور مہدی کے عہد پر نوٹے روایات جن کو پچیس صحابہ و تابعین نقل کرتے ہیں موجود ہے اور پوری امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

نیز اختر صاحب لکھتے ہیں کہ مشہور ہے کہ ان کی پہچان یہ ہوگی (یعنی مہدی کی) کہ وہ ایٹمی اسلحہ سے بے نیاز ہو کر تلوار سے جنگ کریں گے ان کی پھونکوں میں اتنی طاقت ہوگی کہ جہاں تک ان کی نظر جائے گی وہاں تک ان کی پھونک پہنچے گی۔

خدا جانتا ہے کہ یہ باتیں کہاں اور کس حدیث میں ہیں اور کہاں سے اختر صاحب نے لکھی کیوں کہ کسی صحیح روایت میں نہ تو اس کی نفی ہے کہ وہ ایٹمی اسلحہ استعمال نہیں کریں گے اور نہ یہ ذکر ہے کہ ان کی پھونکوں میں یہ طاقت ہوگی۔

ہاں البتہ ان کے غزوات کا ذکر احادیث میں ہے۔ اور اگر احادیث میں تلوار کا ذکر ہو تو اس کے اس کی نفی کہاں لازم آتی ہے کہ وہ کسی دوسری قسم کا اسلحہ

استغفال نہیں کریں گے اور اس کا ثبوت کہاں ہے کہ موجودہ حالت میں دنیا اپنے اس ایٹمی دور کے ساتھ اس وقت بھی موجود رہے گی کیا بعید ہے کہ یہ سب کچھ ختم ہو جائے اور انسان پھر حالت اول کی طرف لوٹ جائے جس میں جنگ کے وہی اوزار و قوانین ہوں کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اگر اس چیز کو اعتراض کا ذریعہ بنایا جائے کہ مہدی کی احادیث میں تلوار کا ذکر ہے تو بعینہ ہی اعتراض پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی احادیث پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں بھی اس کا ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و جلال کو تلوار سے قتل کریں گے حالانکہ ان احادیث کی صحت کے اختر صاحب بھی قائل معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ ان کی عبارت پہلے ہم نے نقل کی ہے۔

اپنے مضمون میں ایمان بالشیعوہ کی سرخی قائم کر کے کاشمیری صاحب لکھتے ہیں کہ خدا کے نبی کے بعد کسی شخص پر ایمان بالغیب ممکن نہیں جب تک اس کے بارے میں اللہ کے رسول کا کوئی معتبر ارشاد سامنے نہ آجائے۔ لیجئے محدثین کی تصریحات کے مطابق ایک نہیں کسی صحیح احادیث موجود ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود کی روایت جو باب اول میں گزر چکی ہے وہ تو محدثین کے نزدیک بالا اتفاق صحیح ہے جیسا کہ باب ثانی میں تحفۃ الاحوذی کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

اور ام سلمہ کی روایت جو ابو داؤد کے حوالے سے گزر چکی ہے ابو داؤد ، منذری ، ابن قیم وغیرہ سب نے اس پر سکوت کیا۔ جو محدثین کی اصطلاح کے مطابق اس حدیث کی صحت کی دلیل ہے اور عون المعبود میں اسی روایت کے متعلق لکھا ہے کہ وفی الاذاعة رجالہ رجال الصحیحین لا مطعن فیہم لا معمن ص ۴۳، کہ اس روایت کے راوی سب صحیحین یعنی بخاری و مسلم

کے راوی ہیں کوئی جرح اور طعن نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔ بلکہ صحت کو چھوڑیے محدثین کے ہاں تو ظہورِ مصدقہ کی احادیث متواتر ہیں اور انکار کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ احادیث بہت زیادہ ہیں لیکن ہر حدیث میں منکرینِ حدیث کی طرح کوئی نہ کوئی کیڑا ضرور نکالا جاتا ہے یا کسی راوی پر جرح نقل کی جاتی ہے اگرچہ وہ راوی بخاری و مسلم کا ہو اور اس کے نزدیک ثقہ ہو، لیکن تعدیل کے اقوال کو چھوڑ کر صرف جرح نقل کی جاتی ہے تاکہ ضعف کو ثابت کیا جائے حالانکہ جہاں سے ضعف کا قول نقل کیا جاتا ہے اس کے آگے پیچھے تعدیل کے اقوال کا انبار ہوتا ہے جن کو دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے،

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں

ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب کو

اختصر صاحب لکھتے ہیں کہ بہر حال واضح ہے کہ پندرہویں صدی کا استقبال کرنے والا طبقہ گزشتہ تمام اعتبار سے بہر حال مختلف ہے اس کے مسائل جدا، سوچ منفرد، انداز فکر انوکھا اور کسی چیز کو قبول کرنے کا طریقہ بھی الگ ہے۔ یہ طبقہ اگر ایسا مطالبہ کرتا ہے تو بیجا نہیں بجا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ ”یہ میرے ذاتی خیالات کا خلاصہ نہیں بلکہ اس جدید طبقہ کے جذبات کا عکس ہے سائنسی دور کے دل و دماغ پر لگی چھاپ کو بلا دلیل نہ تو بدلاجبا سکتا ہے اور نہ ہی لاشعور سے کھرچ کر نکالنا ممکن ہے۔ اب ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ مسئلے کے تمام پہلو سامنے لا کر رکھ دیئے جائیں اور قبول ناقبول کا فیصلہ اس طبقے پر چھوڑ دیا جائے۔“

یہ تو بالکل صحیح ہے کہ عملی یا اعتقادی مسئلے کے متعلق دلیل طلب کی جائے

کہ اس کا ثبوت کس چیز سے ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کسی کے دل و دماغ پر اگر سائنسی چھاپ لگی ہوئی ہو تو اس کے لئے ہم اپنے معتقدات کو بدلیں یا اس کو ایسے نہج پر لے آئیں کہ ان کے لئے ان کا ماننا ممکن ہو جائے ہم اس کے مکلف نہیں۔ صحیح بات کو دلیل کے ساتھ ذکر کرنا یہ کام ثبوت ہے اگر وہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتی یا کسی بیرونی چھاپ کی وجہ سے وہ سمجھنا نہیں چاہتا تو اس کے لئے نہ تو کسی اعتقاد کا انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ دلیل کو جانچنے کا وہ طریقہ استعمال کرنا چاہئے جو اختر صاحب کرتے رہے ہیں۔ اس لئے کہ کسی بھی فن کی بات ہو اس کے ماہرین کی رائے کا احترام و اعتبار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مسئلے میں فن حدیث کے ان ماہرین کی رائے کا اعتبار ہوگا جنہوں نے اپنی زندگیوں میں اس فن کیلئے وقت کی تحقیق اور اس فن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا۔ اس فن میں نہ میری رائے کا اعتبار ہوگا، نہ جناب اختر کا شمیری صاحب یا کسی اور کی رائے کا۔ بلکہ ہم اگر رائے زنی کریں گے تو یہ خود ہمارے لئے وبال و خسران ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ ہم محدثین کی رائے کا اعتبار کریں۔ تو اب دلیل کے مطالبہ سے مراد اگر دلیل شرعی کا مطالبہ ہے تو وہ پیش کی جا چکی ہے کہ احادیث اس باب میں متواتر ہیں۔ اور دلیل سے مراد اگر عقلی دلیل ہو تو عقل بھی اس کی مخالف نہیں کہ آخر زمانہ میں ایک مجدد پیدا ہو جو دین کی حفاظت اور احیاء سنت کے لئے کام کرے۔ نہ معلوم وہ کون سا سائنسی نظریہ یا فارمولہ ہے کہ ظہور مہدی کا عقیدہ اس کی مخالفت کی وجہ سے رد کیا جا رہا ہے یا سائنس کی چھاپ لگے ہوئے دل و دماغ اس کو نہیں سمجھ پا رہے ہیں

اور وہ کونسا اشکال ہے جو ان کو پیش آتا ہے۔ اس لئے کہ نہ تو مہدی پتھر سے پیدا ہوں گے اور نہ بغیر مالِ باپ کے، بلکہ وہ اس معتاد اور جاری عادت کے مطابق پیدا ہونے والے ایک انسان ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ دین کی تجدید کا کام لے گا اور جن کا نام محمد اور والد کا نام عبد اللہ ہوگا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل میں سے ہوں گے۔ ماں کی طرف سے حسینی اور باپ کی طرف سے حسنی ہوں گے۔ اور حدیث من ولد العباس جو آیا ہے کہ حضرت عباس کے اولاد سے ہوں گے تو وہ حدیث ضعیف ہے (تعلیق الصبیح ص ۱۹ ج ۶)

توان باتوں میں کوئی بات غیر معتاد اور سمجھ میں نہ آنے والی نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی نے انکارِ مہدی کی ٹھان لی ہو اور عقل میں بھی کچھ فتور ہو تو وہ بات اور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی عقل سے بچائے صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

① ظہور مہدی کی احادیث پر بحث کرتے ہوئے ابن خلدون اور آخر کا شیری نے سب سے پہلے ابوبکر الاسکاف کی اس حدیث پر بحث کی ہے جو ان الفاظ کے ساتھ حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ من کذب یا لمہدی فقد کفر ومن کذب بالرجال فقد کذب الخ (مقدمہ ابن خلدون ص ۲۱۲)

اس روایت کو ابن خلدون نے ابوبکر الاسکاف کی کتاب فوائد الاخبار کے حوالے سے اپنے مقدمہ میں نقل کیا ہے اور پھر آخر میں اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں وحسبک هذا غلوا والله اعلم بصحة طريقة الى مالك بن انس على ان ابا بكر الاسكاف عندهم متهم وضاع (مقدمہ ص ۳۱۲)

یہ روایت بعض محدثین کے نزدیک موضوع ہے جیسے کہ حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں محمد بن الحسن بن راشد الانصاری کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ووجدت في كتاب معاني الاخبار للكلاباذي خبراً موضوعاً حدث به عن محمد بن علي بن الحسن عن الحسين بن محمد بن احمد عن اسماعيل بن ابي اويس عن مالك عن ابن المنكدر عن جابرؓ وفيه من انكر خروج المهدي فقد كفر الخ ص ۱۳۵

لیکن بعض محدثین کے نزدیک یہ حدیث موضوع نہیں ہے جیسے کہ سہیلی نے روض الانف میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور پھر اس کی سند کی غرابت کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن موضوع نہیں کہا ہے مگر ضعیف ہو تو بھی دوسری صحیح احادیث اس کی تائید کے لئے پیش کی جاسکتی ہیں اور اس بات کی طرف علامہ سہیلی نے بھی اشارہ کیا ہے کہ والاحادیث الواردة في المهدي كثيرة جداً روض الانف ص ۱۶۱

کہ ظہور مہدی کی احادیث بہت زیادہ ہیں اسی طرح امام سیوطی نے اپنے رسالہ "العرف الوردی" میں اس حدیث کو نقل کر کے سکوت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو الحاشیہ ص ۸۳ ج ۲

نیز اس کی سند بھی ایک نہیں بلکہ کئی ہیں جس کی طرف پہلی نے اشارہ کیا ہے
و کذا فی التقریح بما تو اتر فی نزول المسیح ص ۲۴۳

ابن خلدون نے ابوبکر الاسکاف کو اس کا واضح ٹھہرایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں
کیونکہ ابوبکر الاسکاف پر وضع حدیث کا الزام کسی نے بھی نہیں لگایا۔ اگر حدیث
موضوع ہو تو پھر اس کا واضح بقول حافظ ابن حجر محمد بن الحسن بن علی بن رستم
الانصاری ہے۔ ملاحظہ ہو لسان المیزان ص ۳۱ ج ۵

رہا ابوبکر الاسکاف تو وہ ثقہ اور امام ہے کما فی الفوائد البھیة۔ محمد بن
احمد ابوبکر الاسکاف البلیخی امام کبیر جلیل القدر ص ۱۱
(۲) ظہور مہدی کی دوسری روایت حسن پر ابن خلدون اور اختر کشمیری
وغیرہ نے ضعف کا حکم لگایا ہے، وہ روایت ہے جو ابوداؤد و ترمذی کے حوالے
سے باب اول میں ہم مع ترجمہ نقل کر چکے ہیں جس کے الفاظ ابن خلدون نے یہ نقل کئے
ہیں کہ عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لو لم یبق من الدنیا الا یومٌ لطوّل اللہ ذلک الیوم حتی یبعث
اللہ فیہ رجلاً منی او من اهل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ
اسم ابی۔ (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۲)

اس روایت میں ابن خلدون اور اختر کشمیری صاحب نے عاصم بن ابی النجود
پر جرح کی ہے اور روایت کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن عاصم
محدثین کے نزدیک قوی اور ثقہ ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعدیل
میں نقل کیا ہے اخبرنا عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل فیما کتب الی
قال سالت ابی عن عاصم بن بہد لہ (یعنی عاصم بن ابی النجود) فقال
ثقة رجلاً صالحاً خیر ثقة والاعمش احفظ منه وکان شعبۃ

يُخْتَارُ الْأَعْمَشُ عَلَيْهِ فِي تَثْبِيتِ الْحَدِيثِ قَالَ وَسَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ عَنْهُ فَقَالَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ وَسَأَلْتُ أَبِي عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سَلِيمَانَ وَعَاصِمٍ فَقَالَ عَاصِمٌ أَحَبُّ إِلَيْنَا عَاصِمٌ صَاحِبُ قُرْآنٍ وَحَمَّادٌ صَاحِبُ فَتْوَى . (كتاب المجرى والتعديل لابن أبي حاتم ج ۶)

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ مجھے عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے خبر دی ہے کہ میں نے اپنے والد احمد بن حنبل سے عاصم کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ ثقہ ہے اور نیک آدمی ہے اور بہترین ثقہ ہے لیکن اعمش ان سے زیادہ حافظ تھے اور شعبہ اعمش کو عاصم پر ترجیح دیتے تھے۔ اور عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے عاصم کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ عاصم کی روایت میں کوئی باک نہیں یعنی ثقہ ہے اور عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل سے عاصم اور حماد کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ مجھے عاصم زیادہ پسند ہے اسلئے کہ عاصم قرآن والے تھے اور حماد فقہ والے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عاصم کو امام احمد بن حنبل اور امام المجرى والتعديل یحییٰ بن معین ثقہ مانتے ہیں۔ البتہ شعبہ کے نزدیک عاصم پر اعمش کو ترجیح حاصل ہے لیکن یہ کوئی جرح کی بات نہیں ہے۔

اس کے بعد ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابو حاتم سے عاصم کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ هو صالح هو اکثر حدیثاً من ابی قیس الاودی واشهر منه و احب الی من ابی قیس (كتاب المجرى والتعديل ج ۶)

ابو حاتم نے کہا کہ عاصم صالح ہے اور ابو قیس سے زیادہ حدیثیں نقل کرنے والا ہے اور اس سے زیادہ مشہور ہے اور مجھے عاصم ابو قیس سے زیادہ پسند ہے۔

اور اس کے بعد پھر نقل کیا ہے کہ میرے والد سے عاصم بن ابی النخود اور

عبدالملک بن عمیر کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے عاصم کو عبدالملک پر ترجیح دی

ص ۳۴۱ ج ۶

اور ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے ابو زرہ سے عاصم کے متعلق پوچھا تو کہا کہ ثقہ ہے (ص ۳۴۱ ج ۶)

ابن ابی حاتم کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل، امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین، ابو حاتم، ابو زرہ جیسے محدثین اور جبال الحریث کے نزدیک عاصم ثقہ ہے۔

ملازم ذہبی نے میزان الاعتدال میں ابو حاتم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ محلہ الصدق عاصم کا مقام سچ کا ہے۔ میزان الاعتدال ص ۳۵۴ ج ۲

اور خود ذہبی فرماتے ہیں قلت هو حسن الحديث وقال احمد وابو زرعة ثقة ص ۳۵۴ ج ۲ میں کہتا ہوں کہ وہ حسن الحديث ہے۔ یعنی اس کی احادیث حسن ہیں اور احمد و ابو زرہ نے عاصم کو ثقہ کہا ہے اور پھر کہا کہ یہ بخاری و مسلم کے راوی بھی ہیں ص ۳۵۴ ج ۲

اور پھر ابن سعد سے بھی عاصم کی ثقاہت نقل کی ہے ص ۳۵۸ ج ۲ میزان اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں یہ سب اقوال نقل کئے ہیں اور ساتھ عجلی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ وقال العجلي كان صاحب سنة وقراءة وكان ثقة ص ۵ عجلی نے کہا ہے کہ عاصم سنت والے تھے، ثقہ اور قاری تھے۔

اور حافظ نے تہذیب التہذیب میں بزار کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ولا نعلم احداً ان تركه ص ۵ عاصم کو کسی نے بھی ترک نہیں کیا۔

اور تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ عاصم بن بهدلة

وهو ابن ابی النجود بنون وحیم الاسدی مولاهم الکوفی ابوبکر
المقرئ صدوق الخ ص ۱۵۹

ان اقوال سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوئی کہ عالم بن ابی النجود ائمہ
جرح و تعدیل کے نزدیک ثقہ ہے۔ لہذا ابن خلدون یا اختر کاشمیری کا عالم
کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہنا صحیح نہیں ہے۔

نیز یہ کہ عالم صحیحین یعنی بخاری و مسلم کے راوی بھی ہیں۔ اگرچہ بخاری و مسلم نے
ان سے مقرون بالغیر حدیثیں نقل کی ہیں لیکن پھر بھی اتنی بات تو ثابت ہوئی کہ
بخاری و مسلم نے ان کی روایتیں نقل کی ہیں۔ نیز سنن اربعہ میں بھی ان کی
روایتیں منقول ہیں۔ اور محی بھی ملحوظ رہے کہ یہ روایت ان روایات میں سے
ہے جن پر امام ابو داؤد نے سکوت کیا ہے۔ اور یہ قاعہ خود ابن خلدون نے
بھی نقل کیا ہے کہ ابو داؤد جس روایت پر سکوت کرے وہ قابل اعتبار ہوتی
ہے۔ لہذا لفظ ابی داؤد وسکت علیہ وقال فی رسالتہ
المشہورۃ انّ ما سکت علیہ فی کتابہ فہو صالح (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۲)
ابو داؤد نے اس روایت کے نقل کرنے کے بعد اس پر سکوت کیا ہے
اور ابو داؤد نے اپنے خط میں یہ کہا تھا کہ میں جس روایت پر سکوت کروں وہ
قابل اعتبار ہوگی۔ اور ترمذی نے اس روایت کو حسن اور صحیح کہا ہے۔

ملاحظہ ہو ترمذی کا باب ما جاء فی المحدثی اور مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۲
نیز مستذری نے تلخیص ابو داؤد میں، علامہ خطابی نے معالم السنن میں
اور امام ابن قیم نے تہذیب السنن میں اس روایت پر کوئی جرح نہیں کی
اور عون المعبود اور تحفۃ الاحوذی میں اس حدیث کو صحیح کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو
عون المعبود ص ۱۶ ج ۴۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک یہ روایت صحیح اور قابل اعتبار ہے۔ لہذا محدثین کے قول کا اعتبار ہو گا نہ کہ ابن خلدون اور ان کے مقلد کا شمیری صاحب کے قول کا کیونکہ لکل فن رجال مسلم قاعدہ ہے۔

(۳) تیسری روایت جس پر ابن خلدون نے جرح کی ہے حضرت علی بن ابی طالب کی وہ روایت ہے جس کو ہم باب اول میں نقل کر چکے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو لم یبق من الدھر الا یوم لبعث اللہ رجلاً من اهل بیتی یملاھا عدلاً کما ملئت جوراً (مقدمہ ابن خلدون ص ۲۳)

اس روایت میں ابن خلدون نے ایک راوی قطن بن خلیفہ پر کلام کیا ہے اور اس کی وجہ سے روایت کو ضعیف کہا ہے۔ راوی کا اصل نام قطن نہیں بلکہ فطر بن خلیفہ ہے۔ جیسے کہ ابوداؤد کے اصل نسخہ اور رجال کی کتابوں میں لکھا ہے۔ پتہ نہیں یہ ابن خلدون کی غلطی ہے یا کہ کاتب نے تصحیف کی ہے۔ اس طرح ابن خلدون کی تقلید میں اختر صاحب نے بھی غلط نقل کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اختر صاحب نے ابوداؤد کی اصل روایت کی طرف رجوع کی زحمت گوارا نہیں منرانی بلکہ ابن خلدون ہی پر اعتماد کیا (اگرچہ اختر صاحب نے اپنے پورے مضمون میں یہ ظاہر نہیں کیا ہے کہ ان کا مضمون ابن خلدون سے ماخوذ ہے لیکن ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ان کا پورا مضمون ابن خلدون کی اس فصل کا ترجمہ ہے) لیکن یہ راوی محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔

حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں صدوق ص ۲۷

یعنی سچے تھے۔ علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں: وثقة احمد وقال ابو حاتم صالح الحديث مثلاً ج ۳، امام احمدؒ توثیق کی ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اس کی حدیثیں صالح ہیں۔ ابن سعد نے کہا ہے ثقة ان شاء الله تعالى (میزان الاعتدال ص ۳۲۴ ج ۳) یعنی انشاء اللہ ثقہ ہے۔ اور ذہبیؒ نے امام احمدؒ سے یہ بھی نقل ہے کان فطر عند يحيى ثقةً۔ (میزان ص ۳۲۶ ج ۳) یعنی فطریہ کی کے نزدیک ثقہ تھے۔ اور عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے فطر کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ ثقة صالح الحديث الخ (میزان ص ۳۲۴ ج ۳) یعنی ثقہ اور صالح الحديث ہے اور صاحب عون المعبود لکھتے ہیں کہ وفي اسناد فطر بن خليفة الكوفي وثقه احمد ويحيى بن سعيد القطان ويحيى بن معين والنسائي والعجلي وابن سعد والنساجي وقال ابو حاتم صالح الحديث واخرج له البخاري فالحديث قوي۔

(عون المعبود شرح ابوداؤد ص ۳۱۸ ج ۴)

وكذا في ترجمان السنة ص ۳۸۵ ج ۴ یعنی اس حدیث کے سند میں فطر بن خلیفہ ہے، امام احمدؒ، یحییٰ بن سعید القطان، یحییٰ بن معین، نسائی، عجمی، ابن سعد اور نساجی نے ان کی توثیق کی ہے اور ابو حاتم نے صالح الحديث کہا ہے اور بخاری نے ان کی حدیثیں نقل کی ہیں پس یہ حدیث قوی ہے۔

تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے وہ سب اقوال نقل کئے ہیں جن کو ہم پہلے میزان وغیرہ کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں۔ اور عجمی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے وقال العجلي كوفي ثقة حسن الحديث وكان فيه تشيع قليل مثلاً ج ۸ عجمی نے کہا ہے کہ فطر کوفی ہے، ثقہ ہے

اور اچھے حدیث والے ہیں۔ اور ان میں تھوڑا سا تشیع تھا۔ اسی طرح حافظؒ نے امام نسائیؒ کا قول بھی نقل کیا ہے کہ وقال النسائي لا بأس به وقال في موضع آخر ثقة حافظ كينى۔ (تہذیب التہذیب ص ۳ ج ۸) کہ نسائیؒ نے کہا ہے کہ فطریں کوئی خرابی نہیں اور دوسری جگہ کہا کہ فطر ثقة حافظ اور ہوشیار ہے۔ نیز حافظ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ وقال ابو زرعة الدمشقي سمعت ابا نعيم يرفع من فطر ويوثقه ويذكر انه كان ثبتا في الحديث (تہذیب التہذیب ص ۳ ج ۸) یعنی ابو زرعة دمشقی کہتے ہیں کہ میں نے ابو نعیم کو سنا ہے کہ وہ فطر کو اونچا کر رہے تھے یعنی اس کی بڑائی بیان کر رہے تھے اور توثیق کر رہے تھے اور کہا کہ وہ حدیث میں تثبت والے ہیں۔

نیز حافظ نے لکھا ہے کہ وقال ابن عدی له احادیث صالحة عند الكوفيين وهو متمسك وارجوا انه لا بأس به ص ۳ ج ۸ ابن عدی نے کہا ہے کہ ان کی (فطری) کوفیوں کے ہاں احادیث اچھی ہیں اور ان سے دلیل پکڑی جاسکتی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

ان سب اقوال سے معلوم ہوا کہ جمہور محدثین کے نزدیک فطر بن خلیفہ ثقہ ہیں اور جن محدثین نے کچھ جرح کی ہے تو وہ تشیع کی بنا پر کی ہے۔ حالانکہ ان کی تشیع کی حقیقت صرف اتنی تھی کہ کان یقدم علیا علی عثمان (تہذیب التہذیب ص ۳ ج ۸) یعنی حضرت علیؑ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت میں مقدم سمجھتے تھے۔ اور میزان الامتدال میں ان کا یہ قول بھی نقل کیا ہے ما یسر فی ان مکان کل شعرة فی جسدی ملک

قیسبح اللہ لہجی اہل البیت ص ۳۶ ج ۳

یعنی مجھے محبت اہل بیت کے بدلے یہ پسند نہیں کہ میرے ہر مال کے بدلے ایک فرشتہ ہوتا اور تسبیح پڑھتا۔ یعنی ان کا تشیع صرف اتنا تھا کہ اہل بیت سے محبت رکھتے تھے جو ہر مسلمان کے نزدیک جزو ایمان ہے۔ اور حضرت علیؑ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت میں مقدم سمجھتے تھے جیسے کہ بعض اہل سنت سے بھی مروی ہے۔ مندرجہ ذیل بات سے تشیع بھی ثابت نہیں ہوتا ہے اور نہ یہ ضعف کے لئے وجہ بن سکتی ہے۔ جیسے کہ امام الجرح والتعديل علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال کے ابتدا میں لکھا ہے ان البدعة علی ضربین فبدعة صغری کفلو التشیع اور کالتشیع بلا غلو ولا تحرف فہذا کثیر فی التابعین وتابعیہم مع الدین والورع والصدق فلو رد حدیث هؤلاء لذهب جملة من الآثار النبویة وھذا مفسدة بیتہ ص ۵ ج ۱

یعنی بدعت دو قسم پر ہے ایک بدعت صغریٰ جیسے کہ تشیع غلو کیساتھ یا بغیر غلو اور تحریف کے، تو یہ تابعین اور تبع تابعین میں بہت تھا لیکن دینداری، تقویٰ اور سچائی کے ساتھ تو اگر ان کی حدیثیں رد کر دی جائیں تو احادیث نبوی کی ایک وافر مقدار رد ہو جائے گی اور یہ ظاہر افساد ہے۔

اس کے بعد علامہ ذہبیؒ نے ابان بن تغلب کی توثیق کی ہے جو کہ حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دیتا تھا۔ ملاحظہ ہو میزان ص ۱ ج ۱ تو معلوم ہوا کہ تشیع سے بھی عدالت ساقط نہیں ہوتی۔ نیز جب ابان حضرت علیؑ کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دے رہے ہیں اور پھر بھی ثقہ ہے تو فطر تو منہ حضرت علیؑ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دے رہے ہیں اور کوئی جرح بھی

بھی موجود نہیں ہے تو بطریق اولیٰ ثقہ ہوں گے۔

اس پوری بحث سے ثابت ہوا کہ یہ تیسری حدیث بھی صحیح ہے۔

(۴)

چوتھی حدیث جس پر مقدمہ میں ابن خلدون نے جرح کی ہے وہ حضرت علیؓ کی وہ روایت ہے جس کو ہم ابو داؤد کے حوالہ سے پہلے نقل کر چکے ہیں کہ
قال علی ونظر الی ابنہ الحسن ان ابی ہذا سیئہ کما ساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من صلبہ رجل یستی باسمہ نبیکم یشبہہ فی الخلق ولا یشبہہ فی الخلق یملا الارض عدلاً الخ ص ۳۱۳

اس روایت میں اختر صاحب نے عمرو بن ابی قیس پر جرح کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ رافضی تھے۔

عمرو بن ابی قیس کے متعلق حافظ ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے کہ صدوق لہ ادھامک ص ۲۱۱، یعنی سچے ہیں البتہ ان کے کچھ ادھام ہیں۔
اور تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ رے کے کچھ لوگ سفیان ثوریؒ کے پاس آئے اور کچھ حدیثوں کے متعلق ان سے پوچھا تو سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس ازرق موجود نہیں، اس سے مراد عمرو بن ابی قیس ص ۱۹ ج ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ سفیان ثوریؒ کو ان پر اعتماد تھا اور لوگوں کو حدیث کے متعلق ان سے رجوع کرنے کے لئے کہا کرتے تھے اور ابو داؤد کا یہ قول بھی تہذیب میں منقول ہے کہ لا بأس بہ۔

نیز حافظ نے لکھا ہے کہ وذكرہ ابن حبان فی الثقات ص ۱۲ ج ۸ یعنی ابن حبان نے عمرو بن ابی قیس کو ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے بھی ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ اور عثمان بن ابی شیبہؒ نے فرمایا کہ لا بأس بہ۔

اور بزار نے کہا ہے کہ مستقیم الحدیث تھے (تہذیب التہذیب ص ۹۷)۔
ان اقوال سے معلوم ہوا کہ عمرو بن ابی قیس محدثین کے ہاں بالاتفاق قابل اعتبار
ہیں۔

نوٹ : مقدمہ میں عمرو بن ابی قیس کے بجائے عمرو بن ابی قیس لکھا ہے شاید
یہ کاتب کی غلطی ہو۔

نیز جو جوابی مضمون اردو ڈائجسٹ میں چھپا اس میں بھی عمرو
بن قیس لکھا تھا، یہ بھی صحیح نہیں۔ ابو داؤد کے سب نسخوں میں نام عمرو بن ابی
قیس لکھا، عمرو بن قیس کے نام کے اسماء رجال کی کتابوں میں دو راوی ہیں لیکن وہ الگ
ہیں اس روایت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

نیز اس روایت میں ابن خلدون نے ہارون بن المغیرہ پر بھی جرح کی ہے
اور ابو داؤد سے نقل کیا ہے کہ ہارون شیعہ کی اولاد میں سے
تھے۔ (مقدمہ ص ۱۳۲) لیکن ہارون بن المغیرہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔
چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ ہارون بن المغیرہ بن
حکیم البجلی ثقہؒ ص ۳۶۲، یعنی ہارون ثقہ ہیں۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں وثقہ النسائی کہ نسائی نے ثقہ کہا ہے۔
میران الاعتدال ص ۲۸۷ ج ۴، اور لکھا ہے کہ قال ابو داؤد لا بأس
بہ ص ۲۸۷ ج ۴

اور حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے قال جریر لا علم
لهذا البلد اصح حدیثاً منہ (تہذیب التہذیب ص ۱۱)
کہ جریر نے کہا ہے میں ان سے زیادہ صحیح حدیث والا کوئی نہیں تھا اور نسائی
سے نقل کیا ہے کہ قال النسائی کتب عنه یحییٰ بن معین وقال

صندوق ملاح ۱۱، یعنی نائی نے کہا ہے کہ امام الجرح والتعديل
یحییٰ بن معین نے ان سے حدیث نقل کی ہے اور ان کو ثقہ کہا ہے اور ابو داؤد
نے شیعہ ہونے کے باوجود لا بائس بہ کہا ہے۔ اور امام احمد نے یحییٰ بن معین
سے نقل کیا ہے کہ شیخ صندوق ثقہ تہذیب ص ۱۳ ج ۱۱

ان سب اقوال سے معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک ہارون شیعہ ہونے
کے باوجود ثقہ ہیں۔ نفس شیعہ وجہ جرح نہیں بن سکتی۔ جیسا کہ آپ پہلے تفصیل
سے اس مسئلے پر محدثین کے اقوال ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اسی روایت میں ابن خلدون نے ابواسحق الشیبی پر کلام کیا ہے، لیکن
یہ ثقہ ہیں ان کا نام عمرو بن عبد اللہ ہے۔ حافظ ابن حجر نے ان کے متعلق تقریب
میں لکھا ہے کہ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور ثقہ و عابد ہیں۔ البتہ آخری عمر میں اختلاط
ہو گیا تھا ص ۲۱۔ علامہ ذہبی نے ان کے متعلق لکھا ہے من ائمة التابعین
بالكوفة و اثباتهم الا انه شاخ و نسی و لم يختلط (میزان ص ۳۷)
یعنی ابواسحق ائمہ تابعین اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں۔ البتہ بوڑھا ہونے کی وجہ سے
کچھ روایات بھول گئے تھے اور اختلاط نہیں ہوا تھا۔

اس عبارت میں علامہ ذہبی نے اختلاط کی بھی نفی کر دی۔ ابن خلدون
کا اس روایت پر ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ ابواسحق کی روایت حضرت علیؓ
سے منقطع ہے لیکن یہ بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال
میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں ان کی ولادت ہوئی تھی اور حضرت
علیؓ کو دیکھا تھا۔ الفاظ یہ ہیں و رأی علیاً و اسامة بن زید الخ (میزان ص ۳۷)
یعنی حضرت علیؓ و اسامہ کو دیکھا تھا۔ نیز یہ بخاری و مسلم کے راوی بھی ہیں جن کے
رواۃ کے متعلق خود ابن خلدون نے اپنے بحث کی ابتداء میں یہ قاعدہ بیان کیا

نہیں ہے اس لئے کہ ہارون کی یہ روایت ابو داؤد نے اصالتاً نقل نہیں کی ہے بلکہ ما قبل والی روایتوں کی تائید کے لئے اس کو لائے ہیں اس لئے یہ انقطاع مضر نہیں۔ نیز یہ کہ ابو داؤد کے سکوت کے بعد روایت پھر بھی درجہ حسن کی ہے

(۵) پانچویں روایت جس پر ابن خلدون نے مقدمہ میں کہام کیا ہے وہ بھی حضرت علیؓ کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحزب رجل من وراء النہر یقال له الحارث علی مقدمته رجل یقال له المصمور (مقدمہ) اس روایت پر اعتراض یہ ہے کہ اس میں ابو الحسن اور ہلال بن عمر مجہول ہیں۔ لیکن یہ اعتراض بھی صحیح نہیں۔ کیوں کہ ایک تو یہ روایت اصالتاً منقول نہیں بلکہ تائید کے لئے ہے۔ نیز ابو داؤد نے سکوت بھی کیا ہے۔ اور ہلال بن عمر و مجہول بھی نہیں۔ ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعديل میں لکھا ہے کہ ہلال بن عمرو سمع ابا بردۃ عن ابی موسیٰ مدنی عنہ یحییٰ بن سعید القطان سمعت ابی یقول ذلك ص ۹ یعنی ہلال بن عمرو نے ابو بردہ سے روایتیں سنی ہیں اور ہلال سے یحییٰ بن سعید القطان نے روایتیں نقل کی ہیں۔

نیز ابو الحسن بھی مجہول نہیں ہوگا اس لئے کہ مطرف بن طریف جیسا ثقہ آدمی اس سے نقل کرتا ہے جبکہ مطرف کے متعلق یہ مشہور ہے کہ انہوں نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ بقتل کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب ص ۱۰ ج ۱۰)

نوٹ: ابو داؤد کے نسخہ میں ابو الحسن کے بجائے حسن نام ہے۔

(۶) چھٹی روایت پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے جرح کی ہے

وہ ابوداؤد کی وہ روایت ہے جس کو ام سلمہ سے ہم پہلے نقل کر چکے ہیں
الفاظ یہ ہیں سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول المہدی
من ولد فاطمة الخ وكذا في المستدرک للحاکم مقدمہ ص ۳۱

اس روایت میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے علی بن نفیل پر ترجیح
کی ہے وہ صرف اسی روایت کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں۔ نیز ابن خلدون
نے لکھا ہے کہ ابو جعفر و عقیلی نے علی بن نفیل کی تضعیف کی ہے۔ لیکن یہ جرح
بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ محدثین کے نزدیک علی بن نفیل ثقہ اور قابل
اعتماد ہیں۔ حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ ابو الملیح الرقی
علی بن نفیل کی تعریف کیا کرتا تھا اور لکھا ہے کہ قال ابو حاتم لا بأس به

وذكره ابن حبان في الثقات (تہذیب التہذیب ص ۳۹۱ ج ۱)
ابو حاتم نے لکھا ہے کہ علی میں کوئی خرابی نہیں ہے اور ابن حبان نے ان کو ثقہ
راویوں میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے اگرچہ عقیلی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے
کہ احادیث مہدی میں اس کا کوئی متابع موجود نہیں ہے لیکن پھر خود اس کی
تردید کی ہے کہ وفي المہدی احادیث جیاد من غیر هذا الوجه۔

تہذیب التہذیب ص ۳۹۲ ج ۱۔ کہ ظہور مہدی کے بارے میں ان کی
احادیث کے علاوہ بھی جیت اور مضبوط احادیث مروی ہیں۔

حافظ کے اس قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہدی کی سب احادیث
ضعیف نہیں ہیں جیسے کہ ابن خلدون اور اختر صاحب کی رائے ہے بلکہ
جید اور قابل اعتماد احادیث بھی مروی ہیں۔ والله الموفق

اور حافظ ابن حجر تقریب میں ان کے متعلق لکھتے ہیں علی بن نفیل
النہدی الجزری لا بأس به ص ۲۳۹ یعنی علی بن نفیل میں کوئی خرابی نہیں

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ابو حاتم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ
لابأس به منّا ج ۳

اور کتاب الجرح والتعديل میں بھی ابن ابی حاتم نے خود کے ساتھ
ابو الملیح کا قول نقل کیا ہے جس کو تھذیب کے حوالے سے ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔
نیز اپنے والد ابو حاتم سے لابأس به کا قول بھی نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۲۲
ان اقوال سے معلوم ہوا کہ علی بن نفیل ثقہ ہے۔

(۴) ساتویں روایت جو ابن خلدون اور آخر صاحب کے ہاں مجروح ہے وہ
ہے جو ابو داؤد کے حوالے سے حضرت ام سلمہ سے پہلے ہم نقل کر چکے
ہیں۔ الفاظ یہ ہیں عن ام سلمة قال یكون اختلاف عند
موت خلیفة فیخرج رجلاً من اهل المدينة هارباً الى مكة
فیأتیہ ناس من اهل مكة فیخرجونه وهو كاره فیبالعونہ
بین الركن والمقام الخ مقدمہ ص ۳۱۲۔

اس حدیث پر ابن خلدون کو تو دو اعتراض ہیں ایک یہ کہ اس
روایت میں مہدی کے نام کی صراحت نہیں ہے اور دوسرا یہ کہ قتادہ
نے اس کو عن کے ساتھ نقل کیا ہے اور مدلس جس روایت کو عن کیساتھ
نقل کرے وہ قابل قبول نہیں ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۲
لیکن یہ دونوں اعتراض صحیح نہیں ہیں اس لئے کہ اگرچہ حدیث میں مہدی کے
نام کی صراحت نہیں لیکن صفات سب وہی مذکور ہیں جو دوسری احادیث
میں مہدی کے نام کی صراحت کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں۔ نیز حجتین کا اس
حدیث کو مہدی کے باب میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے مراد
حضرت مہدی ہی ہے۔ چنانچہ خود ابن خلدون لکھتے ہیں نحو ذکرہ

ابوداؤد فی ابوابہ ۲۱۳ مقدمہ۔ یعنی ہاں یہ تسلیم شدہ ہے کہ ابوداؤد نے اس کو مہدی کے ابواب میں ذکر کیا ہے۔

جہاں تک دو کے اعتراض کا تعلق ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے قتادہ کی ملاقات اور سماع ابوالخلیل سے ثابت ہے۔

حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ان کے اس تذہ میں صالح ابی الخلیل کا نام لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۳۵ ج ۸

نیز محدثین نے ان لوگوں کے نام الگ ذکر کئے ہیں کہ جن سے قتادہ نقل کرتے ہیں اور سماع ثابت نہیں ہے ان میں صالح ابی الخلیل کا نام نہیں ہے

بلکہ صالح ابی الخلیل کا نام ان لوگوں میں لکھا ہے جن سے قتادہ بلا واسطہ روایت کرتے ہیں ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۳۵ تا ص ۳۸ ج ۸ اور پھر جہاں

تہذیب التہذیب میں صالح کا تذکرہ کیا ہے تو ان کے شاگردوں میں قتادہ کا نام لکھا ہے کہ وعند عطاء بن ابی رباح وقادة وعثمان البقی الخ ص ۳۸ ج ۸

ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ قتادہ نے اس روایت میں تدلیس نہیں کی ہے لہذا تدلیس کا اعتراض غلط ہے۔ صالح ابی الخلیل کے بارے

میں اختر صاحب نے ایک دلچسپ اعتراض کیا ہے کہ یہ اپنے ساتھی کا نام لئے بغیر روایت کر رہے ہیں۔ اگر وہ اپنے ساتھی کا نام بھول گئے ہیں تو

حدیث کے الفاظ کیسے یاد رکھ گئے ہوں گے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اختر صاحب نے ابوداؤد کی طرف رجوع نہیں فرمایا کیونکہ یہ حدیث ابوداؤد میں تین سندوں

کے ساتھ منقول ہے اور آخری سند میں صالح ابی الخلیل اس روایت کو عبد اللہ بن الحارث سے نقل کرتے ہیں جس میں نام کی صراحت ہو گئی۔

ابن خلدون لکھتے ہیں ثم رواه ابوداؤد من رواية ابی الخلیل عن

عبد اللہ بن الحارث عن امّ سلمة فتيين بذلك المبهم
في الاسناد الاول ملكا مقدمه ابن خلدون -

کہ ابوداؤد نے پھر اس حدیث کو دوسری سند سے نقل کیا ہے
جس میں مبہم روایت کی وضاحت ہو گئی ہے کہ وہ عبد اللہ بن الحارث
ہے -

معلوم ہوتا ہے کہ اختر صاحب کی اپنے ماخذ پر بھی پوری نظر نہیں اور
یا انہوں نے جان بوجھ کر دھوکہ دینے کے لئے یہ مہمل بات لکھ دی -
اس روایت کے سب راوی صحیحین (بخاری و مسلم) کے ہیں -
ابن خلدون لکھتے ہیں کہ رجالہ رجال الصالحین لا مطعن فیہ
ولا مغز - مقدمہ ص ۳۱۲

اور عون المعبود شرح ابوداؤد میں بھی رواۃ کی پوری تفصیل
کے ساتھ ہی لکھا ہے - ملاحظہ ہو ص ۱۸۱ اور صاحب عون المعبود نے
قتادہ پر تدلیس کے الزام میں ابن خلدون کے اعتراض کو ذکر کر کے لکھا ہے
کہ فلا شك ان ابا داؤد يعلم تدلیس قتادة بل هو اعرف به هذه
القاعدة من ابن خلدون ومع ذلك سكت عنه ثم المنذري
وابن القيم ولم يتكلموا على هذه الحديث فعلم ان
عندهم علما بثبوت سماع قتادة من ابي الخليل لهذا
الحديث ص ۱۸۱ ج ۴ - یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ ابوداؤد کو
قتادہ کی تدلیس کا بھی علم تھا اور وہ اس قاعدہ پر کہ مدلس کا عنعنہ
قبول نہیں ابن خلدون سے بھی زیادہ عالم تھے لیکن باوجود اس کے
ابوداؤد نے پھر علامہ منذری نے اور ابن قیم نے اس حدیث پر سکوت کیا

ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک اس حدیث میں قتادہ کا سماع ابی الخلیل سے ثابت ہے اس لئے ان حضرات نے سکوت کیا۔ ورنہ یہ حضرات ہرگز سکوت نہ کرتے۔ نیز تھذیب التھذیب کے حوالہ سے آپ پہلے ملاحظہ فرما لیں کہ قتادہ کا لقا اور سماع ابی الخلیل سے ثابت ہے۔

(۸) روایت ۷ میں بھی وہی کلام ہے جو ماقبل والی روایت میں نقل کیا جا چکا ہے اس لئے کہ یہ روایت بھی اسی سند کے ساتھ حضرت ام سلمہؓ سے منقول ہے۔

(۹) روایت ۹ میں پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے کلام کیا ہے یہ وہ روایت ہے جو ابوداؤد اور مستدرک حاکم کے حوالے سے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔ الفاظ یہ ہیں عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی متی اجلی الجہۃ اتی الالف یملأ الارض قسطاً وعدلاً ما ملئت ظلماً وجوراً الخ۔ مقدمہ ص ۲۱۵

اس روایت میں ابن خلدون اور اختر صاحب کو عمران القطان پر اعتراض ہے کہ یہ خارجی تھے چنانچہ ابن خلدون نقل کرتے ہیں کہ کان حوریا مقدمہ ص ۲۱۵ اور اختر صاحب نے بھی یزید بن زریع کے حوالے سے ان کا خارجی ہونا نقل کیا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ بعض محدثین نے ان کو خارجی کہا ہے لیکن باوجود اس کے ان کی توثیق بھی کی ہے اور کہا کہ ان کی روایات قبول ہیں چنانچہ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ نے ان کے بارے میں

فرمایا ہے کہ ارجو ان یكون صالح الحديث۔ میزان الاعتدال ص ۳۱۶
 اور آخر میں لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے کان عمران القطان
 یری راہی الخوارج ولم یکن داعیۃ ص ۲۳ ج ۳ کہ خارجی تو تھے
 لیکن داعی نہیں تھے اور مبتدع جب داعی الی بدعتہ نہ ہو تو پھر اس کی
 روایت محدثین کے ہاں قبول ہوتی ہے چنانچہ حافظ ابن حجر لسان المیزان
 کے مقدمہ میں مبتدعین کی روایت کے قبول اور عدم قبول کے متعلق تین
 قول نقل کرتے ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر مبتدع اپنے مذہب کی طرف
 داعی ہو تو اس کی روایت قبول نہیں ہے لیکن اگر وہ داعی نہ ہو اور
 صادق بھی ہو تو اس کی روایت قبول ہوتی ہے۔ اسی بحث میں انہوں نے
 یزید بن ہارون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یکتب عن کل صاحب بدعة اذا لم
 یکن داعیۃ الخ ص ۱۱ اور پھر اسی تیسرے قول کے متعلق لکھتے ہیں واما
 التفصیل فهو الذی علیہ اکثر اهل الحديث بل نقل فیہ ابن حبان اجماعہم
 لسان المیزان ص ۱۱ کہ اس تفصیل والے قول کو اکثر محدثین نے اختیار کیا
 ہے بلکہ ابن حبان نے اس پر محدثین کا اجماع نقل کیا ہے اور پھر آگے
 لکھتے ہیں و ینبغی ان یقتد قولنا بقبول رواۃ المبتدع اذا کان صدوقا
 ولم یکن داعیۃ بشرط ان لا یكون الحديث الذی یحدث بہ
 مما یعضد بدعتہ ویشیدھا الخ ص ۱ ج ۱
 یعنی محدثین کا یہ قاعدہ کہ مبتدع جب صادق ہو اور داعی نہ ہو تو اس
 کی روایت قبول ہوتی ہے، اس قید کے ساتھ مقید ہے کہ وہ روایت
 ایسی نہ ہو جس سے اس کی بدعت کی تائید ہوتی ہو۔
 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مقدمہ فتح الملہم میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے

اور ابن حجر و سیوطی کے اقوال نقل کئے ہیں کہ غیر داعی مبتدع جب صادق ہو تو اس کی روایت قبول ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ فتح الملہم ص ۶۵ تا ص ۶۶ علامہ نووی تقریب میں لکھتے ہیں کہ وقیل یحتج بہ ان لو یکن داعیۃ الی بدعتہ ولا یحتج بہ ان کان داعیۃ و ہذا ہوا لظہر الاعدل وقول الکثیر والاکثر ص ۳۲ ج ۱ غیر داعی کی روایت سے دلیل پکڑی جا سکتی ہے اور داعی کی روایت سے نہیں اور یہی قول اعدل اور ظاہر اور اکثر محدثین کا ہے۔

۱۰ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مبتدع کے اندر جب تین صفات موجود ہوں تو اس کی روایت قبول کی جاتی ہے۔

(۱) جب وہ صادق ہو (۲) جب داعی نہ ہو (۳) جس روایت کو بیان کرتا ہو اس سے اس کی بدعت کی تائید نہ ہوتی ہو۔

اب اس قانون کے تحت جب ہم عمران القطان کو دیکھتے ہیں تو وہ صادق بھی ہے جیسے کہ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ صدوق ص ۱۲۲، اور داعی بھی نہیں تھا جیسے کہ ذہبی نے میزان میں ص ۳ ج ۳، اور ابن حجر نے تہذیب التہذیب ص ۱۳ ج ۱ میں یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے وَلَمْ یکن دَاعِیۃً۔ اور ظہور مہدی کی روایت سے خوارج کے کسی عقیدے کی تائید بھی نہیں ہوتی ہے۔ لہذا عمران القطان کی یہ روایت قابل قبول ہونی چاہئے۔

یہ تفصیل اس صورت میں تھی کہ جب عمران کو خارجی تسلیم کیا جائے جیسے کہ بعض محدثین کا قول ہے۔ لیکن بعض محدثین کہتے ہیں کہ یہ خارجی نہیں تھے۔ ان کے ایک فتویٰ کی وجہ سے لوگ انہیں خارجی سمجھ رہے ہیں جبکہ اس فتویٰ کا معروف

خارجی عقیدے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر تہذیب
 التہذیب میں یزید بن زریع کے اس قول کے بعد کہ کان حوریا (یعنی
 عمران خارجی تھے) لکھتے ہیں قلت فی قولہ حوریا نظر و لعلہ شہدۃ
 بہم ص ۱۳ ج ۸ کہ ان کو خارجی کہنا محل نظر ہے شاید کچھ محدثین کو غلط فہمی
 ہوئی ہے اس کے بعد حافظ نے غلط فہمی کا منشا واضح کیا ہے کہ جب ابراہیم اور
 محمدؐ نے منصور کے خلاف خروج کیا تھا تو عمران نے ان کے حق میں فتویٰ دیا تھا
 جس کی وجہ سے محدثین کو غلط فہمی ہوئی اور محدثین نے لکھا کہ کان یبری
 السیف علی اہل القبلة تہذیب ص ۱۳ ج ۸ یعنی اہل قبلہ کے قتل کو
 جائز جانتے تھے۔ حالانکہ ابراہیم کے خروج کا معروف خوارج کے ٹولے کے
 ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ چنانچہ حافظ لکھتے ہیں کہ لیس ہؤلاء من
 الحورۃ فی شییء تہذیب ص ۱۳ ج ۸ کہ ابراہیم اور اس کے ساتھیوں کا
 خوارج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ وہ تو اہل بیت میں سے تھے۔
 بہر حال اگر خارجی بھی تھے تو وصف خارجی ہونا وجہ جرح نہیں ہے اس لئے
 کہ خوارج تو سب سے زیادہ سچے تھے کیونکہ وہ کذب کو کفر سمجھتے تھے اس لئے
 محدثین کا قول ہے کہ لیس فی اہل الاہواء اصح حدیثا من
 الخوارج۔ میزان ص ۱۳ ج ۳ کہ اہل بدع میں خوارج سے زیادہ
 صحیح حدیث والے کوئی نہیں تھے۔ امام بخاری، ساجی، عقلی، ابن شاہین
 وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۱۳ ج ۸

(۱۰) دسویں حدیث جس پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے کلام کیا
 ہے وہ ہے جو ترمذی، حاکم اور ابن ماجہ نے ابوسعید خدریؓ سے نقل کی
 ہے عن ابی سعید الخدری قال خشینا ان یکون بعض شیء

حدث فساء لنا بنی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فی امتی المہدی یدخرج ویعیش خمساً او سبعا او تسعاً الخ مقدمہ ۲۱۵
 اس روایت میں ان حضرات نے زید العمی پر جرح کی ہے۔ زید العمی کو اگرچہ بعض محدثین نے ضعیف کہا ہے لیکن کچھ محدثین نے توثیق بھی کی ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے عبد اللہ بن احمد سے ان کے والد امام احمد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صالح و ہوفوق یزید البرقاشی تہذیب التہذیب ص ۲۸ ج ۳ کہ یزید رقاشی سے اوپے درجے کے ہیں اور صالح ہیں۔ یحییٰ بن معین کا بھی ایک قول توثیق کا ہے ملاحظہ ہو تہذیب ص ۲۸ ج ۳ (میزان الاعتدال ص ۱۰۲ ج ۲)

ابوداؤد سے ان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا مَا سَمِعْتُ الْآخِیْرَ یعنی میں نے ان کے بارے میں اچھا ہی سنا ہے (تہذیب ص ۲۸ ج ۳)
 دارقطنی نے بھی صالح کہا ہے ص ۲۸ ج ۳ تہذیب و کذا قال ابوبکر البزار صالح تہذیب ص ۲۸ ج ۳
 ان اقوال سے معلوم ہوا کہ زید العمی متفق علیہ ضعیف نہیں اور نہ بالکل بے حقیقت ہیں جیسے کہ اختر صاحب کا ارشاد ہے۔ بلکہ کئی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

نیز یہ کہ ابوسعید خدریؓ کی یہ روایت صرف زید عمی کی سند سے نہیں بلکہ یہ حدیث متعدد سندوں سے منقول ہے جیسے کہ خود ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اس روایت کو حاکم نے بھی کئی سندوں سے ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا ہے۔ حاکم کی ایک روایت میں ابوالصدیق ناجی سے نقل کرنے والے سلیمان بن عبید ہے جن کو ابن حبان نے ثقافت میں ذکر کیا ہے۔ دوسری سند میں ابوالصدیق ناجی سے نقل کرنے والے مطر الوراق اور ابوہارون العبدی ہیں تیسری سند

میں ابوالصدیق سے نقل کرنے والے عوف الاعرابی ہیں۔

طبرانی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ طبرانی کی سند میں ابو
الصدیق الناجی سے نقل کرنے والے ابو الواسل عبد الحمید بن واصل ہیں، جن کو
ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۶

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس روایت کی نقل میں زید العمی ابوالصدیق
الناجی سے متفرد نہیں ہیں بلکہ مستدرک حاکم میں ان کے متابع سلیمان بن عبید
مطر الوراق، ابو ہارون العبدی، عوف الاعرابی اور طبرانی میں عبد الحمید بن
واصل موجود ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زید العمی کی تضعیف سے روایت
پر کچھ بھی اثر نہیں پڑتا ہے اس لئے کہ روایت کرنے میں وہ متفرد نہیں ہیں۔
نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ روایت درحقیقت مسلم کی اس روایت کی شرح
ہے جو باب اول میں ہم مسلم کے حوالے سے ابو سعید خدریؓ سے نقل کر چکے ہیں جس
کے الفاظ یہ ہیں عن ابی سعید قال من خلفا ثم خلیفة یحشا المال
حتواً اور دوسری روایت میں ہے کہ یكون فی آخر الزمان خلیفة یتقسم
المال ولا یعدہ ملاحظہ ہو مسلم کتاب الفتن ص ۳۵۵ ج ۲

جریری نے جب اس روایت کے بیان کے بعد ابو نصرہ اور ابو الاحلا
سے پوچھا کہ کیا اس سے مراد عمر بن عبد العزیز ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں
اور یہی روایت مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے بھی مروی ہے۔
جب مسلم اور سنن کی روایتوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں
روایتیں ایک ہیں۔ البتہ سنن اور مستدرک کی روایتیں تفصیلی ہیں اور مسلم
..... کی روایت اجمالی ہے تو معلوم ہوا کہ نفس روایت ثابت ہے

اگرچہ ابن خلدون نے اس کا انکار کیا ہے۔ کہ یہ حدیثیں مسلم والی احادیث
 کی تفسیر نہیں ہیں۔ لکھتے ہیں واحادیث مسلم لم یقع فیہا ذکر
 المہدی ولا دلیل یقوم علی انہ المراد منها۔ مقدمہ ص ۳۱۶ کہ مسلم
 کی احادیث میں مہدی کا ذکر نہیں ہے اور نہ کوئی دلیل اس پر قائم
 ہے کہ مہدی ہی ان احادیث سے مراد ہیں لیکن محدثین نے ابن خلدون
 کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوداؤد، ترمذی والی
 احادیث مسلم کی ان مجمل احادیث کی تفسیر ہیں بخانجہ علامہ ابی مالکی
 اکمال الکمال المعلم شرح مسلم میں لکھتے ہیں قیل ان ہذا الخلیفۃ ہو عمر
 بن عبد العزیز ولا یصح اذ لیست فیہ تلك الصفات و ذکر
 الترمذی و ابوداؤد (وکذا الحاکم) ہذا الخلیفۃ و سُمّیَہ بالمہدی
 وفي الترمذی لا تقوم الساعة حتی یملك العرب رجلاً من اهل
 بیتی یواطئ اسمہ اسمی وقال حدیث حسن وزاد ابوداؤد یملاؤ
 الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً ومن حدیث ابی سعید
 وقال خشینا ان یكون بعد نبینا حدث فسالناہ فقال یمخرج من
 امتی المہدی یعیش خمساً و سبعا و تسعاً زید الشاک
 قال قلنا وما ذالک یا رسول اللہ قال سنین قال یجئ الیہ الرجل
 فیقول یا مہدی اعطنی یا مہدی اعطنی قال فیبحثی لہ فی
 ثوبہ ما استطاع ان یجملہ قال حدیث حسن وفي ابی داؤد
 المہدی من امتی اجلی الجبہۃ اتنی الالف یملاؤ الارض قسطاً
 وعدلاً کما ملئت جوراً یملك سبع سنین فہذاہ اخبار صحیحۃ
 مشہورۃ تدل علی خروج ہذا الخلیفۃ الصالح فی آخر الزمان وهو

و هو منتظرٌ اذ لم يوجد من كملت فيم تلك الصفات التي
تضمنها تلك الاحاديث قلت وقال ابن العربي ولا خلاف انه
سيكون وليس المهدي المتقدم (ص ۲۵۳ ج ۲) اعمال اعمال المعلم
شرح صحيح مسلم.

یعنی کہا گیا ہے کہ ان احادیث میں (یعنی مسلم والی احادیث میں جو خلیفہ
مذکور ہے یہ عمر بن عبد العزیز ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ صفات حضرت
عمر بن عبد العزیز میں موجود نہیں تھیں ترمذی، ابو داؤد نے اس خلیفہ کا
ذکر مہدی کے نام سے کیا ہے چنانچہ ترمذی میں منقول ہے کہ قیامت اس
وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میکہ اہل بیت میں سے ایک آدمی
عرب کا بادشاہ بن جائے جس کا نام میکہ نام پر ہوگا اس حدیث کو ترمذی
نے حسن کہا ہے اور ابو داؤد میں اس روایت کے ساتھ یہ الفاظ بھی زائد
ہیں کہ وہ خلیفہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ جسے کہ وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی
اور ابوسعید خدری کی روایت میں ہے کہ ہم ڈر گئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد کوئی واقعہ پیش نہ آئے تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ
نے فرمایا کہ میری امت میں سے مہدی نکلیں گے خلافت کے بعد یا نو یا پنج
سال یا سات سال یا نو سال رہیں گے اس حدیث کے راوی زید کوشک
ہوا کہ کونسا عدد ذکر کیا تھا ہم نے پوچھا کہ اس عدد سے کیا مراد ہے تو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سال مراد ہیں پھر فرمایا کہ مہدی کے پاس آدمی آئے
گھا کھجے گا کہ اے مہدی مجھے مال دے دے تو پاتھ بھر بھر کر اس کو کپڑے میں اتنا
دیں گے جتنا کہ وہ اٹھا سکے گا ابو داؤد نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور ابو داؤد
میں ہے کہ مہدی میری امت میں سے ہوگا۔ کھلی پیشانی والا اور نیچی ناک والا

زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی سائیت سال تک بادشاہ رہے گا یہ سب احادیث صحیح اور مشہور ہیں جو ولایت کرتی ہیں کہ اس صالح خلیفہ کا ظہور آخر زمانے میں ہوگا اس لئے کہ اب تک کوئی ایسا آدمی نہیں آیا جس میں ان احادیث میں مذکورہ صفات مکمل طور پر موجود ہوتی ہوں ابن عربی نے کہا کہ اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں کہ مہدی آئندہ آئے گا اور پہلے مہدی کے نام سے جو خلیفہ گزرا ہے وہ مراد نہیں ہے اسی قسم کی عبارت ان الفاظ کے ساتھ مسلم کی دوسری شرح مکمل الکمال الکمال للسنوسی میں ہے ملا حظہ ہو ص ۲۵۳ ج ۷۔

شارحین مسلم کی ان عبارتوں سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں ① ایک کہ ابو داؤد ترمذی و مستدرک حاکم کی روایتیں مسلم والی روایتوں کی شرح اور تفصیل یہ ② دوسری بات یہ کہ مسلم والی احادیث سے مراد مہدی ہیں اگرچہ ان کے نام کی صراحت نہیں ہے ③ تیسری بات یہ کہ وہ آئندہ آئیں گے ④ چوتھی بات یہ کہ ابو داؤد اور ترمذی کی یہ احادیث جن مہدی کا ذکر ہے صحیح اور مشہور ہیں واللہ الموفق

اس پوری تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ ابو داؤد کی روایت جس کی سند میں زید العمی تھے بے حقیقت اور ساقط نہیں ہے جیسا کہ ابن خلدون اور آخر صاحب کی رائے ہے۔

اس روایت میں اور آنے والی کچھ روایتوں میں آخر صاحب نے ابو الصدیق افلاجی پر بھی جرح کی ہے لکھتے ہیں کہ ان کی روایت کو ائمہ حدیث نے رد کیا ہے ان کا پورا نام بکر بن عمرو المعافری ہے۔

لیکن آخر صاحب کی یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں نہ تو ابو الصدیق بکر

بن عمرو معافری ہیں جیسے کہ اختر صاحب کا ارشاد ہے بلکہ ان کا نام بکر بن عمرو الناجی ہے اور بعض محدثین نے بکر بن قیس نام ذکر کیا ہے۔ یہ الگ ہیں اور بکر بن عمرو معافری الگ ہیں اسماء رجال کی کتابوں میں دونوں الگ الگ مذکور ہیں اختر صاحب نے محنت کی زحمت گوارا نہیں فرمائی ورنہ یہ مغالطہ پیش آتا حافظ ابن حجر تقریب التہذیب کے باب الکئی میں لکھتے ہیں کہ ابو الصدیق بتشديد الدال المكسورة هو بکر بن عمرو الناجی بالنون والجيم ص ۴۱۲ تقریب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ بکر بن عمرو وقيل ابن قيس ابو الصديق الناجی بالنون والجيم بصرى ثقة ص ۴۱۲ تقریب میں حافظ نے ان کے نام سے پہلے بکر بن عمرو معافری کا ذکر الگ کیا گیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ مذکورہ معافری مصری ہے اور ابو الصديق بصری ہے نیز ابو الصديق صحاح سنہ کے راوی ہیں حافظ نے ان کے نام پر "ع" کی علامت بنائی ہے۔ تہذیب التہذیب میں بھی حافظ ابن حجر نے دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۴۸۵ و ص ۴۸۶ ج ۱۔

ابو الصديق کے بارے میں تہذیب میں لکھا ہے کہ قال ابن معين و ابو ذرعه والنسائي ثقة و ذكره ابن حبان في الثقات ص ۴۸۶ ج ۱ یعنی ابن معين ابو ذرعه اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح کتاب الجرح والتعديل میں ابن ابی حاتم نے دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے اور ابو الصديق کے بارے میں یحییٰ ابن معين اور ابو ذرعه سے توثیق کے اقوال نقل کیے ہیں ملاحظہ ہو ص ۳۹ ج ۲

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ بکر بن عمرو معافری الگ آدمی ہیں جن پر بعض محدثین نے جرح کی ہے اور بکر بن عمرو ناجی الگ آدمی ہے جو متفق

علیہ ثقہ ہیں کسی نے بھی ان پر جرح نہیں کی ہے
 (۱۱) گیارہویں روایت جس پر اختر صاحب نے کلام کیا ہے وہ بھی
 ابوسعید خدری کی مستدرک حاکم کی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عن ابی
 سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم
 الساعة حتی تملأ الارض جوراً وظلماً وعدواناً ثم یخرج من
 اهل بیتی رجلٌ یملاها قسطاً وعدلاً الخ اس روایت پر ابن خلدو
 نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ۳۱۶ لیکن اختر صاحب نے
 اس روایت میں ابوالصدیق الناجی پر کلام کیا ہے جس کا جواب اس
 ماقبل والی حدیث کے ضمن میں گذر چکا ہے۔ حاکم نے اس روایت کو
 علی شرط الصحیحین کہا ہے وکذا الذہبی۔

(۱۲) بارہویں روایت جس پر کلام کیا گیا ہے وہ بھی مستدرک
 حاکم کی ابوسعید خدری کی روایت ہے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں عن ابی
 سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج فی
 آخر امتی المہدی الخ اس روایت کو حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے اس کے
 سب راوی صحیحین کے ہیں سوائے سلیمان بن عبید کے لیکن سلیمان بن عبید بھی ثقہ
 ہیں ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۶

(۱۳) تیرہویں روایت جس پر اختر صاحب نے جرح کی ہے وہ مستدرک
 حاکم کی ابوسعید خدری کی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ عن ابی سعید
 الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تملأ الارض جوراً وظلماً
 فیخرج رجلٌ من هنزق فیملک سبعاً او تسعاً الخ اس روایت میں ابو
 ہارون عبدی پر بھی کلام کیا گیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ۳۱۶ لیکن ہارون عبدی کی

تضعیف کی وجہ سے روایت پر ضعف کا حکم صحیح ہے۔ اسلئے کہ ابو ہارون عبدی کیساتھ اس روایت کو ابو الصدیق ناجی سے مطر الوراق بھی نقل کرتے ہیں جو ثقہ ہے حافظ ابن حجر تقریب میں ان کے متعلق لکھتے ہیں صدوق ص ۳۳۸ نیز مسلم کے راوی بھی ہیں علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ مطر من رجال مسلم حسن الحديث (میزان الاعتدال ص ۱۲۴) کہ مطر الوراق مسلم کے راوی ہیں اور اچھے حدیث والے ہیں یہ روایت مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ابو حاتم نے ان کو صالح الحدیث اور ابن حبان ثقہ کہا ہے بخاری میں بھی تعلیقاً انکی روایت ہے ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۱۶۸ ج ۱۰ خلیفہ نے کہا کہ لا بأس به عجلی نے کہا کہ کہ یصی صدوق وقال مرة لا بأس به وقال ابو بکر البزار لا بأس به یزید زار کا قول ہے کہ لا نعلم احداً ترك حديثه وقال الساجی صدوق ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۱۶۹ ج ۱۰۔ یحییٰ بن معین، البزرعہ، ابو حاتم، سبک صالح کہا ہے ملاحظہ ہو کتاب الجرح والتعديل ص ۲۸ ج ۸۔

اسی روایت میں ابن خلدون نے اسد بن موسیٰ پر بھی جرح کی ہے حالانکہ وہ محدثین کے نزدیک ثقہ اور قوی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ صدوق (تقریب ص ۳) بخاری، ابوداؤد، سنن نسائی کے راوی ہیں، علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ قال النسائی ثقة وقال البخاری هو مشہور الحدیث وقد استشهد به البخاری واحتج به النسائی وابوداؤد وما علمت به بأساً (میزان ص ۲ ج ۱) ابن حزم نے انکی تضعیف کی ہے جس کے متعلق علامہ ذہبی نے لکھا ہے وهذا تضعیف مردود (میزان ص ۲ ج ۱) کہ ابن حزم کی تضعیف مردود ہے اور اسد بن موسیٰ ثقہ ہیں ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بخاری نسائی ابن یونس ابن قانع، عجل، بزار، ابن حبان وغیرہ سے ان کی توثیق نقل کی ہے ملاحظہ ہو ص ۲۶ ج ۱۔ اس تفصیل سے ثابت ہو کہ ابو ہارون

العبدی کی وجہ سے یہ روایت ضعیف نہیں ہے۔

(۱۴)

چودھویں روایت جس پر ابن خلدون وغیرہ نے کلام کیا ہے وہ بھی حضرت ابوسعید خدریؓ نے روایت کی، جس کو امام طبرانی نے معجم الاوسط میں نقل کیا ہے الفاظ یہ ہیں عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ینخرج رجلٌ من امتی یقول بسنتی ینزل اللہ عز وجلّ له القطر من السماء وتخرج الارض برکتها وتتلأ الارض منه قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً یعمل علی هذه الامّة سبع سنین و ینزل علی بیت المقدس۔ اس روایت کی سند میں حسن بن یزید اور ابو الواصل پر کلام کیا ہے۔ لیکن ان دونوں کو ابن حبّان نے ثقات میں ذکر کیا ہے (مقدمہ ابن خلدون ص ۲۱۴) لہذا یہ روایت بھی قوی ہے نیز یہ کہ ثانیہ والی روایتیں بھی تائید میں موجود ہیں۔ نیز حسن بن یزید کو حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں ثقہ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۳۲۸ ج ۲

اس روایت پر اختر صاحب نے عقلی اعتراض بھی کیا ہے لکھتے ہیں کہ ہم مضمون حدیث کے بارے میں ایک اور طرح بھی سوچنے پر مجبور ہیں اس حدیث میں ظہور مہدی کی خوشخبری تو موجود ہے لیکن اس کے ساتھ ہی بیت المقدس مسلمانوں کے پاس نہ ہونے کی بدشگونی بھی جھانک رہی ہے اب اگر اس روایت کو درست مان لیا جائے تو عالم اسلام کے تن آسان مسلمان کیوں نہ یہ کہہ کر جہاں دے سے جی چرائیں کہ بیت المقدس کے لئے ہماری کوشش ہی عبت ہے کیوں کہ یہ تو امام مہدی فتح کریں گے خدا کے رسول کا فرمان تو غلط نہیں ہو سکتا۔ ان سادہ دل مسلمانوں کو تو معلوم نہیں کہ یہ خدا کے رسول کا فرمان بھی ہے کہ نہیں۔

لیکن اختر صاحب کی یہ بات بوجہ صحیح نہیں ① ایک تو اس لئے کہ روایت

کے الفاظ آپ کے سامنے ہیں اس میں فتح کا کوئی ذکر نہیں وینزل علی بیت المقدس کا لفظ ہے جس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ وہ بیت المقدس جائیں گے (۲) نیز حدیث میں اس کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے کہ مسلمان تن آسانی اختیار کر کے بیٹھ جائیں اور فتح بیت المقدس کے لئے جہاد نہ کریں آجکل پورا عالم اسلام ویسے ہی تن آسانی میں مبتلا ہے پورے عالم اسلام میں دس فیصد بھی مسلمان ایسے نہیں ہوں گے کہ جن کو اس حدیث کا علم ہو یا اس حدیث نے ان کو جہاد سے روکا ہو بلکہ حدیث میں جو فتح بیت المقدس کا اشارہ ہے ممکن ہے اس سے مسلمانوں کی موجودہ یاس شاید اسکی بدل جائے کیوں کہ موجودہ دور کا مسلمان اگرچہ زبانی اقرار نہ کرے لیکن عملاً ہم سب یہود کو ناقابلِ تسخیر اور مافوق الفطرت مخلوق مانتے ہیں اس لئے مقبوضہ علاقوں کے لئے حربی کوشش سے کنہا کش ہو گئے ہیں کبھی مذاکرات کئے جاتے ہیں اور کبھی عالمی اداروں کے دروازوں پر دھاتی دیتے ہیں حالانکہ ان اداروں نے ہمیشہ مسلم دشمنی کا ثبوت پیش کیا ہے بلکہ اب تو کئی مسلم ممالک اسرائیل کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔

اس حدیث سے شاید مسلمانوں کے دلوں میں یہ امید پیدا ہو جائے کہ اگر ہم میں مہدی جیسا ایمان پیدا ہو تو ہم بھی بیت المقدس کو حاصل کر سکتے ہیں۔ (۱۵) پندرہویں روایت جس پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے کلام کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عن عبد اللہ بن مسعود قال بنیّا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل فتیۃ من بنی ہاشم فلما رأہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرفت عیناہ وتغیر لونه قال فقلت ما نزال نری فی وجہک شیئاً نکرہہ فقال انا اهل البيت اختار الله لنا الآخرة على الدنيا الخ۔

اس روایت میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے یزید بن ابی زیاد پر کلام کیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱ یزید بن ابی زیاد پر اگرچہ بعض محدثین نے جرح کی ہے اور اس روایت کو ناقابل اعتبار بتایا ہے لیکن یہ روایت ثابت ہے باب اول میں حدیث نمبر ۴۸ کے تحت اس کی پوری بحث گزر چکی ہے۔ اس قسم کی روایت منتخب کنز العمال میں مسند احمد اور مستدرک کے حوالے سے حضرت ثوبانؓ نے نقل کی ہے ملاحظہ ہو ص ۲۹ ج ۶ علی ہامش مسند احمد اور مستدرک حاکم مسند احمد وغیرہ کے بارے میں منتخب کنز العمال کے اول میں یہ لکھا ہے کہ ما فی الکذب الخمسة خم حب ک ض صحیح فالعز والیہا معلم بالصحة سوى ما فی المستدرک من المتعقب فانبه عليه ص ۹ ج ۱ علی ہامش مسند احمد۔ یعنی ان پانچ کتابوں میں جو حدیثیں ہیں وہ صحیح ہیں پس ان کتابوں کی طرف کسی حدیث کا منسوب ہونا اس حدیث کی صحت کی علامت ہوگی۔ ہاں مستدرک کی وہ بعض روایتیں کہ جن پر محدثین نے تنقید کی ہے اس پر تنبیہ کروں گا۔ ان پانچ کتابوں سے مراد بخاری مسلم صحیح ابن حبان مستدرک اور مختارہ ضیاء مقبسی ہیں۔ اب مستدرک کی اس روایت پر منتخب کنز العمال میں کوئی تنبیہ نہیں کی گئی ہے لہذا یہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہے۔ نیز یہ روایت مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے حدثنا وکیع عن الاعش عن سالم عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم رايات السود قد جاءت من قبل خراسان فاستوها فان فيها خليفة الله المهدى (ص ۵ ج ۵) اس روایت کے رواۃ سب ثقہ اور عادل ہیں تفصیل باب اول میں حدیث نمبر ۴۸ کے تحت گزر چکی ہے نیز مستدرک میں یہ روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی مروی ہے ملاحظہ ہو مستدرک ص ۲۵ ج ۴۔

بہر حال اس تفصیل سے اتنی بات ضرور ثابت ہوئی ہے کہ آیات سود کی روایت بے اصل نہیں ہے نیز یزید بن ابی زیاد کی توثیق بھی کی گئی ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں یعقوب بن سفیان سے نقل کیا ہے کہ

یزید وان كانوا ينكلمون فيه لتغيره فهو على العدالة والتفة ^{ص ۳۳۱ ج ۱۱}
یعنی یزید پر اگرچہ تغیر کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے لیکن وہ عادل اور ثقہ ہیں

ابن شاہین نے ثقات میں شمار کیا ہے۔ احمد بن صالح مصری نے ثقہ کہا ہے۔

اور کہا ہے کہ ولا یجوزنی قول من تکلم فیہ (تہذیب ^{ص ۳۳۱ ج ۱۱}) کہ یزید پر

کلام کرنے والوں کا قول مجھے پسند نہیں ہے۔ ابن سعد نے کہا ہے کہ کان ثقہ

(تہذیب ^{ص ۳۳۱ ج ۱۱}) کہ یزید ثقہ تھے امام مسلم نے ان کو طبقہ ثالثہ کے راویوں

میں شمار کیا ہے اور ان سے روایتیں نقل کی ہیں (تہذیب ^{ص ۳۳۱ ج ۱۱})

سولہویں روایت جس پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے کلام کیا

(۱۶)

ہے وہ حفصہ بن علیؓ کی ابن ماجہ والی روایت ہے جس کو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں

الفاظ یہ ہیں کہ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدي منا

اهل البيت الخ اس روایت میں ابن خلدون نے یاسین العجلی پر کلام کیا

ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ^{ص ۳۱۸} لیکن یاسین العجلی پر کسی محدث نے جرح نہیں کی

ہے حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ لا بأس به (ص ^{۳۴۳}) تہذیب

التہذیب میں یحییٰ بن معین سے منقول ہے کہ لا بأس به اور اسحق بن منصور

نے ان کے متعلق یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے صالح ابو ذر ع سے منقول ہے کہ لا بأس

به ^{ص ۱۴۳ ج ۱۱} اور تہذیب ہی میں ہے کہ سفیان ثوری اس حدیث کے متعلق ان سے

پوچھتے تھے ^{ص ۱۴۳ ج ۱۱} اور یہ حدیث بھی قوی ہے جن محدثین نے اس حدیث کی تضعیف

کی ہے ان کو غلط فہمی ہوئی ہے انہوں نے اس یاسین ابن شیبان العجلی کو یاسین

بن معاذ زیات سمجھ کر حدیث کی تضعیف کی ہے حالانکہ وہ دوسرا آدمی ہے حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ وقع فی سنن ابی ماجہ عن یاسین غیر منسوب فظنہ بعض الحفاظ المتأخرین یاسین بن معاذ الزیات فضعف الحدیث بہ فلم یصنع شیئاً (ص ۱۴ ج ۱۱) کہ سنن ابن ماجہ کی سند میں یاسین کا نام بغیر کسی نسبت کے ذکر ہو گیا تو بعض متأخرین حفاظ نے اس کو یاسین بن معاذ زیات سمجھ کر حدیث کو ضعیف کہا لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے غلط فہمی کی وجہ سے کی ہے جو صحیح نہیں یہ روایت صحیح ہے۔

(۱۴) اس حدیث کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں : عن علیؑ انہ قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم أمیناً المہدی امر من غیرنا یا رسول اللہ فقال بل منا الخ یہ حدیث امام طبرانی کی معجم اوسط کے حوالے سے مقدمہ ابن خلدون میں ص ۳۱۸ پر منقول ہے اس میں ابن خلدون اور اختر صاحب ابن لہیعہ پر جرح کی ہے۔ ابن لہیعہ کا نام عبداللہ بن لہیعہ ہے محدثین نے ان پر کافی کلام کیا ہے مگر ان کا واقعہ یہ ہے کہ ۱۶۹ھ میں ان کی مرویات کی کتابیں جل گئی تھیں جس کی وجہ سے اس کے بعد یہ یاد سے روایتیں بیان کرتے تھے تو کچھ خلط واقع ہو جاتا تھا۔ میزان الاعتدال ص ۴۷ ج ۲ اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ سن ۱۶۹ھ میں جل گئیں۔ بہر حال اس واقعے کے بعد ان کی روایتوں میں خلط واقع ہوا تھا جس کی وجہ سے محدثین نے ان پر کلام کیا ہے اور ایک واقعہ دوسرا بھی ایسا پیش آیا تھا کہ جس کی وجہ سے ان کے دماغ پر کچھ اثر ہوا تھا چنانچہ میزان الاعتدال میں علامہ ذہبیؒ نے عثمان بن صالح کا قول نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کی نماز کے بعد گدھے پر سوار ہو کر گھر جا رہے تھے کہ راستے میں گر پڑے جس کی وجہ سے ان کے

دماغ پر چوٹ آئی تو کچھ حافظ کمزور ہو گیا ورنہ فی نفسه صادق اور ثقہ تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن لہیعۃ ابن عقبۃ الحضرمی ابو عبد الرحمن المصری القاضی صدوق خلط بعد احتراق کتبہ الخ (ص ۱۸۶) کہ یہ صادق اور سچے ہیں البتہ کتابیں جل جائے گی بعد روایتوں میں خلط واقع ہوا تھا یعنی فی نفسه صادق ہیں اور مسلم ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ کے راوی ہیں (تقریب التہذیب ص ۱۸۶) چنانچہ احمد بن صالح ابن وہب وغیرہ نے مطلقاً توثیق کی ہے ملاحظہ ہو میزان الاعتدال ص ۴۶ ج ۲ و ص ۴۷ ج ۲۔ اور خود ذہبی کا قول ہے کہ کامل صدوق (میزان الاعتدال ص ۴۸ ج ۲) معتدل بات دہی ہے جو کہ حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مظاہر نے فرمائی ہے کہ ابن لہعیہ اگرچہ ضعیف ہیں لیکن پھر بھی ان کی احادیث کو استنباداً پیش کیا جاسکتا ہے۔ (درس ترمذی ص ۱۹۸ ج ۱) کچھ محدثین نے کتابیں جلنے سے پہلے کی روایات کو قبول کیا ہے اور بعد والی کو ضعیف کہا ہے اور کچھ نے خاص شاگردوں کی روایات کو قبول کیا ہے تفصیل اسماء رجال کی کتابوں میں موجود ہے لیکن بہر حال محدثین اس پر متفق ہیں کہ بالکل ساقط الاعتبار نہیں ہیں اس لئے تو امام مسلم نے انکی روایتیں استنباداً نقل کی ہیں۔

ابن خلدون نے اس حدیث کے ایک دوسرے راوی عمرو بن جابر الحضرمی پر بھی جرح کی ہے لیکن عمرو بن جابر کی توثیق بھی کی گئی ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ سألت ابی عن عمرو بن جابر الحضرمی فقال عنده نحو عشرين حديثاً هو صالح الحديث (كتاب الجرح والتعديل ص ۲۲۴ ج ۶) کہ میں نے اپنے والد ابو حاتم سے عمرو بن جابر کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ تقریباً بیس حدیثیں نقل کرتے ہیں اور صالح الحدیث ہیں۔ علامہ ذہبی نے بھی میزان الاعتدال

میں عمرو بن جابر کے ترجمہ کے آخر میں ابو حاتم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صالح الحدیث
لہ نحو عشرين حديثاً (ص ۲۵ ج ۲) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ذہبی کی رائے
بھی یہی ہے۔ اسی طرح حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں کئی محدثین سے انکی
توثیق نقل کی ہے لکھتے ہیں کہ قلت ذکر ابن یونس انه توفى بعد العشرين
ومائة وذكره البرقي فيمن ضعف بسبب التشيع وهو ثقة وذكره

يعقوب بن سفيان في جملة الثقات وصحح الترمذي حديثه ص ۸
میں کہتا ہوں (یعنی ابن حجر) کہ ابن یونس ذکر کیا ہے کہ ان کی وفات ۱۲۰ھ کے
بعد ہوئی ہے اور برقی نے عمرو بن جابر کو ان لوگوں میں ذکر کیا ہے کہ جو فی نفسہ
توثیق ہیں لیکن تشیع کی وجہ سے ان کی تضعیف کی گئی ہے اور یعقوب بن سفيان
نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ترمذی نے ان کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔ ان
اقوال سے معلوم ہوا کہ عمرو بن جابر کچھ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں تضعیف تشیع
کی وجہ سے کی گئی ہے اور ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ نفس تشیع وجہ ضعف نہیں ہے۔
(۱۸) اٹھارویں روایت جس کو ابن خلدون اور اختر صاحب نے مجروح

کیا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کو طبرانی نے اور حاکم نے مستدرک
میں نقل کیا ہے الفاظ یہ ہیں کہ عن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال يكون في آخر الزمان فتنة يحصل الناس فيها كما يحصل الذهب
في المعدن فلا تسبوا اهل الشام الخ اس روایت میں بھی عبد اللہ ابن
ابیہ پر کلام کیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ص ۳۱۹ لیکن یہ بھی صحیح نہیں ماقبل والی حدیث
کے ضمن میں اسی راوی کے متعلق بحث گذر چکی ہے نیز اس حدیث کی حاکم نے
بھی تصحیح کی ہے جیسا کہ خود ابن خلدون نے لکھا ہے کہ رواه الحاكم في
المستدرک وقال صحيح الا سناد ولم يخرجاه (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۹)

یعنی حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ سند کے اعتبار سے یہ روایت صحیح ہے۔

(۱۹) عن محمد بن الحنفیۃ قال کنا عند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسأله رجل عن المہدی فقال له ہیہات ثم عقد بیدہ سبعاً فقال ذلک یخرج فی آخر الزمان الخ (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۹) یہ روایت بالکل صحیح ہے حاکم نے تو مستدرک میں اس روایت کے متعلق لکھا ہے کہ ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۹) یعنی یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری و مسلم کے شرط پر پوری اترتی ہے اور خود علی شرط المسلم تو ابن خلدون نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ وانما هو علی شرط مسلم فقط (مقدمہ ص ۳۱۹) یعنی یہ روایت صرف مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور جب یہ روایت علی شرط المسلم ہوگی تو صحیح بھی ہوگی جیسا کہ محدثین نے لکھا ہے کہ الصیحیح اقسامہ اعلیٰ ما اتفق علیہ البخاری و مسلم ثم ما انفرد بہ البخاری ثم مسلم ثم علی شرطہما ثم علی شرط البخاری ثم مسلم الخ (تقریب للنووی ص ۱۲۳) وہ یعنی صحیح حدیث کی کئی قسمیں ہیں: (۱) وہ جو بخاری اور مسلم میں ہو (۲) وہ جو صرف بخاری میں ہو (۳) جو مسلم میں ہو (۴) جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہو (۵) جو صرف بخاری کے شرط پر ہو (۶) جو صرف مسلم کے شرط پر ہو۔

اسکے معلوم ہوا کہ جو حدیث مسلم کے شرط پر ہوگی وہ صحیح کی قسم ہے۔ اس کے راوی بخاری و مسلم کا راوی ہے جس کے ثقہ ہونے پر اجماع ہے۔ ایک راوی عمار ذہبی پر تشیع کا الزام ہے لیکن امام احمد، یحییٰ بن معین، ابو حاتم، امام نسائی وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۹۔

بیویوں روایت جس پر ابن خلدون اور آخر صاحب نے مجروح ہونے کا حکم لگایا ہے وہ حضرت انسؓ کی روایت ہے جس کی تخریج ابن ماجہ نے کی ہے الفاظ یہ ہیں کہ عن انس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول نحن ولد عبد المطلب سادات اهل الجنة أنا وحمزة وعلي وجعفر والحسن والحسين والمهدي۔ اس روایت میں ابن خلدون نے عکرمہ بن عمار اور علی بن زیاد پر جرح کیا ہے۔

عکرمہ ابن عمار کے متعلق حافظ ابن حجرؒ تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ صدوق (۲۲۲) یعنی سچے ہیں امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ان سے تعلیقاً نقل کیا ہے مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے ان کی توثیق مندرجہ ذیل محدثین سے نقل کی ہے۔ یحییٰ بن معین، عثمان الدارمی، علی ابن المدینی، عجل، ابو داؤد، امام نسائی، ابو حاتم، ساجی، علی بن محمد طافسی، صالح بن محمد، اسحاق بن احمد، ابن خلف البخاری، سفیان ثوری، ابن خراش، دارقطنی، ابن عدی، عاصم بن علی، ابن حبان، یعقوب بن شبیبہ، ابن شاہین، احمد بن صالح۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۳۱۱ ج ۳ و میزان الاعتدال ص ۳ ج ۳

ان تمام محدثین کی توثیق کے مقابلے میں ابن خلدون کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس لیے علی بن زید کی محدثین نے توثیق کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ ابن حبان نے ان کو ذکر کر کے کوئی جرح نہیں کی ہے۔ اور ابن حبان نے ان کو ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۳۱۱ ج ۳، نیز حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ عکرمہ سے اس حدیث کو عبد الشد بن زیاد سجیمی نے بھی نقل کیا ہے کہ وكذلك روى هذا الحديث المذكور (ای حدیث المہدی) محمد بن خلف الحدادی عن سعد بن

عبد الحمید و تابعہ ابو بکر محمد بن صالح القناد عن محمد بن الحجاج
 عن عبد اللہ بن زیاد السحیمی عن عکرمہ بن عمار ص ۳۲ ج ۱
 اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی متعدد سندیں موجود ہیں لہذا حدیث اصل
 نہیں ہے اس حدیث میں ابن خلدون نے سعد بن عبد الحمید کے اوپر بھی جرح کی ہے
 حالانکہ یہ بھی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر نے تقریب میں لکھا
 ہے کہ صدوق ص ۱۱۸ ج ۱ یعنی سچے تھے اور علامہ ذہبی نے یحییٰ ابن معین سے
 نقل کیا ہے کہ لا بائس بہ (ص ۱۲ ج ۲ میزان الاعتدال) یعنی ان میں کوئی خرابی
 نہیں تھی اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں یحییٰ ابن معین کے علاوہ
 صالح جزیرہ کا قول بھی ان کی توثیق میں نقل کیا ہے نیز یہ ترمذی نانی اور
 ابن ماجہ کے راوی ہیں حالانکہ امام نانی کے نزدیک جو راوی مجروح ہوتا ہے وہ
 اس سے نقل نہیں کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی قوی ہیں۔ ملاحظہ ہو
 تہذیب التہذیب ص ۴۷ ج ۳ - اور خود ابن خلدون نے لکھا ہے کہ وجعلہ
 الذہبی ممن لم یقدح فیہ کلام من تکلم فیہ (مقدمہ ابن خلدون ص ۲۲)
 یعنی ذہبی نے ان کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے کہ کلام کرنے والوں کے کلام سے ان
 کے بارے میں کوئی قدح لازم نہیں آتی ہے یعنی یہ ثقہ ہیں کلام کرنے والوں کے کلام
 کا کچھ اثر نہیں ہوگا لہذا اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی صحیح ہے۔

(۲۱) اکیسویں روایت جس پر ابن خلدون اور ان کے مقلد اختر صاحب نے
 کلام کیا ہے وہ حضرت عبد اللہ ابن عباس کی مستدرک حاکم والی روایت ہے جس
 کے الفاظ یہ ہیں کہ قال ابن عباس منا اهل البيت اربعة منا السفاح
 ومنا المنذر ومنا المهدي (الحی ان قال) واما المهدي الذي يملأ
 الارض عددا كما ملئت جورا الخ - اس روایت میں اسمعیل بن ابراہیم

یعنی باپ اور بیٹے دونوں پر جرح کی گئی ہے اور ابن خلدون نے کہا ہے کہ دونوں ضعیف ہیں ملاحظہ ہو مقدمہ ۳۲۔ ابراہیم بن مہاجر محدثین کے نزدیک قوی ہیں۔ مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں حافظ ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے کہ صدوق (ص ۲۳) یعنی سچے تھے۔ ذہبی نے میزان الاعتدال میں امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ لا بأس بہ (ص ۱۶۷) یعنی ان میں کوئی خرابی نہیں ہے حافظ ابن حجر نے بھی یہی نقل کیا ہے۔ تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ وقال الثوری واحمد لا بأس بہ (ص ۱۶۷) یعنی سفیان ثوری اور امام احمد نے فرمایا کہ ان میں کوئی خرابی نہ تھی امام نسائی نے بھی فرمایا ہے کہ لیس بہ بأس (تہذیب ص ۱۶۸ ج ۱)۔ ابن سعد نے کہا کہ ثقۃ (تہذیب ص ۱۶۸ ج ۱) علامہ حلی نے کہا کہ صدوق ابو داؤد نے کہا ہے کہ صالح الحدیث۔ ابو حاتم نے ان کے اور کچھ دو کدرادیوں کے بارے میں فرمایا کہ ومحلہم عندنا محل الصدق (تہذیب التہذیب ص ۱۶۸ ج ۱) ان سب اقوال سے معلوم ہوا کہ ابراہیم قوی اور ثقہ ہے ان کے بیٹے اسماعیل کے بارے میں جرح کے اقوال بھی مروی ہیں لیکن بعض محدثین نے توثیق بھی کی ہے ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں (تقریب ص ۳۲) علامہ ابوالحجاج مزی نے تہذیب الکمال میں لکھا ہے کہ قال عبد اللہ سألت ابی عن ابراہیم بن مہاجر فقال لیس بہ بأس کذا وكذا وسألتہ عن ابنہ اسماعیل فقال ابوہ قوی فی الحدیث منہ وروی لہ الترمذی وابن ماجہ (تہذیب الکمال ص ۲۹ ج ۱) (نقلاً عن مضمون مولوی عبد الشکور صاحب کشمیری) یعنی عبد اللہ نے اپنے والد امام احمد سے ابراہیم کے متعلق پوچھا تو کہا کہ کوئی خرابی نہیں پھر ان کے بیٹے کے متعلق پوچھا یعنی اسماعیل کے متعلق پوچھا تو کہا کہ ان کے والد ان سے زیادہ قوی ہیں۔ محدثین کے نزدیک تو باپ بیٹے سے زیادہ قوی ہے لیکن اختر صاحب لکھتے ہیں کہ اس کا

باپ اس سے بلند درجے کا ضعیف ہے۔ یہ اختر صاحب کا اگر ذاتی خیال ہو تو الگ بات ہے باقی کسی محدث نے نہیں لکھا ہے۔

(۲۲) بانیسویں روایت جس پر ابن خلدون اور اختر صاحب نے جرح کی ہے وہ ابن ماجہ کی حفتہ ثوبان کی روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عن مشوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقتل عندكم ثم لا يصير الى واحد منهم ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق - ابن خلدون لکھتے ہیں کہ اس روایت کے راوی سب صحیحین کے ہیں البتہ ابو قلابہ مدلس ہیں (مقدمہ ص ۳۲) حافظ ابن حجر نے ان کے متعلق تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ یہ صحاح ستہ کے راوی ہیں ثقہ اور فاضل ہیں (تقریب ص ۱۴۲) اور تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجر نے ان کی توثیق پر ابن سعد، مسلم بن یسار، ابن سیرین، ایوب سختیانی، عجل و غریکے اقوال نقل کئے ہیں اور ابتدا میں لکھا ہے کہ احداً علامہ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۲۲۲ تا ص ۲۲۶ ج ۵۔ حافظ نے ان کی تدلیس کی بھی نفی کی ہے کہ وہ یعرف له تدلیس (تہذیب التہذیب ص ۲۲۶ ج ۵)

نیز یہ کہ یہ روایت ابو قلابہ ابو اسمار رحمہ سے نقل کرتے ہیں ابو اسمار رحمہ اور ان کا زمانہ ایک تھا نیز ابو اسمار رحمہ بھی دمشق میں رہتے تھے ملاحظہ ہو تقریب ص ۲۶ اور یہ بھی آخری عمر میں شام میں رہتے تھے ملاحظہ ہو تقریب ص ۱۴ و تہذیب التہذیب ص ۲۲۶ ج ۵ اور ابو اسمار رحمہ سے ان کا سماع بھی دوسری متعدد احادیث میں ثابت ہے تو اگر یہ روایت عن سے منقول ہے تو بھی امام بخاری و امام مسلم سب کے نزدیک یحتمل مقبول ہے رد کرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے اگر صرف تدلیس کی وجہ سے کسی کی روایات کو رد کرنا شروع کیا جائے تو بہت سی

احادیث سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

اسی حدیث میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے سفیان ثوری کو بھی مدلس کہہ کر روایت کو مجروح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کاش ابن خلدون اور اختر صاحب کچھ انصاف سے کام لیتے۔ اس مقام پر زیادہ مناسب ہے کہ وہ عبارت نقل کروں جو علامہ ذہبی نے عقیل کے رو میں لکھی ہے حب اس نے علی ابن المدینی پر جرح کی کہ أفضا لك عقل يا عقيلي أمتدري فيمن تتكلم (میزان ص ۱۴ ج ۲) سفیان ثوری کی تدلیس کا کچھ محدثین نے ذکر کیا ہے لیکن اس کی وجہ سے کسی نے بھی ان کی روایت کو رد نہیں کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ابو عبد اللہ الکوفی ثقة حافظ فقیہ عابد امام حجة الخ (ص ۱۳۸) تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجر نے ان کے اساتذہ میں خالد الحذار کا نام بھی لکھا ہے جو اس حدیث میں بھی ان کے استاد ہیں۔ اس کے معلوم ہوتا ہے کہ خالد الحذار سے انکی ملاقات اور سماع ثابت ہے باقی ان کی توثیق تو توثیق سے بقول خطیب بغدادی یتغنی ہیں كما في تهذيب التهذيب قال الخطيب كان اماما من ائمة المسلمين وعلماء من اعلام الدين مجمعا على امامته بحيث يستغنى عن تزكيته مع الاتقان والحفظ والمعرفة والضبط والورع والزهد ص ۱۳۸ ج ۲ وقال النسائي هو اجل من ان يقال فيه ثقة الخ تهذيب ص ۱۳۸ ج ۲ وقال صالح بن محمد سفیان ليس يقدمه عندى احد في الدنيا تهذيب التهذيب ص ۱۳۸ ج ۲

اسی حدیث میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے عبدالرزاق بن ہمام پر بھی جرح کی ہے کہ وہ شیعہ تھے ان کے تشیع کے بارے میں واقعی اقوال ہیں کہ شیعہ تھے لیکن

ثقتے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ ثقہ حافظ مصنف شہیرہ ۲۱۳ نیز یہ صحاح ستہ کے راوی بھی ہیں امام بخاری اور امام مسلم نے ان کی روایات کی تخریج کی ہے ملاحظہ ہو تقریب ص ۲۱۳ تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے عبد الرزاق سے اچھی حدیث والا بھی کسی کو دیکھا ہے تو فرمایا کہ نہیں ص ۲۱۳ ج ۱ اور خود عبد الرزاق کے اسناد و ممر کا قول ہے کہ واما عبد الرزاق فخلق ان تضرب اليه اكباد الابل (تہذیب ص ۳۱۲) کہ عبد الرزاق اس کا مستحق ہے کہ اس کے پاس اونٹوں پر سفر کر کے حاضری دی جائے اور یہ بھی منقول ہے کہ یحییٰ بن معین کے سامنے کسی نے کہا کہ عائشہ بن موسیٰ عبد الرزاق کی احادیث کو تشیع کی وجہ سے رو کرنا ہے فقال كان عبد الرزاق والله الذي لا اله الا هو اعلى في ذلك منه مائة ضعف (تہذیب التہذیب ص ۳۱۳ ج ۱) کہ یحییٰ بن معین نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ عبد الرزاق سو درجے عبید اللہ بن موسیٰ سے اچھے ہیں اور عائشہ ابن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام احمد سے پوچھا کہ ہد كان عبد الرزاق يتشيع ويعزط في التشيع فقال اما انا قلم اسمع منه في هذا شيئا (تہذیب ص ۳۱۳ ج ۱) کہ کیا عبد الرزاق غالی شیعہ تھا تو فرمایا کہ میں نے اس بارے میں ان سے کچھ نہیں سنا۔ اور خود عبد الرزاق کا قول ہے کہ اس بارے میں کبھی میرا انشراح نہیں ہوا کہ میں حضرت علیؑ کو حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دوں (تہذیب ص ۳۱۳ ج ۱) ابن خلدون اور اخرت صاحب نو تشیع کو رو رہے ہیں۔ یعنی بن معین فرماتے ہیں کہ لو ارتد عبد الرزاق ما تركنا حديثه (تہذیب ص ۳۱۳ ج ۱) کہ عبد الرزاق اگر نعوذ باللہ مرتد ہو جائے پھر بھی ہم ان کی احادیث کو ترک نہیں کریں گے۔

اور علامہ ذہبی نے عباس بن عبد العظیم کی جرح نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ قلت
ما وافق العباس علیہ مسلم بل سائر الحفاظ وائمة العالم یحتجون بہ۔
میزان الاعتدال ص ۱۱۲ کہ اس جرح میں کسی مسلمان نے بھی عباس کی نفی
نہیں کی ہے بلکہ تمام محدثین عبدالرزاق کی احادیث کو قابل احتجاج مانتے ہیں اور
علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں علی بن مدینی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ولو
ترکت حدیث علی وصاحبہ محمد وشیخہ عبدالرزاق وعثمان بن ابی
شیبۃ وابراہیم ابن سعد وعفان و ابان العطار و اسامیل واذھر
السمان وبہز بن اسد وثابت البنانی وجری بن عبد الحمید لغلطنا
الباب و انقطع الخطاب و لماتت الآثار و استولت الزنادقة و له خرج
المدجال (ص ۱۱۲) کہ اگر ان مذکورہ لوگوں کی احادیث کو ہم ان پر جرح یا
کسی بدعت کے موجود ہونے کی وجہ سے ترک کر دیں تو پھر تو روایات کا دروازہ
بند ہو جائیگا اور شریعت کا خطاب منقطع ہو جائے گا اور احادیث دنیا سے نابود
ہو جائیں گی اور زنادقہ غالب ہو جائیں گے و جاں نکل آئے گا۔ اور پھر کہتے ہیں
کہ ثم ما كل أحد فيه بدعة اوله هفوة او ذنوب يقتدح فيه بما
يوهن حديثه ولا من شرط الثقة ان يكون معصوما من الخطايا
والخطاء الخ (میزان الاعتدال ص ۱۱۲) اور ہر وہ آدمی جس میں کوئی بدعت
ثابت ہو جائے یا جس کا کوئی غلط کلام مروی ہو جائے جو سبب قدح ہو اور اس
سے اس کی حدیث ضعیف ہو جائے ایسا نہیں ہے۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ
عبدالرزاق کی احادیث محدثین کے نزدیک قبول ہیں اور مستند تشیع سبب
جرح نہیں جیسا کہ پہلے بھی تفصیل سے گذر چکا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسویں روایت جن ابی خلدون اور اختر صاحب نے جرح

کی ہے وہ ابن ماجہ کی روایت ہے جو عبد اللہ بن الحارث بن جزر سے مروی ہے قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج ناس من المشرق، فيؤطون للمهدي يعني سلطانه الخ اس روایت میں ایک نو عبد اللہ ابن ابی جرح کی گئی ہے جس کے بارے میں بحث پہلے حدیث نمبر ۱ کے ضمن میں گزر چکی ہے اسی طرح ان کے شیخ عمرو بن جابر الحضرمی پر بھی جرح کی گئی ان کے بارے میں بھی بحث حدیث نمبر ۱ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

(۲۴) چوبیسویں روایت حضرت ابو ہریرہ کی ہے جس کو ان دونوں حضرات نے ساقط الاعتبار قرار دیا ہے روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یكون فی امتی المہدی الخ اس روایت میں محمد بن مروان العجلی پر کلام کیا ہے کہ وہ متفرد ہیں اس روایت کو صفحہ ۲۷ پر نقل کرتے ہیں اور کسی نے نقل نہیں کیا ہے لیکن یہ بھی وجہ جرح نہیں ہے اس لئے کہ خود ابن خلدون نے تسلیم کیا ہے کہ محمد بن مروان ثقہ ہیں ابو داؤد، ابن حبان، یحییٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے، ملاحظہ ہو مقدمہ ص ۳۱۱ توجب محمد بن مروان ثقہ ہیں تو ان کے تفرد سے روایت مردود کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ ضعیف کے تفرد سے تو روایت پر ضعف کا حکم لگتا ہے لیکن ثقہ کے تفرد کی وجہ سے کسی محدث نے کبھی کسی روایت کو ضعیف نہیں کہا ہے خصوصاً جبکہ مہدی کے بارے میں دوسری متواتر روایات بھی موجود ہیں۔

محمد بن مروان کی توثیق یحییٰ بن معین امام ابو داؤد، مرة ابن حبان وغیرہ نے کی ہے ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۲۳۶ ج ۹۔

(۲۵) پچیسویں روایت بھی حضرت ابی ہریرہ کی ہے جسکی تخریج ابو یعلیٰ موصلی نے اپنے مسند میں کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ لا تقوم

الساعة حتى يخرج عليهم رجل من اهل بيتي الى اس روایت میں
 بشیر بن بھیک کے اوپر جرح کی گئی ہے حالانکہ بشیر بن بھیک صحاح ستہ کے
 راوی ہیں امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ حافظ
 ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں کہ ثقہ (ص ۴۶) کہ ثقہ تھے مجلیٰ اور امام بخاری
 نے بھی ثقہ کہا ہے (تہذیب التہذیب ص ۴ ج ۱) اور ابو حاتم کے قول لا یجتج
 مجدیشہ جو ابن خلدون نے نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں
 کہ وهذا وهم وتصحیف وانما قال ابو حاتم روی عنه النضر
 بن انس و ابو مجلز وبرکة و یحیی بن سعید (تہذیب التہذیب ص ۴ ج ۱)
 کہ ابو حاتم نے یہ نہیں کہا بلکہ یہ لوگوں کا وهم ہے اور عبارت میں تصحیف کی گئی ہے
 ابن سعد نے بھی ثقہ کہا ہے، ابن حبان نے ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے امام احمد
 نے بھی ثقہ کہا ہے ملاحظہ ہو تہذیب ص ۴ ج ۱۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ
 یہ روایت بھی قوی ہے۔

(۲۶) حضرت قرۃ بن ایاس کی روایت جو مسند بزار اور معجم کبیر
 للطبرانی میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ لَمَّا دُنِ الْأَرْضُ جَوْراً وَظُلماً فَافْذَا
 مَلَأَتْ جَوْراً وَظُلماً بَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي اسْمُهُ اسْحَى وَاسْمُ
 أَبِيهِ اسْمُ أَبِي الْحِمْزِ اس روایت میں ابن خلدون اور اختر صاحب نے داؤد
 بن الحبحب بن المحرم پر جرح کی ہے اور لکھا ہے کہ اس حدیث کو داؤد اپنے والد
 سے نقل کرتے ہیں اور یہ دونوں ضعیف ہیں مقصود ۳۲۲ م ان دونوں کے
 حالات کتب اسماء رجال میں مل نہیں سکے لیکن دوسری صحیح روایات کی
 موجودگی میں ضعیف روایات بھی تائید پیش کی جاسکتی ہیں

(۲۷) عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی نفر من المهاجرین والانیصار (الی ان قال) فعلیکم بالفتی
التمیمی فانہ یقبل من قبل المشرق وهو صاحب رأیة المہدی۔

اس روایت میں ابن خلدون وغیرہ نے ابن ہشیم پر کلام کیا ہے جس کے بارے میں تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ ابن خلدون نے اس روایت میں عبد اللہ بن عمر کو بھی ضعیف کہا ہے ظاہر ہے کہ اس سے عبد اللہ بن عمر بن خطاب تو مراد نہیں ہو سکتے کیوں کہ وہ تو صحابی ہے اور الصحابة کلہم عدول کا قاعدہ تو مشہور ہے اس کے علاوہ اس نام کے راوی تقریب التہذیب میں میں تقریباً آٹھ ہیں اور سب کے سب ثقہ ہیں عبد اللہ بن عمر بن حفص کو بعض محدثین نے ضعیف کہا ہے لیکن وہ بھی اکثر محدثین کے نزدیک ثقہ ہے اور مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ ملاحظہ ہو تقریب التہذیب ص ۱۸۲۔

(۲۸) اٹھائیسویں روایت حضرت طلحہ بن عبد اللہ کی ہے جو طبرانی کے معجم اوسط کے حوالے سے مقدمہ میں منقول ہے جس میں ابن خلدون اور آخر صاحب متشی بن صباح پر جرح کی ہے ملاحظہ ہو مقدمہ ص ۳۲۲۔ متشی اگرچہ اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے لیکن ابن عدی نے ان کی احادیث کو صالح کہا ہے جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ہے کہ قال ابن عدی لہ حدیث صالح (ص ۳۶ ج ۱) اور داود الطائری نے کہا ہے لم ادرك فی ہذا المسجد اعبد من المتشی بن الصباح (تہذیب التہذیب ص ۳۶ ج ۱) کہ اس مسجد میں ان سے زیادہ کسی عابد کو میں نے نہیں دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ بعض محدثین کے نزدیک قابل اعتبار ہیں۔ نیز ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کے راوی بھی ہیں۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۲۵ ج ۱۰ و تقریب التہذیب ص ۳۲۸۔

اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ ضعیف روایات تائید میں پیش کی جا رہی ہیں

عقیدہ ظہور مہدی ان ضعیف احادیث پر موقوف نہیں ہے بلکہ متواتر احادیث سے ثابت ہے کماتر یہ وہ بعض احادیث تھیں جن پر منکرین ظہور مہدی نے کلام کیا تھا۔ بعض منکرین نے اس سلسلے میں لامہدی الاعیسیٰ کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جو ابن ماجہ وغیرہ میں منقول ہے لیکن یہ خود ابن خلدون کے اقرار کے مطابق منقطع مضطرب اور ضعیف ہے۔ چنانچہ مقدمہ میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں وہو منقطع وبالجملة فالحدیث ضعیف مضطرب (ص ۲۲۲) نیز بعض محدثین نے اس حدیث کو موضوع بھی کہا ہے جیسا کہ اس باب کے اول میں فوائد المجموعہ للشوکانی کے حوالے سے گذر چکا ہے۔ ملاحظہ ہو فوائد مجموعہ ص ۵۵ بہر حال ظہور مہدی متواتر احادیث سے ثابت ہے اور محدثین کے نزدیک قیامت کی علامات میں سے ہے جیسا کہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کی کتاب علامات قیامت کے ضمن میں اس کو ذکر کیا ہے۔ نیز حدیث جبرائیل کے ضمن میں امارات قیامت پر بحث کرتے ہوئے محدثین نے جیسا کہ دوسری امارات و علامات کا ذکر کیا ہے اسی طرح ظہور مہدی کو بھی ثابت شدہ علامات قیامت میں ذکر کیا ہے مسلم کی شرح اکمال اکمال المعلم میں علامہ ابی نے لکھا ہے کہ علامات قیامت کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ علامات کہ جو معتاد ہیں جیسا کہ علم کا اٹھ جانا، جہل کا ظاہر ہونا، زنا اور شراب نوشی کی کثرت اور دوسری علامات وہ ہیں کہ جو غیر معتاد ہیں جیسا کہ ظہور دجال، نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خروج یاجوج ماجوج، خروج دابة الارض اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔ اس کے بعد پانچ علامات غیر معتاد اور بھی ذکر کی ہیں اور اس کے بعد پھر لکھا ہے و زاد بعضهم فتح قسطنطنیہ و ظہور المہدی (ص ۱ ج ۱)۔ یعنی بعض محدثین نے فتح قسطنطنیہ اور ظہور مہدی

کو بھی علاماتِ قیامت میں ذکر کیا ہے اسی قسم کی عبارت مکمل اکمال
الاکمال میں علامہ سنوٹی کی بھی ہے ملاحظہ ہو ص ۱۰۱۔
ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ ظہور مہدی محدثین کے نزدیک ثابت شدہ
علاماتِ قیامت میں سے ہیں۔

فی الحال ہم ان ہی گذارشات پر اکتفا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے
ہیں کہ وہ ہمیں صراطِ مستقیم پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے۔

اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل

باطلاً وارزقنا اجتنابه آمین وصلى الله تعالى

على خير خلفه محمد وآله واصحابه

اجمعين

نظام الدین

جامعہ فاروقیہ ہ شاہ فیصل کالونی ۲

کراچی ۲۵

۴ / ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ